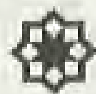
معارفِ قصیدۂ غوثیہ

تحقیق و تالیف اور ترجمہ

پروفیسر منیر الحق کعبی بہل پوری

زجاج

پروفیسر منیر الحق کعبیؔ بہلپوری



معارفِ قصیدہ غوثیہ

تالیف و تحقیق اور ترجمہ

زجاج

بلبلے خوش آمدم در کوئے بغداد آمدم
رقصم و جوشد ز ہر مُویم ندا، امداد کن

طرفہ تر سازے زنم، بر لب زدہ مہر ادب
خیزد از ہر تارِ جیبِ من صدا، امداد کن

بوسہ گستاخانہ چیدن خواہم از پائے سگش
ور نہ بخشد، پیشِ شہ گریم، شہا امداد کن

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

مسلک حقہ کی ترجمان
سلسلہ قادریہ کی برہان
مصنف "سلامِ رضا، تضمین و تفہیم اور تجزیہ" پر
حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان اور
مجدد عصر امام احمد رضا خاں قادری کے فیضان
کا ایک اور مظہر

معارف قصیدہ غوثیہ

تالیف و تحقیق اور ترجمہ

پروفیسر منیر الحق کعبی بہلپوری

زجاج

مجھے گر ناز سے پوچھیں تو کس کا بندہ ہے حافظ
کہوں بے ساختہ 'شاہا' جناب غوث اعظم کا"

ضابطہ

کتاب .... معارف قصیدہ غوثیہ
محقق و مترجم .... پروفیسر منیر الحق کعبی بھلپوری
ناشر .... زبیدہ منیر

طبع اول .... مارچ ۲۰۰۲ء
مطبع .... شرکت' لاہور
کمپوزنگ .... "ماڈرن کمپیوٹرز" گجرات
قیمت .... 250 روپے

زجاج پبلی کیشنز
گڑھی احمد آباد .... گجرات .... (پنجاب) پاکستان
فون ـ ۰۴۳۳-۳۰۲۱۰
تقسیم کار ......
مکتبہ نبویہ، داتا گنج بخش روڈ، لاہور

انتساب

میں اپنی اس تخلیق و تالیف کو، عزیز الفقراء، برگزیدہ، بارگاہ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء، مقرب قرب الٰہی، مرید حضرت سیدی کرم الٰہی مولانا المولوی احمد دین فاروقی القادری بھلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے اسم گرامی و نام نامی سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

جو حضور سیدی کرم الٰہی قدس سرہ العزیز کے انوار و تجلیات کے امین، خلوتِ شبانہ میں ان سے براہِ راست فیضیاب، اور گاہ گاہ ان لطیف احوال سے دیگر افرادِ خانہ بھی آگاہ ہو جاتے اور اہتزازی کیفیت سے بہرہ اندوز ہوتے۔

- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ جلال کا وارث
- وہ بطلِ جلیل جس نے گاؤں میں قادیانیوں کی شان و شوکت اور ریشہ دوانیوں کو للکارا اور ان کے اثرات کو اپنی حکمتِ عملی اور قوتِ روحانی سے یکسر مخدوش و مسدود کر دیا۔
- جب ایک قادیانی مرزائی نے خانۂ خدا اور ملحقہ کنوئیں کو اپنی حویلی کا حصہ بنا کر تصرف کرنا چاہا تو اس روحِ حریت نے ابلیسی قوت کے اس ناپاک منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔
- وہ مردِ درویش جس کی کرامات سے ایک جہان آشنا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ ہے۔
- فیاض اس قدر کہ جو کچھ پاس ہوتا، سائلوں میں تقسیم کر دیتا۔
- سنتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضیا گیر و مستنیر
- احمد دینِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حمدًا لک اے اِلٰہِ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہِ عبدالقادر
اے خاک براہِ تو سرِ جملہ سراں
کن خاک مرا براہِ عبدالقادر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

یارب بجمالِ نامِ عبدالقادر
یارب بنوالِ عامِ عبدالقادر
منگر بقصور و نقصِ ما قادریاں
بنگر بکمالِ تامِ عبدالقادر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

نحنُ لمن سائنا سم قاتل
فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

O

منکرِ نعرۂ ما گو کہ ہما عربدہ کرد
تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانۂ ما

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے ارے کوئی کلیجا تیرا

ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

قال الشیخ قدس سرہ فی القصیدۃ النوریہ

مریدی لک البشریٰ تکن علی الوفا
اذا کنت فی ضیق فتنجی بھمتی

مریدی تمسک بي و کن بی والقاً
فاحمیک فی الدنیا و یوم القیمتی

انا المریدی حافظ مما یخافہ
واُحرسہ من کل شر و بلیتی

و نحن لمن سائنا بسم قاتل
فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

اے میرے مرید: تیرے لئے مژدہ ہے تو وفا پر رہ۔ جب تو کسی تنگی میں ہوگا۔ پس تجھے ہم نجات دیں گے۔ اس اپنی ہمت کے ساتھ۔ اے میرے مرید، مجھ کو پکڑ لے اور میرے ساتھ پکا ہو جا۔ پس میں مدد کروں گا تیری دنیا میں اور قیامت کے دن بھی۔ میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں۔ اس چیز سے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اس میں رکھوں گا میں اسے ہر بلا و شر سے۔ اور ہم، جو کوئی ہمارے (ہم) سے برائی کرتا ہے۔ اس کے حق میں زہر قاتل ہیں۔ پس جو کوئی اس بات کو نہ مانے، بے فرمانی (نافرمانی) کر کے تجربہ کر لے۔

(ضرب القادر علی راس من ینکر من قول شیاللہ یا شیخ سید عبد القادر) ۱۳۳۲ء

تاریخ وصالِ جدّی

1355ھ

سیدی و مرشدی احمد دین خلیفہ مجاز بکمالِ کرمِ الٰہی

1936ء

مزّینِ دینِ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1936

1- نشانِ شاہ جیلاں احمد دیں

918

میر فقیر میراں احمد دیں

1936= 1018

قال الشیخ قدس سرہ فی القصیدۃ النوریہ

مریدی لک البشریٰ تکن علی الوفا
اذا کنت فی ضیق فتنجی بھمتی
مریدی تمسک بی و کن بی واثقاً
فاحمیک فی الدنیا و یوم القیمتی
انا المریدی حافظ مما یخافہ
وأحرسہ من کل شر و بلیتی
و نحن لمن سائنا بسم قاتل
فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

اے میرے مرید! تیرے لئے مژدہ ہے تو وفا پر رہ۔ جب تو کسی تنگی میں ہوگا۔ پس تجھے ہم نجات دیں گے۔ اس سے اپنی ہمت کے ساتھ۔ اے میرے مرید! تھام پکڑ مجھے اور میرے ساتھ پکا ہو جا۔ پس میں مدد کروں گا۔ تیری دنیا میں اور قیامت کے دن بھی۔ میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں۔ اس چیز سے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اس میں رکھوں گا میں اسے ہر بلا و شر سے۔ اور ہم، جو کوئی ہمارے (ہم) سے برائی کرتا ہے۔ اس کے حق میں زہر قاتل ہیں۔ پس جو کوئی اس بات کو نہ مانے، بے فرمانی (نافرمانی) کرے تجربہ کرے۔

(ضرب القادر علی راس من بنکر من قول شیئاللہ یا شیخ سید عبد القادر) ۱۳۳۳ء

تاریخ وصالِ جدّی

1355ھ

سیدی و مرشدی احمد دین خلیفہ مجاز بکمالِ کرمِ الٰہی

1936ء

مزّین دینِ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1936

1- نشانِ شاہ جیلاں احمد دین

918

حبیر فقر میراں احمد دین

1936= 1018

2- بشب عاشق فروزاں بود از او

1936ء

چراغ بزم ایماں احمد دیں

1355ھ

3- سراغ بدر عرفان بواطن

1936ء

'ایاغ چشم' جاناں احمد دیں

1355ھ

4- ''غلام شاہ مقیم محکم الدین''

1770

''تقیب روئے دوراں' احمد دیں

1936 = 166 = 4 + 162

نتیجۂ فکر:
پروفیسر منیر الحق کعبی بہلپوری

پیش لفظ

اے ربِّ رحمان و رحیم!

اے خبیر و علیم!...... اپنے لطف و کرم سے ہمارے آئینۂ جاں سے زنگار دور فرما! ہمیں وہ علم عطا فرما کہ ہم تیرے محبوب افراد کو پہچان سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ جہالت و نادانی کے باعث کسی بے ادبی کا مرتکب ہو کر تیرے قہر و غضب کو آواز دے بیٹھیں۔...... **اے ربِّ ذوالجلال!** ...... ہمارے قلوب کے ظلمت خانہ میں بھی اپنے نور کا ہلکا سا پرتو ڈال کہ محبوبانِ ازلی کے نقوشِ پا کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنا سکیں۔...... **اے ربّ العالمین! اے رزّاق و فتّاح:** ...... ہمارے دلوں کی شور زدہ زمینوں پر اپنی محبت و عنایات کی بارش فرما اور ہماری بے تاب و مضطرب ارواح کو حسن و جمالِ ذات سے رزق بخش اور دیدارِ انوارِ مصطفٰی کے ساغر سے تشنگی دور فرما کر سکون سے نواز۔...... **اے اللہ! اے احد الصمد! اے لم یلد و لم یولد!** ...... تیری ذات و صفات کی مملکت میں کوئی شریک و سہیم نہیں۔ تو ہی مالک الملک ہے۔ تو مقلب القلوب ہے۔...... **اے حیّ و قیّوم** ...... اے قریب و مجیب! تیرے ہی دستِ قدرت میں تمام کیفیات و مواجید اور احوال و مقامات کا قبض و بسط ہے۔ ہمارے حیاتِ نفسانی کو عشق و محبت کی آگ دکھا کر راکھ کر دے۔...... اور...... ہمیں وہ زندگی دے...... جو...... تیرے محبوب رؤف و رحیم حضور سید الانبیا و المرسلین...... اور میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے طریق

وسنت پر قائم و مقیم رہے...... **اے قادر و مقتدر خدا!** ...... تیرا یہ عاجز و حقیر، غلام و فقیر...... جو لکھنا چاہتا ہے، لکھ نہیں پاتا۔ جو کہنا چاہتا ہے، کہہ نہیں سکتا...... رب اشرح لی پڑھتا ہے...... مگر زبان پھر بھی بیان اور اک سے قاصر ہے۔ **اے خالق الحبّ و النّوا!** فکر و قلم کو روانی دے کہ اس بزم میں جہاں ہر لمحہ تیرے عرفان کی جوت جگی ہے اور ہر ایک محو ثنا خوانی ہے، شرکت کے لائق ہو......

مولا کریم! ...... زبان و خیال کے ہر گوشہ و ریشہ کو پاکیزہ و معطر فرما کہ ہم تیرے محبوبِ اعظم و اقدس و انور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام بھیجنے کی محفل میں بار پا سکیں۔

یا رسولَ الرحمۃ 'یا نبی التوبۃ! ...... یہ زمان و مکاں کی حدود میں اسیر اپنی گناہوں بھری حیاتی کو اصل سمجھ کر دھوکے میں پڑے آپ سے...... اور...... آپ کے ربِّ کریم سے گریزاں رہے...... اب...... اللہ تعالیٰ کے ارشاد...... ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما . کی جانب آنکھیں لگی ہیں۔...... **یا رسول الملاحم!** ...... اپنے ذنوب و آثام کے طومارِ کثیر دیکھ کر پریشان و پشیمان آپ کے درِ اقدس پر حاضر ہیں، چشمِ کرم فرمایئے۔ ہمیں بصارت ہے نہ بصیرت...... نہ سوال کا سلیقہ نہ آداب کا قرینہ...... حضور آپ مفتاح الرحمۃ ہیں۔ رحمتِ پروردگار کا نزول آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ آپ لطف فرمائیں تو فضلِ خداوندی بارانِ کرم بن کر دلوں کے سیپ کی آغوش کو گہرِ وصال سے معمور فرما دے۔...... **یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!** ......

آپ اللہ کے حبیب ہیں۔ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ زندہ ہیں اور مردہ دلوں کو زندگی

عطا کرنے والے ہیں۔ اے جہانوں کو نور و ضیا سے مستنیر فرمانے والے! یہ ناقص و خام، فقیرِ بے نوا...... کہاں کہاں، در بدر بھٹکتا رہے گا۔ میری رات آخر کب تک رات ہی رہے گی۔...... **یا رسولِ مرتجی!** ...... اے دم ٹوٹتی آسوں کی امید گاہ!

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمانِ ہر چہ ما را در دل ست
دستگیرِ ہر چہ پائش در گل ست

مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ
ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
انت مولی القوم من لایشتھی
قد ردی کلا لئن لم ینتھی

اے نبیِّ مکرم! ...... اے رحمتِ ہمہ عالم! آپ کی بارگہِ عالی مقام سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ اللہ اللہ کیا جود و کرم ہے

"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آپ کی ذات ہی وسیلۂ جلیلہ ہے۔ یہ فقیر عصیاں سے آلودہ، آپ کے آستانِ قدس پہ دامن دراز کئے عنایات کا امیدوار ہے۔ اور آپ سے...... آقا...... حضور سیدنا غوثِ اعظم...... کا طلبگار ہے۔

اے مخلوقِ خدا! اے جن و انس! آؤ...... اور میرے آقا حضور سیدنا

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامانِ رحمت کو مضبوطی سے تھام لو۔ دنیا کے سرمایہ پرستوں سے کچھ حاصل نہیں۔ ''حضور سیدنا'' کی ذات واسع اللطف والکرم ہے۔

سیدی ابوالمعالی قادری قدس سرہ نے سچ کہا ہے۔

شاہِ جیلانی ترا حق در وجود
رحمۃ للعالمین آوردہ است
ہر کہ شد آنِ تو مقبولِ خدا است
گرچہ ہر نا کردنی را کردہ است

اے اعتراض کرنے والے! خدا سے وہ صلاحیت طلب کر کہ تجھے لفظوں کے اندر چھپے تہ در تہ معانی تک رسائی حاصل ہو۔ تو اعتراض کرنے میں جلد باز ہے۔ اور ذہیم بھی

خبردار اے معترض! اگر علم نہیں تو سن! حضور سیدنا الشیخ سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارثِ نبیِ مختار۔ نائبِ رسول اللہ...... سرِ مجتبیٰ...... جگر گوشۂ مصطفیٰ...... ضیائے دلِ مرتضیٰ...... نورِ بصرِ خیر النساء ہیں...... وہ سلالۂ آلِ طٰہٰ و یٰسں ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

یا سیدی غوثِ اعظم!

آپ کو اپنے بابا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ! ہمارے دلوں کو اس طرح کی آوارہ مزاجی اور ہرزہ گردی سے بچا لیجئے۔ جسم و جان، ہوش و خرد، سب ہوس گرفتہ ہیں!

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابرِ کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک، گناہوں کی تہیں، میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھو لے یہ پیاسا تیرا

یا سیدی!...... اس بے علم و ہنر کو کسی بھی لفظ پر کسی بھی طرح کا اعتماد و غرور نہیں۔ اس حقیر کو یہ مجال نہیں کہ وہ آپ کی غلامی کا ادعا کرے۔

میں کہاں اور کہاں طوقِ غلامی کا شرف
میں تو ہوں خاکِ کفِ پائے سگانِ میراں

یا سیدی!...... اس بے کس و بے بس اور لاچار کی صرف اتنی سی خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آپ کی نسبت سے پکارا جائے۔

کاش محشر میں ہو جب اُن کے غلاموں کا شمار
میرے ماتھے پہ بھی ہو ثبت نشانِ میراں

O

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ رب العزت جل جلالہ و اعظم شانہ بڑی عظمتوں کا مالک ہے۔ اس کی رفعتوں کا احاطہ عقلِ انسانی سے وراء الورا ہے۔ ہر شے کا خالق اور مالک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ قادر کریم ہے، وہ رؤف رحیم ہے، وہ معطیِ عظیم ہے۔ اس نے اپنی عظمتوں کے جلوے مخلوق کو عطا فرمائے ہیں۔ اس کی شانوں کے مظہر محبوبانِ حق تعالیٰ ہیں۔ انبیاء، و مرسلین، ملائکہ مقربین اور اولیائے کاملین کو اس نے اپنی ذات وصفات کا مظہر بنایا ہے۔ وہ چاہے تو درخت کو اپنا مظہر بنا دے اور اس کی زبان سے کہلوا دے:

فلما اتھا نودی من شاطیء الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین ۝ (سورۃ قصص ۳۰)

ترجمہ: (پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا، ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے، برکت والے مقام میں، پیڑ سے کہ اے موسیٰ! بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا)

ربِّ کریم جل وعلا نے اپنے محبوبِ اعظم رسولِ معظم شفیعِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوثر عطا فرمایا۔ اس عطیۂ ربانی کی آپ نے یوں تفسیر فرمائی:

اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔

رواہ الائمۃ البخاری فی کتاب الاعتصام و مسلم و النسائی عن ابی

ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ انہیں میرے قبضہ میں دے دیا گیا)

دوسرے مقام پر اس کی تفسیر یوں وارد ہوئی۔

اتیت بمقالید الدنیا علی فرسٍ ابلق جآء نی جبرئیل علیہ قطیفۃ من سندسٍ

رواہ احمد و ابن حبان و الضیاء المقدسی عن جابر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: (میرے پاس دنیا و مافیہا کی کنجیاں سفید و سیاہ داغ والے گھوڑے پر لائی گئیں جسے جبرئیل علیہ السلام لائے۔ اس پر ریشم کی دھاری دار چادر تھی)

انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو دیکھ کر رب قادر جل جلالہ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام کا کلام سماعت فرمائیے۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ ج وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ط ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین ۝ (آل عمران ۴۹)

ترجمہ: (میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مردہ جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے،

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔)

خالقِ ارض و سما، عالم الغیب والشہادہ، کافی شافی، وافی عافی، ربِّ قدیر عزّ اسمہٗ، نے اپنے محبوب بندے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جو دیا اسے دیکھ کر اس کی قدرتوں کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اسی کی ملک و عطا پر یقین کامل ہوتا ہے اور مالکِ کامل کی عطائے مُلک کا منظر حق الیقین میں بدل جاتا ہے۔ مُحی و ممیت ربِ قدیر جلّ شانہ کی عطائے شفا و حیات کے انوار معجزاتِ انبیاء کرام علیہم السلام میں جلوہ گر ہیں۔

سلسلۂ نبوت و رسالت حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر ختم ہو گیا لیکن سلسلۂ ولایت باقی ہے۔ اس طرح اب ربِّ قدیر کی قدرت، رحمت اور ہدایت کا ظہور اس سلسلہ شریفہ سے مربوط ہے۔ اولیائے عظام کا وجود اور ان کی کرامات ہی اسلام کی حقانیت کو واضح فرما رہی ہیں اور انشاء اللہ فرماتی رہیں گی۔

معجزات اور کرامات میں فرق کو سمجھنے کے لیے نبوت اور ولایت کے فرق کو مدِ نظر رکھنا ہوگا۔ مگر ان میں ایک شے قدرِ مشترک ہے...... خرقِ عادت۔ جس شے پر خرقِ عادت کا اطلاق ہوگا اس کا عقل و حواس سے ماپنا ممکن نہیں۔ وہاں صرف تسلیم ہی ہے۔

سلسلۂ ولایت کی ایک اہم شخصیت حضور سیدنا غوثِ اعظم محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی قدس سرہ النوری ہیں جنھیں باتفاق علماء و صوفیہ ''غوثِ اعظم'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے روحانی مراتب ہماری دسترس سے باہر

ہیں۔ اعاظم علماء اور افاضل صوفیہ انھیں قطب الاقطاب، غوث الاغواث، فرد الافراد، سید الاسیاد، غوث الثقلین، غوث الوریٰ اور اس نوع کے بے شمار القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ اپنے جدِ امجد محبوب ربّ العالمین کے حقیقی نائب ہیں۔ اسے لیے آپ کو ''محبوبِ سبحانی'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ والکریم نے آپ کو مرتبۂ ولایت میں خاص مقام سے نوازا ہے۔ آپ کی بے شمار کرامات درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ بلکہ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی علماء عارفین نے آپ کی جلالتِ شان کی پیش گوئیاں فرمائی ہیں۔ آپ کے معاصر اجلہ علماء اور رفیع المرتبت اصفیاء نے آپ کی کرامات کو تسلیم کیا۔ آپ کے دعاوی پر سرِ تسلیم خم کیا۔ متاخرینِ اولیاءِ عظام اور علماءِ کرام نے ان کی تصدیق فرمائی۔ جمہور علماءِ اسلام نے بیک زبان کہا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جو ارشاد فرمایا وہ حق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء مامور ہوتے ہیں۔ وہ وہی کہتے ہیں جو انہیں کہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ خود نائبِ مصطفیٰ غوث الوریٰ سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں وہی کہتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

سابقہ سطور کی روشنی میں قصیدۂ مبارکہ غوثیہ کا مطالعہ فرمائیں تو آپ کو کوئی امرِ بعید نظر نہیں آئے گا۔ ذرا یاد کیجئے۔ کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کرتے وقت، مٹی کی مورت میں پھونک مار کر پرندہ بناتے وقت، مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو ہاتھ پھیر کر شفا دیتے وقت فرمایا تھا کہ میرے یہ معجزات ...... باذن اللہ ...... ہیں۔ مالکِ کون و مکان محبوبِ ربِ دو جہان صلی اللہ

علیہ وسلم نے زمین کے خزانوں کی کنجیوں پر قبضہ کرتے فرمایا کہ سب عطیۂ ربانی ہے۔ اسی طرح قصیدۂ غوثیہ مبارکہ میں اپنی رفعتوں کو حضور غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ نے رب کی عطا قرار دیا ہے۔۔۔۔۔اور ہاں ربِ قدیر کی عطا پر کوئی پابندی نہیں۔ جب اس پر ایمان مضبوط ہوگا قصیدۂ غوثیہ کی حقانیت واضح ہو جائے گی۔

قصیدۂ غوثیہ عربی کے اُن قصائد میں سے ایک ہے۔ جنہیں۔۔۔۔۔۔

۱۔ شہرتِ دوام اور قبولیتِ عام حاصل ہے۔

۲۔ اصفیاء نے اسے اپنے اوراد میں شامل رکھا ہے۔

۳۔ علماء نے نظم ونثر میں، عربی، فارسی، اُردو، پنجابی وغیرہ زبانوں میں اس کی کثیر شرحیں لکھی ہیں۔ اور حضور غوثِ پاک، نائب صاحبِ لولاک رضی اللہ عنہ کے منتسبین میں اپنا نام لکھوایا ہے۔

اس مقام پر ان شروحات کا احاطہ مقصود نہیں اور نہ ہی فقیر حقیر غفرلہ القدیر کے لئے ممکن ہے۔

نائبِ غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری محدثِ بریلوی قدس اللہ اسرارنا بسرہ النوری نے قصیدۂ غوثیہ کا فارسی نظم میں ترجمہ کیا۔ عربی شعر کا ترجمہ فارسی شعر میں۔ ہر عربی شعر کے آخر میں خطابیہ انداز میں بارگاہِ غوثیت میں اپنی معروضات پیش کی ہیں۔ یہ معروضات دو فارسی کے اشعار پر مشتمل ہیں۔ فارسی ترجمہ شعر اور معروضات کے دو شعر مل کر پورا قصیدہ "وظیفۂ قادریہ" کے نام سے موسوم ہوا۔ بعض اصفیاء کو میں نے پایا کہ وہ قصیدۂ غوثیہ کے ساتھ وظیفۂ قادریہ کو بطورِ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اور اس سے روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ ان کا تجربہ ہے کہ وظیفۂ قادریہ کو وظیفہ بنانے والا

اسرارِ الٰہیہ سے انس حاصل کر لیتا ہے۔ اور وہ اسرار اس پر یکے بعد دیگرے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔مگر اس میں عام آدمی کے لئے مشکل یہ ہے کہ وہ عربی کی طرح فارسی زبان سے ناواقف ہونے کے باعث اس سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔

فاضل اجل حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (معاصر علامہ سیدی احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر) نے قصیدۂ غوثیہ کی شرح "رموزِ خمریہ" کے نام سے مرتب فرمائی۔ جس میں قصیدۂ مبارکہ کے مشکل الفاظ وتراکیب، ادق معانی، اصطلاحاتِ صوفیہ اور استعاراتِ غوثیہ کو احسن انداز میں حل فرمایا۔ مگر یہ شرح فارسی نثر میں ہونے کے باعث اردو دان حضرات کے لئے وجہِ تسکین نہ بن سکی۔

بھلا ہو جناب پروفیسر منیر الحق کعبی زید مجدہ السامی کا، کہ انہوں نے دونوں علمی شاہ پاروں کو ہماری دسترس میں کر دیا۔ انہیں اردو الفاظ کا جامہ پہنا کر ہماری دلچسپی کا سامان کر دیا۔

محترم پروفیسر منیر الحق کعبی علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ اپنے اسلاف کے علمی ورثہ کے امین ہیں۔ ذاتی طور پر اُردو، فارسی، انگریزی، اور پنجابی زبان میں نظم ونثر میں نہ صرف مہارتِ تامہ رکھتے ہیں بلکہ ملکۂ تحقیق وتنقید سے بھی بہرہ ور ہیں۔ ان کی تحقیق کو برِ اعظم پاک و ہند میں مسلمہ حیثیت حاصل ہے۔ امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کے شہرہ آفاق سلام، بحضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ان کی تالیفِ منیف "سلام رضا، تضمین وتفہیم اور تجزیہ" محققین سے خراجِ عقیدت حاصل کر چکی ہے۔ انہیں علمی و تحقیقی ذوق کے علاوہ روحانیت سے گہری

وابستگی اور دل بستگی حاصل ہے۔ عشق و محبت نے ان کے کلام کو مؤثر بنا دیا ہے۔

زیر نظر تالیفِ منیر میں جناب ممدوح نے وظیفۂ قادریہ کے فارسی اشعار کا اردو اشعار میں ترجمہ کیا ہے۔ عاشقِ صادق عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے قصیدۂ غوثیہ کے ترجمہ کے فارسی اشعار کا پنجابی اشعار میں ترجمہ کیا۔ فاضل اجل شیخ محمد فاضل کلانوری علیہ رحمۃ الباری کی فارسی شرح رموز خمریہ کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اشعار کا اشعار میں ترجمہ کرنا آسان نہیں۔ اس کے لئے بڑی مہارت اور ریاضت کے علاوہ ذوقِ سلیم کی ضرورت ہے۔ بحمدہ تعالیٰ جناب ممدوح کو یہ امور خیر وافر مقدار میں عطا ہوئے ہیں۔ اللھم زدفزد

یہ تحریرِ منیر ایک حسین گلدستہ ہے اور طالبانِ علم و فضل کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ مولا کریم جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے توسل اور اولیائے کاملین بالخصوص حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے طفیل اس تحریرِ منیر کو قبولیتِ عامہ و شہرتِ تامہ کا درجہ عطا فرمائے، مولف اور قارئین کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔

فقیر بے حقیقت سگِ کوئے قادریت
محمد جلال الدین قادری عفی عنہ
کھاریاں

۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
۱۸۔ اپریل ۲۰۰۱ء

سر مستور علی

❁ لمعۂ نورِ نبی شمعِ مکانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرِ مستورِ علی، روحِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

❁ وارثِ ختمِ رُسُل، آیۂ رحمت بھی
شانِ الطافِ الٰہی بھی ہے، شانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے کردار میں گفتار میں، بُرہانِ خدا
شرحِ توحید و رسالت ہے بیانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنی مرضی سے، نہ خواہش سے، نہ غایت سے کہا
اذنِ حق پر ہی سدا کھلتی زبانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی اقلیم میں شامل ہیں سبھی ملکِ خدا
وقت بھی ان کا، زمانہ بھی، زمانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سلاسل میں سرایت ہے انھی کا فیضان
نورِ ہر قلب میں ہے نورِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اولیا سارے نہ کیوں زیرِ قدم ہوں اُن کے
مصطفیٰ صلِّ علیٰ ﷺ تاب و توانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک لحہ میں وہ اقطابِ جہاں میں شامل
جس پہ ہو جلوہ نما سرِّ نہانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہاں اور کہاں طوقِ غلامی کا شرف
میں تو ہوں خاکِ کفِ پائے سگانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میرے قاتل ہے ترا مرگِ مفاجات نصیب
سخت آغشتۂ زہراب، سنانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں تو خورشیدِ بلا سوز سے جل ہی جاتا
سر پہ ہوتا نہ اگر دستِ امانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کاش محشر میں ہو جب ان کے غلاموں کا شمار
میرے ماتھے پہ بھی ہو ثبت نشانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرِّ باطن بھی ہے، ظاہر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مفتیِ شرع بھی ہے، قاضیِ ملت بھی ہے
علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منبعِ فیض بھی ہے، مجمعِ افضال بھی ہے
مہرِ عرفاں کا منور بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطبِ ابدال بھی ہے، محورِ ارشاد بھی ہے
مرکزِ دائرۂ سر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلکِ عرفاں کی ضیا ہے یہی دُرِّ مختار
فخرِ اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکمِ شارع
مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی، مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبّر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی غوث الثقلین السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلوں کے شہرِ خموشاں میں معارف و حقائق کے بیان سے زلزلہ برپا کر دینے والے خطیب ہی نہ تھے، انفاس کی بنجر کھیتیوں کو اشواقِ وصالِ الٰہی کے سدا بہار چمنستان عطا کرنے والے واعظِ شیریں مقال بھی تھے۔ ان کے جلال کا یہ عالم کہ جابر و قاہر فرماں روا، ان کے آستانِ قدس پر استادہ و لرزہ براندام نظر آتے۔ ان کی رحمت و شفقت کا یہ انداز کہ افلاس خوردہ اور ستم رسیدہ عوام کا ملجاو ماویٰ فقط ان کا دامانِ جانفزا تھا۔ ان کی نگاہ، قلوب و ارواح کو جذب فرماتی تو مخلوقات کے انبوہ دست بوسی کے لیے بیتاب ہو جاتے۔ چشمِ جلال عتاب کرے تو گردن فرازانِ جہاں کی گردنیں ہوا میں اچھال دی جائیں۔ ان کے کمالاتِ تصرّف کا ظہور، قدرتِ الٰہی کی وسعتوں کا یقین۔ وہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کا مظہرِ کامل تھے۔

سیدی غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں میں بھی کلامِ الٰہی کے انوار کا عکس جلوہ فرما ہے۔ غفّاری و قہاری اور قدّوسی و جبروت کا امتزاج الغنیۃ لطالبی طریق الحق، عہدِ طالب علمی کا عالمانہ اور فتوح الغیب عہدِ شباب کے روحانی تصرفات کا شاہکار، شاعری ان کے لیے نہ وجہِ افتخار نہ ذریعۂ اظہار۔ ہاں کبھی کبھی خطاب کے دوران میں الفاظ اشعار کے پیکر میں ڈھل جاتے اور حاضرین کے قلب و قرطاس پر مرقوم و منقوش ہو جاتے۔ کلامِ نظم و نثر میں خیالات کا سمندر اسی طرح، یکساں انداز میں موجزن رہتا۔ انوارِ وصال کی بجلیاں دلوں پر اس طرح کوند جاتیں کہ روحوں کے تاریک غار دفعتاً جگمگا اٹھتے،

جذباتِ محبت کی شدت سے بے بس افراد گریباں چاک کر ڈالتے، اس حسی دنیا سے ان کا رشتہ منقطع ہو جاتا۔ وہ فنا پذیر ہو کر بقا کا مقام حاصل کر لیتے۔

سیدی قطبِ ربّانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازِ خطابت قدرتِ الٰہی کی ہیبت کا اظہار ہوتا۔ اور۔ آفتاب کی گرمی تو ہمیشہ ہی جاں سوز ہوتی ہے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں مختصر وقفے ٹھہر ٹھہر کر ادائیگی، سکوت و کلام کا یہ اسلوبِ خاص، گویا زبانِ فصاحت آثار کا نطق و صموت، سب حکمِ الٰہی ہے۔ فرمانِ خداوندی ہوتا ہے تو ارشاد فرماتے ہیں، نہیں تو سکوت جلوہ نما رہتا ہے۔ صدیوں بعد مرسلِ اعظم پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نائب و وارث، تختِ ولایت پر اس شان سے متمکن ہے کہ اقطابِ جہاں کی اعناق پر اس کا قدمِ عالی ہے۔ اقطاب ہر لمحہ اس کے احکام کے منتظر رہتے ہیں۔ ابلقِ ایام کی عنان، سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک میں ہے۔ عصور و دہور ان کی پیشگاہ میں حاضر ہیں۔ ان کے اندازِ گفتار میں تدریج ہوتی ہے۔ عوام سے خواص اور خواص سے اخصّ الخواص تک بھی اس دائرہ میں ہیں۔ مسندِ شریعت و طریقت پر جلوس فرما ہیں۔ آیاتِ الٰہی کے ان بطون و حقائق و معارف سے آگاہ فرما رہے ہیں، جن کے افشا سے کبار اولیاء بھی ترساں تھے۔ مگر وہ گفتگو فرماتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار قلب کی حفاظت و صیانت میں بولتے ہیں۔ ان کے لفظ لفظ میں دانش و حکمت کی میٹھی مہکار ہوتی ہے۔ حرف حرف دلنشیں اور جاگزیں ہوتا جاتا ہے۔ دلوں سے حجابات کے ظلمانی نقاب اٹھتے جاتے ہیں۔ جس شخص پر نگاہ پڑتی ہے اس پر اسرار عوالم منکشف ہو جاتے ہیں۔ جمالِ الٰہی اس کے آئینۂ قلب پر ضوفشاں ہوتا ہے۔۔۔

اور۔۔۔اسی۔۔۔مظہرِ جمالِ کبریا، عکسِ انوارِ مصطفٰی و وارثِ علومِ انبیاء، غوث الوریٰ سیدنا الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصدقہ تحاریر میں انتیس اشعار پر مشتمل قصیدہ لامیہ مشہور بہ قصیدۂ غوثیہ بھی ہے۔

عام طور پر قصائد مشکل الفاظ و تراکیب، ادق مضامین، دور از کار تشبیہات و استعارات، محض قوتِ متخیلہ پر منحصر خیال بافی اور بے معنی قسم کے صنائع بدائع سے عبارت ہوتے ہیں، لیکن قصیدہ غوثیہ کی زبان عارفانہ اور مضامین عاشقانہ ہیں۔ استعارات، صوفیہ کے ہاں متعارف ہیں اور اصطلاحات، تصوف میں متداول و مبین ہیں۔ اس کے باوصف اس کے مقاماتِ علیہ تک فکر کی رسائی ناممکنات سے ہے۔ یہاں طائرِ محسوسات کے پر جل جاتے ہیں۔ بازِ اشہب کی مملکت میں مرغانِ قدس کی طیران بھی محدود ہے مگر جسے دائرہ قرب میں آنے کی اجازت و رخصت مل جائے۔

قصیدہ مبارکہ کی شانِ نزول کا پس منظر اس طرح سے ہے۔

شیخ العالم والغوث الاعظم فرد الاحباب، قطب الاقطاب، محی الدین السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکرام و اعزاز میں انعقاد پذیر تقریب، جس میں اولیائے اولین و آخرین اپنی ارواح مبارکہ میں، اور بہت سے اقطاب اپنے اجساد کے ساتھ حاضر۔ جو بعید تھے، وہ عالمِ کشف میں اس مجلس میں موجود۔ اس باوقار و پر انوار محفل کی صدارت عزیزِ مصرِ صمدیت، ملکِ مملکتِ احدیت، مظہرِ حقیقتِ فردانیت، سرِّ الٰہ، حبیبِ اعلیٰ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ اصحابِ رسولِ مختار، ائمۂ اہلِ بیتِ اطہار و آلِ سید الابرار نے بھی اس بزمِ طرب کو قدومِ میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ حضور

سرکارِ دو عالم، متممِ اخلاق و مکارم، مظہرِ اتم، رحمتِ اعظم نے سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز کے فرقِ اقدس پر تاجِ کمالِ قربِ الٰہی رکھا اور غوثیتِ کبریٰ کی خلعتِ فاخرۂ خصوصی سے نوازا۔ مسرت و شادمانی کے اس محلِ خاص میں شرابِ محبتِ الٰہی سے تواضع کی گئی۔ ساقیِ کوثر حضرت سیدنا ابوالقاسم محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گردشِ ساغر کا فریضہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علیٰ رؤس الاشہاد اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار کرتے ہوئے ان اقطاب کو دعوت دی جو ابھی تک اس شکوہ و جلال سے ترساں تھے یا باریابِ حضور نہ ہو پائے۔ اپنے اپنے مقامات پر منتظرِ عنایات تھے۔ نائبِ ساقیِ کوثر سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی دعوتِ میکشی دی۔ اور سرور و انبساط کے اس موقع پر کلامِ منظوم میں اس دعوتِ اقطاب، اپنے مقام و مرتبہ، تصرفاتِ عالیہ، اپنی ذاتِ مجمع الصفات کے عروج و کمال، فردیتِ عظمیٰ، غوثیتِ کبریٰ، نیابتِ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وراثتِ سر الاسرار سید الابرار ﷺ کا ذکر کیا۔ اپنے تصرفات کو "بقدرة المولیٰ تعالیٰ"، قرار دیا۔ اور "علیٰ قدم النبی بدر الکمال" کہہ کر تمام انعاماتِ الٰہیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نوازش اور احسان بتایا۔ اور اپنی ذات کی فنا اور مکمل طور پر سنتِ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانوارِ محبوبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کے ساتھ حیات و بقا کی جانب اشارہ فرمایا۔۔۔۔ یہ قصیدہ غوثیہ اُس مظہرِ ماینطق عن الهوىٰ ۔۔ و ۔۔ ما کذب الفواد ما رأى ۔۔۔۔ کا کلامِ بلاغت نظام ہے۔ معترضین نے ان اشعار پر مختلف انداز سے اعتراض وارد کیے ہیں۔ نکتہ چینی کی ہے۔ جرح و

تنقید کی ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

عقلِ سلیم کے نزدیک تسلیم و تردیدِ کلام میں ایک اصولِ واضح ہے کہ "جب تم خدا کی نسبت کوئی ایسا توصیفی کلمہ سنو، جس سے خدا کی الوہیت میں کسی قسم کا نقص لازم نہیں آتا تو تمہیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے اگر چہ جس نے وہ کلمہ کہا ہے اسے تم نہ جانتے ہو۔ ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کا حال ہے بشرطیکہ ان کے حق میں جو کلمہ کہا گیا ہے، منصبِ نبوت کے منافی نہ ہو۔ ایسے ہی اگر اولیاء اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کی جائے جس میں الوہیت اور نبوت کا شائبہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ تم اسے مان لو اور انکار نہ کرو کیوں کہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کا انکار انبیاءِ کرام علیہم السلام کے معجزوں کا انکار ہے۔ اس لیے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ تو جو انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کو مانتا ہے ضروری ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کو بھی مانے۔ اور۔ ان کا انکار، خدا کے غضب اور رسوائی کا باعث ہے کیوں کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے۔ جس نے میرے دوست کو ایذا دی اسے میں نے (اپنے ساتھ) جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح اگر تم بزرگوں سے ایسے کلمات سنو جو بظاہر شرع کے خلاف ہوں، ان میں توقف کرو۔ اور خدا سے سوال کرو کہ وہ تمہیں ان کا مفہوم سمجھائے اور سنتے ہی ان کا انکار نہ کر دو کیوں کہ اولیاء اللہ کے بعض کلمات میں خاص رموز مذکور ہوتی ہیں جو جلدی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ اور وہ حقیقت میں قرآن اور حدیث کے بطون میں سے کسی بطن سے مطابق ہوتے ہیں۔ پس یہی اچھا اور سیدھا راستہ ہے۔"[۱]

کسی بھی تحریر یا کلام پر سوال و اعتراض کی کئی ایک اغراض و وجوہ ہو سکتی ہیں۔

۱۔ فہم و دانست میں کمی۔ ۲۔ معلوماتِ علمی میں ایزاد و اضافہ۔ ۳۔ ایراد و احقاق۔ ۴۔ ہوسِ شہرت طلبی۔ ۵۔ انا پرستی۔ ۶۔ محض شوقِ سوال۔ ۷۔ خلافِ اعتقاد۔

قصیدۂ غوثیہ، مضامین و افکارِ عالی میں خاص مقام و امتیاز کا حامل ہے اور حقائق پر مبنی ہے۔ اسکے اشعار میں جن خیالات کا اظہار ہوا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا اپنے عہد کے عظیم صوفیہ، کبار اولیاء اور نامور علماء کی موجودگی میں اپنی مجالس میں ارشاد فرمائے لیکن کسی بھی ولی، صوفی یا عالم کو سوال و اعتراض کی جسارت نہ ہوئی۔ سبھی نے سرِ تسلیم خم کیا اس لیے نہیں کہ ان صوفیہ اور علما میں جراَتِ گفتار نہ تھی، بلکہ اس لیے کہ حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی۔ وہ اپنی چشمِ بصیرت و فراست سے ان احوال و مقامات پر مطلع ہو جاتے اور یہ حضور سید الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انوارِ جلال کی برقِ جمال کا اثر ہوتا۔

آج معترضین کی اکثریت میں خرد گرفتہ، مذہب بیزار اور مخالفینِ صوفیہ ہیں جن کے دشتِ خیال میں سبزۂ افکارِ تازہ کی بیداری افسانۂ خواب ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ محض مستشرقین کے اُگلے نوالوں پر اپنی تحقیقات کی بنیاد استوار کر کے اپنی نام نہاد علمیاتی کاوشوں سے جدید حلقۂ تعلیم میں اسیر طلبہ و اساتذہ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ حضرات اپنی تحریروں میں جا بجا قرآن و حدیث سے نقل کرتے نظر آتے ہیں مگر اصل صورتِ حال یہ ہے کہ وہ آیات و احادیث کے پسِ منظر کو بدل کر تاویل کرتے ہیں۔ نصف آیت یا جزوِ آیت کو ترک دیتے ہیں اور باقی آیت سے اپنے معنی و مطلب کو اخذ کر کے قارئین کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح احادیث کو بڑی بیباکی سے ضعیف و موضوع قرار دے

دیتے ہیں اور یہ فیصلہ صادر کرتے وقت کسی بھی علمی تحقیق و دیانت کا ثبوت نہیں دیتے۔ہاں، قلب و جاں کی طمانیت ، معلوماتِ علمی میں ازدیاد و اضافہ اور ان اشعار میں موجود مصطلحات و پنہاں اشکالات کی تفسیر و تفصیل کی غرض سے بھی سوالات اٹھائے گئے۔ اور محقق صوفیہ اور راسخ فی العلم علماء نے ان کے نہایت نفیس اور عمدہ نکات سے مملو برمحل جوابات پیش فرمائے ہیں، جن سے ان مقامات سے متعلق نادر علمی اشارات سے آگاہی ہوتی ہے۔ یہ شرحات، اپنے اپنے اوصاف و الوان کے اعتبار سے کافی و وافی ہیں۔ اس کے باوصف ایسے نارسا بھی ہیں جو ان اشعار کی جناب غوث الثقلین سے نسبت ہی کے منکر ہو گئے۔ ان کے زعمِ باطل میں دو سبب ہیں

اول: عربیتِ قصیدہ میں خامیاں اور نقائص

دوم: قصیدۂ لامیہ غوثیہ اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیگر تصانیف کے اسلوب میں بیّن فرق.

"ثبوتِ نسبتی دو طرح پر ہے،

ا۔کوئی اپنا کلام ہونے کا دعویٰ کرے

۲۔کئی سو سال سے راسخین اور صادقین بلا خلاف اس کلام کو کسی بزرگ کی طرف منسوب کرتے چلے آئے ہوں۔

فقہ اکبر ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وجہ سے تو آپ کی ثابت نہیں۔ البتہ ایک زمانہ ان کی طرف منسوب کرتا ہے اگرچہ محققین مخالف ہیں۔ جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری (علیہ الرحمۃ والرضوان) صرف شہرت کے لحاظ سے بلا خلاف ان کی تسلیم کی جاتی ہے لیکن دوسرا ثبوت نہیں کیوں کہ انہوں نے مثل دیگر مصنفین

الفت. یا صنفت یا اور کچھ ایسا نہیں کہا۔ جامع کے بعض نسخوں کے شروع میں قال الامام ۔۔۔الخ لکھا ہے، سو یہ ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے غنیۃ الطالبین دونوں وجہ سے جنابِ عالی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ثابت نہیں۔ کیوں کہ نہ ان کا اپنا دعویٰ ہے نہ اس کی آپ سے نسبت اتفاقی ہے مگر قصیدہ شریفہ کا آپ کا کلام ہونا بہر دو وجہ ثابت ہے۔

اپنا دعویٰ:۔ فرماتے ہیں۔

انا الجیلی محی الدین اسمی
و اعلامی علیٰ راس الجبال

پھر زیادہ توضیح کے لیے

انا الحسنی و المخدع مقامی
و اقدامی علیٰ عنق الرجال

پھر اس سے بھی زیادہ تشریح کے لیے

وعبدا لقادر المشهور اسمی
وجدی صاحب العین الکمال

نسبتِ شہرت:۔ شہرت کی یہ حالت کہ کسی کو بھی مجالِ مخالفت نہیں۔ خدا پرست صاحبانِ کشف و الہام، واصل باللہ مقربانِ بارگاہِ احدیت اور علمائے محققین۔ آپ کے مرید، حلقہ نشین، جو سب عالم، فاضل، عارف، محدث، فقیہ اور اولیاء اللہ اور ان سے فیض لینے والے اور ظاہری باطنی نسبت پانے والے مثلاً ایک سرے تو علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی نورالدین ابو الحسن قدس سرہ مصنف بهجة الاسرار اور وسط میں

عارف نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ مصنف شرح کافیہ مشہور بشرح ملا اور دوسرے سرے پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ جیسے پڑھتے پڑھاتے اور مانتے منواتے چلے آئے ہیں۔ قصیدہ، آپ کا قصیدہ ہونا حدِ تواتر وشہرت سے آگے ہے۔ پھر ایسے دعوے اور شہرتِ نسبت بلا خلاف پر شک ہو تو بہت سی دینی کتابیں جو مصنفوں کی جلالتِ قدر اور وفور مایۂ علمی وعملی پر تسلیم کی جاتی ہیں ان کی طرف نسبت سے گر جائیں گی۔

''قصیدہ مبارکہ لامیہ خمریہ غوثیہ کی نسبت' بے شک استفاضہ شہرت رکھتی ہے۔ مدت سے مشائخ اس کا وظیفہ کرتے اور اجازتیں دیتے اور ہزاروں خاص وعام اسی نسبتِ جلیلہ سے اس کا نام لیتے ہیں۔ مولانا محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معاصر سید علامہ سیدی احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر نے اس کی شرح مسمّٰی بہ'' رموز خمریہ'' لکھی اور اس میں ہر لفظ ومعنی سے اس قصیدہ کے کلامِ پاکِ حضور ،فرزندِ صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ فعلیہ وبارک وسلم ہونے کی شہادت دی''

''سیدی ابو المعالی محمد مسلمی قدس سرہ جنھیں شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے آخر رسالہ صلوٰۃ الاسرار میں علمائے سلسلہ طیبہ علیہ عالیہ قادریہ سے شمار کیا، اپنی کتاب مستطاب تحفہ قادریہ میں فرماتے ہیں۔ باب یازدہم۔ (آنچہ از احوالِ خود فرمودہ اند)

نقل است از شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہا فرمود در مدرسہ خود ہر ولی بر قدمِ نبی است ومن بر قدمِ جد خودم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم، وبرنداشت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدمے مگر آنکہ نہادم قدمِ خود برآں موضع مگر در اقدامِ نبوت کہ راہ نیست در آں غیر نبی را۔ در اشعارِ شریف خود نیز ایں مضمونِ لطیف را بیان فرمودہ اند۔

وکل ولی له قدم وانی
علیٰ قدم النبی بدر الکمال

اسی طرح کتبِ مشائخ میں بہت جگہ اس کا نشان ملے گا۔''۳۰

مولانا عبدالمالک کھوڑوی قصیدہ مبارکہ کی نسبت شکوک واوہام رفع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

بعض لوگ شک کرتے ہیں کہ یہ قصیدہ حضرت کا کلام نہیں۔ ان کے شک کی تین وجوہ ہیں۔

اول۔ یہ کہ اس میں بموجب عروض وصرف ونحو بعض اشعار میں اعتراض ہیں

دوم۔ حضرت نے اس قصیدہ میں اظہارِ فخر کیا ہے۔

سوم۔ بعض امور کو جو ذاتِ باری تعالیٰ سے مختص ہیں، اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

کسی امر کے ثابت کرنے کے لیے من جملہ دلائل کے ایک دلیل تواتر کی ہے۔ قصیدۂ غوثیہ علی التواتر حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے منسوب ہے تمام ممالک میں مسلمانان عقیدتمند اس کا وظیفہ کرتے ہیں۔ پس اس تواتر کی موجودگی میں اس سے انکار، بداہت کا انکار ہے۔''۳۱

''اعتراضاتِ عروض وصرف ونحو، جس قدر ہمارے پیش کیے گئے ہیں

ہم نے ہر ایک کا جواب اپنے اپنے محل پر فصحائے عرب کے کلام سے دیا ہے۔ دراصل یہ اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں۔ جن کا دائرہ، وسعتِ علم تنگ ہے اور کلامِ عرب پر پورا پورا عبور نہیں رکھتے۔۔۔۔ جن لوگوں نے طبقاتِ عرب کے دیوان دیکھے ہیں، وہ ایسے اعتراضات کی جرأت نہیں کر سکتے، اور شعر میں تو شاعر کو تصرفات کا حق حاصل ہے'' ۵

''دوسرا سوال عدم تدبر کی وجہ سے ہے۔ حضرت کا اپنے مدارج کو ظاہر کرنا اس غرض سے ہے کہ لوگ مطلع ہوں اور انکے علوم سے فائدہ اٹھائیں اور یہ سنت اللہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے کمالات کی اطلاع دیں پیغمبر اسی سنت اللہ کے تابع ہو کر مشتہر کرتے ہیں کہ ان پر وحی نازل ہوئی ہے۔'' ۶

''تیسرا سوال کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ان تمام امور کے بعد حضرت نے بقدرة المولیٰ تعالی کی قید لگائی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے اذن سے ہوتا ہے۔ پس خوارق کی نسبت خدا کی طرف ہے نہ حضرت کی طرف، اور نیز خوارق کا ذکر حضرت نے ''ولو القیت سرّی'' کے لفظ سے فرمایا ہے۔ سِرّ کے معنی بعض صوفیائے کرام نے قرآن بھی لکھے ہیں اور قرآن کو اپنی طرف منسوب کرنا تعظیم واتباع کا اظہار ہے۔ اور آیات میں خدا تعالیٰ نے بے شمار تاثیرات رکھی ہیں۔'' ۷

عالم ربانی عارفِ حقانی حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''ایک دن ایک غیر مقلد مولوی صاحب نے آ کر پوچھا کہ قصیدہ غوثیہ

شریف کس کی تصنیف ہے؟ میں نے جواب دیا۔ ''حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی''۔ اس نے کہا'' وہ تو عالم تھے۔ اس قسم کا کلام ان کا نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس میں کہا گیا ہے۔ والفعل ماتشاء فالاسم عالی (جو چاہے کر میرا نام بلند ہے)''

میں نے جواب دیا'' یہاں دو امر ہیں۔ ایک ثبوتِ تصنیف۔ دوسرا وجہ استبعاد۔ دونوں کا جواب سنو۔ امر اول کی دلیل تواتر ہے کیوں کہ ہر زمانہ میں جمِ غفیر اس کے قائل ہوئے ہیں اور تواتر اَدِلّہ قطعیہ میں سے ہے۔

اب دوسرے امر کا جواب بھی سن لو۔

بخاری شریف میں تم نے دیکھا ہوگا کہ اہلِ بدر کے بارے میں وارد ہوا ہے ان اللہ قد اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم۔ پس فقرہ ''اعملوا ماشئتم'' آیۃ ''لا تقربوا الزنا'' وغیرہ سے کیسے راست آتا ہے یہاں وجہِ استبعاد تم بیان کرو وہاں میں بیان کر دوں گا۔ وہ حیران رہ گیا۔

میں نے کہا'' تم نے حدیث کا مطلب نہیں سمجھا غایة مافی الباب علماءِ ظاہر یہی کہیں گے کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو خوشنودی کے وقت کہا جاتا ہے اور اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر رضامندی کی نظر فرماتا ہے اس کو ان عبادی لیس لک علیھم سلطان کے زمرہ میں داخل کر کے اس کا خود حافظ و ناصر ہوتا ہے پھر بھلا وہ شخص معاصی کے ارتکاب پر کیسے قادر ہو سکتا ہے۔ پس ضرور جملہ ''اعملوا ماشئتم'' میں تخصیص مراد ہوگی نہ تعمیم۔'' ۸

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے قصیدہ مبارکہ غوثیہ کی

عربیت پر اعتراض اور اس سبب سے اسکی نسبت بجناب غوثیت مآب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے انکار پر ایک طویل مقالہ تحریر فرمایا تھا جس کا نام '' الزمزمۃ
القمریہ فی الذب عن الخمریہ'' سرعنوان ہوا۔ اس کا فوری باعث
مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری برکاتی کا مکتوب تھا جس میں وکیل احمد سکندر پوری
کے متعلق اطلاع دی کہ وہ قصیدہ غوثیہ سقانی الحب کاسات الوصالی،
کی شرح اردو میں تحریر فرما رہے ہیں اور فقیر کو فرمایا ہے کہ حضرت کو اس بارے
میں اطلاع کی جائے۔ اس قصیدہ کی نسبت حضرت کا کیا منشا ہے۔۔۔۔؟''

فاضلِ بریلوی اس رسالہ میں ایک ماہرِ لسانیات اور نقاد محقق ادبیات
کے طور پر جلوہ فرما ہیں۔ انھیں نہ صرف قواعد وضوابطِ عربیت پر زبردست گرفت
ہے بلکہ عربی زبان کے وسیع ذخائر پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ قصیدہ غوثیہ سے
متعلق کلام کرتے ہوئے نہایت عمدہ نکات بیان فرمائے ہیں اور عمیق تحقیقی و
تنقیدی شعور کا ثبوت دیا ہے۔

ان کے مباحث کا ملخص کچھ اس طرح سے ہے۔

اول۔ حق عزوجل نے انسان کو زبان اور زبان کو طاقت بیان دی کہ اظہار
مافی الضمیر کر سکے۔ اصل مقصود اسی قدر ہے باقی سب زوائد۔

باقی فنون کی طرح عربیت کے بھی دو شعبے ہیں علم وعمل۔

علم۔ جو فہم کتاب وسنت کو کفایت کرے۔ واجب کفایہ۔
اور علماء کے لیے مہارتِ تامہ ضروری ہے۔

عمل۔ کلام کو قواعد وضوابط کے مطابق صادر کرنا۔
بعض اوقات ادیب اور شاعر ان قواعد کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

اس طرح یہ ترک دو قسم ہے۔

الف۔ اصلِ کلام میں خلل واقع ہو تو یہ مذموم ہے۔

ب۔ مقصودِ بیان میں تغیر وفساد واقع نہ ہو، اگرچہ قوانینِ عربیت کی پابندی
مفقود ہو۔

''اس قسم کا اعتیاد، جبکہ باوجود علم وقدرت ہو، اصلاً نہ کسی کمال کا نافی،
نہ کسی فضل کا منافی، نہ ترکِ عمل، عدمِ علم پر مطلقاً دلیل کافی''۔ ''بڑے بڑے فصحا
واعاظم علما بمحاورات روزمرہ میں وہ عبارتیں بولتے ہیں جن کا ایک فقرہ قوانینِ
عرب پر درست نہیں ہوتا۔ اس کے سبب نہ ان کے علم ومعرفت یا ملکہ فصاحت
میں داغ آ سکے، نہ انھیں جہل وعجز کا عیب لگا سکے''۔

دوم۔ اکابر ائمہ وعلماء سے مراعاتِ قواعدِ عربیت میں کیا کیا بے پروائیاں سرزد
ہوئیں۔ فاضلِ بریلوی نے درجِ ذیل کتب سے وافر امثلہ فراہم کی ہیں۔

۱۔ مسلم شریف۔ مقدمہ صحیح۔ ۲۔ صحیح بخاری۔ ۳۔ سنن ابی داؤد۔ ۴۔ جامع
ترمذی۔ ۵۔ مجتبیٰ نسائی۔ ۶۔ سنن ابن ماجہ۔ ۷۔ دارمی۔ ۸۔ شفا۔ ۹۔ بیہقی۔ ۱۰۔
بحر الرائق۔ ۱۱۔ نہر الفائق۔ ۱۲۔ رد المحتار۔ ۱۳۔ فتاویٰ خانیہ۔ ۱۴۔ فتاویٰ
خلاصہ۔ ۱۵۔ خزانۃ المفتین۔ ۱۶۔ ہدایہ۔ ۱۷۔ جامع صغیر۔ ۱۸۔ زرقانی شرح
مواہب اللدنیہ۔ ۱۹۔ کتاب المناقب کردری۔ ۲۰۔ اشباہ۔ ۲۱۔ شرح ہدایہ
فرغانی۔ ۲۲۔ کنوز الحقائق من احادیث خیر الخلائق۔ ۲۳۔ شرح متن غزی۔
دمشقی۔ ۲۴۔ منیہ۔ ۲۵۔ قنیہ۔ ۲۶۔ درر

''اب کیا ان امور اور ان کے امثالِ کثیرہ پر نظر کر کے، کوئی جاہل
حضرات علیہ امام مسلم، امام بیہقی، امام قاضی عیاض وعامہ رواۃ صحیح مسلم واجلہ

رجالِ صحاحِ ستہ و امام قاضی خان و امام صدر الشریعۃ و امام کردری و امام سیوطی و علامہ مناوی و علامہ زرقانی و علامہ علی قاری و ائمہ ہدیٰ مصنفین ہدایہ و خلاصہ و خزانہ و منیہ و بحر و نہر و درر و اجلہ ادبا زمخشری و زاہدی و ابن نباتہ و عامہ محدثین و جم غفیر فقہا و اصولیین وغیرھم علمائے کاملین و کملائے فاضلین کے کمالِ فضل و فضلِ کمال میں کلام و مقال کرسکتا ہے" ۱۱

سوم۔ خصوصاً جبکہ عالم کی اصلی زبان عربی نہ ہو جیسے امام مسلم، امام بیہقی، امام فرغانی وغیرہ۔ امام بخاری کہ فارسی الاصل تھے۔ "صحیح بخاری میں ایک جگہ عربی میں بجائے ایضاً خاص فارسی لفظ "ہم" استعمال کیا ہے۔ اور۔ عربی عبارت میں عربی لفظ بے مراعاتِ قواعد بولنا، عربی کلام میں فارسی لفظ داخل کرنے سے عجیب تر نہیں۔ پھر اس سے امام بخاری اور ان کے کمالِ فضل پر کیا طعن ہوسکتا ہے؟" ۱۲

چہارم۔ یہ تو نثر کی بات تھی۔ نظم کا میدان تو نہایت تنگ ہے جو شاعر ہے یا شعری نقد و ادراک رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ نظم، نثر کی نسبت کس درجہ مشکل ہے۔

"شعرا ہزار ہا ایسی باتیں برت جاتے ہیں کہ نثر میں برتیں تو قوانینِ عربیت کے مطابق تو محض غلط و باطل یا فصاحت سے گرا ہوا ہو۔۔۔۔ وہ لوگ جن کی عمر اس صناعت میں گزری وہ نظم میں بعذرتِ ضرورت صدہا باتوں کا ارتکاب کرتے ہیں کہ نثر میں ہوں تو خود ہی تغلیط کریں۔۔۔۔ لطف یہ کہ تصرفاتِ نادرہ، قواعد و استعمال سے ماورا کو قادر اللسان شعرا کے ساتھ خاص مانا جاتا ہے اور اگر قاصرین تقلید کریں تو ان کے عجز پر محمول، قادر الکلام شعرا کی بے پروائی ٹھہرے" ۱۳

اور چپ بیٹھیں تو وحشی کہلائیں

آپ چپ بیٹھیں تغافل ٹھہرے

اور آئمہ دین جو اس صناعت کی زیادتِ اشتغال و کثرتِ استعمال کو اپنے حق میں عیب مانتے اور من حسن الاسلام المرء ترکه مالا یعنیه کے خلاف جانتے ہیں۔ اس وجہ سے اگر ان حضرات کے کلام میں قوانینِ عربیت کی مراعات ملحوظ نہ رہی ہوں تو کیا بعید کہ وہ "خود مہارت کرنا نہیں چاہتے اور مقام وہ تنگ کہ ماہرین وسعتیں ڈھونڈتے ہیں" ۱۴

پنجم۔ ایک عام آدمی انتہائے فرحت میں بے اختیار ہو کر کچھ کا کچھ کہہ بیٹھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق شدتِ فرحت سے بہک کر کہہ اٹھتا ہے "الٰہی تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا"

حضرات اولیائے کرام کی تو کیفیت ہی اور ہوتی ہے۔ فرحت ہی نہیں، تجلیات کے وقت مشاہدۂ جلال و جمال میں وہ استغراق ہوتا ہے جو انھیں اپنی ذات سے غافل کردے تو کیا بعید۔ اس وقت اگر 'انت الحق' یا 'سبحانک ما اعظم شانک' کے بجائے 'انا الحق' اور 'سبحان ما اعظم شانی' نکلے تو کیا عجب۔ یہ حال اہلِ سکر کا ہے۔

ششم۔ خواص کی بات جدا ہے۔ اور۔ اخص الخواص جنھیں حضور پرنور سلطانِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے اپنی خاص تربیت کے ظلِ حمایت میں لیا اور وارثِ اتم و خلیفۂ اعظم بنا کر منصبِ جلیلِ امامتِ امت و زعامتِ ملت دیا۔۔۔۔ ان کے قلوب کو وہ وسعتیں بخشی ہیں کہ ہزاروں دریائے "سقانی الحب کاسات الوصال" نوش فرماتے ہیں مگر قطرہ بے جا نہیں چھلکتا اور

لاکھ ساغر "فساقی القوم بالوافی ملالی" سے مالا مال مدہ ماتے ہیں مگر
کوئی حرف راہ نبوت سے اصلاً نہیں بہکتا۔"

"بالجملہ ہمارے حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الفریقین و نظام
الطریقین و سردار اصحاب صحو وتمکین ووارث اکمل حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و بارک وسلم۔۔۔۔۔ لہذا ربّ عزوجل نے حضور کو
شطحیات سکر سے محفوظ رکھا۔ اور حضور کے اقوال وافعال واحوال واعمال سب کو
احیائے ملت واقتضائے سنت کا مرتبہ بخشا۔۔۔۔نہیں کہتے جب تک کہلوائے نہ
جائیں اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
ارضاہ وحشر نافی زمرہ من تبعہ و والدہ امین۔ یہ سب کلام اس
تقدیر پر تھا کہ اعتراض سے غرض معترض انکار نسبت ہو۔ یعنی کہتا ہو کہ اس
قصیدے کی عربیت محل کلام ہے لہذا حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس
کی نسبت صحیح نہیں۔۔۔۔اور۔۔۔۔ اگر معاذ اللہ۔۔۔۔نسبت مان کر
اعتراض کرتا ہے۔۔۔۔تو۔۔۔۔خاک بروئے تعصب باد۔۔۔۔"[15]

کسی بھی ادب پارے کی حقیقت تک رسائی کے لیے اس کے متن کو داخلی
اور خارجی شواہد کی روشنی میں دیکھنا اور پرکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارا حال یہ
ہے کہ ہم مغرب سے درآمد شدہ تنقیدی اصطلاحات کا بلا تامل استعمال کرتے ہیں
اور اسکے زیر اثر جہاں بھی کوئی ایسا امر واقعہ در آیا جو فہم وشعور سے ماورا ہوا اس پر غیر
تاریخی اور غیر سائنسی طرز فکر اپنانے کا طعن وارد کر دیتے ہیں۔ یہ اعتراضی نقطۂ نظر جو
غیر مرئی یا غیب کا انکار کرتا ہے یا پھر تاویل کر کے اپنی عقل و دانش کے مطابق معنی
پہنا لیتا ہے۔۔۔۔مغرب کے فضلا تو درکنار مشرق کے وہ علما جنھیں صوفیہ سے

نسبت وتعلق نہ ہو وہ ان باتوں کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں جہاں ان کے خیال میں
علت ومعلول کا ظاہری رشتہ منقطع ہوتا دکھائی دیا اسے غیر سائنسی اور غیر فطری کہہ کر
اس کی نفی کی کوشش کرتے ہیں۔ جنت، دوزخ، حوض کوثر، پل صراط، ملائکہ، معجزات
، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی، کرامت اولیا، جنت میں رویت
باری تعالیٰ وغیرہ، اہل سنت کے مسلمہ عقائد کا انکار کرتے ہیں۔ اولیائے عظام کے
باطنی وظاہری تصرفات کے منکر ہیں۔ ان کی مشکل یہ ہے کہ وہ انسان کامل اور عام
انسان میں فرق روا نہیں رکھتے اور عبد اور عبدہٗ کے درمیان مدارج ومراتب سے
بے بہرہ رہتے ہیں۔

آخر میں ہم معاندین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بغض وعناد کی تیرہ
فضاؤں سے باہر نکل کر آفتاب کی پرنور کرنوں سے فیضیاب ہونے کی صلاحیت پیدا
کریں اور مفاہیم قصیدہ سے بہرہ یاب ہونے کے لیے دلوں کے بند دروازے کھولیں
۔ صاحبزادہ سید نصیر الدین گولڑوی نے اس سلسلہ میں بڑی خوبصورت بات کی ہے۔
لکھتے ہیں کہ "کسی بات کا خلاف شریعت ہونا اور بات ہے اور خلاف شریعت نظر آنا
اور بات ہے۔ اگر مقبولان خدا کا کلام سمجھ میں نہ آئے تو اس کا انکار مناسب نہیں۔ آخر
قرآن وحدیث کے بھی تو بہت سے متشابہات ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ
الوسع یہ ہونا چاہیے کہ بزرگان دین کے ارشادات کا محمل تلاش کیا جائے گویا فسئلوا
اهل الذکران کنتم لاتعلمون (اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو)
پر عمل کیا جائے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ جو چیز ہماری سمجھ میں نہ آئے دوسرے بھی اس
کے فہم سے قاصر ہوں۔ و فوق کل ذی علم علیم۔ (ہر صاحب علم سے بڑھ کر
علم والا ہوتا ہے)" [16]

ڈاکٹر محمد ٹاطرفی مناقب سیدنا الشیخ عبدالقادر، (اردو ترجمہ) ص ۳۰۲ ملک افضل الدین کلیم ذکی تاجران کتب قومی لاہور سلسلہ تصوف نمبر 100

۲۔ القصیدة ابو سعید القاری م القصیدة الغوثیہ، نوشاہی محمد اعظم۔ ص ۷۷ ۱۸ ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ مرید کے بار دوم ۱۹۷۵ء

۳۔ الزمزمة القمریہ فی الذب عن الخمریہ، احمد رضا خاں بریلوی، اعلیٰ حضرت امام ص ۳۰ نوری کتب خانہ لاہور

۴۔ الدرر الصفیہ فی شرح القصیدة الغوثیہ، کھوڑوی، عبدالمالک، علامہ ص ۹۳ نوری بک ڈپو لاہور بار دوم ۱۳۹۵ھ

۵۔ ایضاً ص ۹۳
۶۔ ایضاً ص ۹۳
۷۔ ایضاً ص ۹۵
۸۔ ملفوظات مہریہ، مرتب فیض احمد، ص ۳۹، ۳۷ گولڑہ شریف، بار چہارم 1997

۹۔ الزمزمة القمریہ
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ ایضاً
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ ایضاً
۱۴۔ ایضاً
۱۵۔ ایضاً
۱۶۔ نام و نسب نصیر الدین، صاحبزادہ سید ص ۶۷۹ گولڑہ شریف اسلام آباد

حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم علمی و روحانی شخصیت نے دنیائے علم و ادب اور جہانِ سلوک و تصوف کو جس حد تک متاثر کیا، عہدِ مابعد کے اکابر صوفیہ اور علما کے کلام و اقوال سے خوب عیاں ہے۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔ آج کا دور، انا پرستی کا دور ہے۔ ہر فرد اپنی ذات کے تشخص کو تسلیم کرانے کے درپے ہے۔ ایک مختصر سا حلقہ بنا کر "انا و لاغیری" کا کوس بجا رہا ہے۔ اس کے لیے وہ بہت سے حربے استعمال کرتا ہے۔ وہ "Print Media" سے "Internet" تک، فوری تشہیری ذرائع کام میں لاتا ہے۔ اپنی ذات کے "خفاش خانے" سے باہر نکل کر "مستقل صداقتوں کے تابندہ چراغوں" کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے۔ اپنی فکر کے دائرے میں محصور ہو کر، اپنی بے نور دانش پر اعتماد کر کے، خدائے لم یزل کے انوارِ ازل سے "مقتبس اقمار" پر خاک اڑانے کی سوچتا ہے۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔

عدو نے خاک اڑائی، اسی کے منہ میں پڑی
کسی کو چاند سے وہ بد گمان کیا کرتا

آج کا نافہم فقیہہ، عام عبارات کی تفہیم سے قاصر، ژولیدہ فکر "شمس الفقہا" کہلاتا ہے۔ آج کا بے رابطہ و بے سلسلہ "تیرہ قلب پیر" شور و غوغا کو "قلب کا جاری ہونا" تصور کرتا ہے۔ مریدوں کے ہونٹوں سے "غوثِ زماں، قطبِ دوراں، قطب الارشاد، تاج العارفین" کے القاب سن سن کر پھولے نہیں سماتا۔ اپنے مقامات

ومراتب کو سیدنا غوثِ اعظم شیخ سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت بالا وفزوں تر گردانتا ہے۔ اگر خدانخواستہ "خوش گفتار مقرر" بھی ہوا، تو "سحبانِ وقت، خطیبِ اعظم" ہے اور اگر غلطی سے ایم اے ہے یا پی ایچ ڈی ہے، پروفیسر ہے تو پھر مجددِ وقت بنتے دیر نہیں لگتی۔ 'وساوس فی الصدور'، اس کا معمولی کارنامہ ہے۔ اس کی انا کی حدود تو "فی سبیل اللہ فساد" سے ادھر ٹھہرتی ہی نہیں۔ "عقائد میں گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا" ان کا شیوہ۔ اہلِ سنت سے مانگیں، انھیں سے کھائیں اور انھیں پر غرّائیں۔۔۔۔

حقیقت یہ ہے کہ آج قدیم عقائد سے وابستہ و پیوستہ اہلِ سنّت و جماعت حیران و سرگرداں ہیں، وہ جہاں دیگر دینی و سیاسی جماعتوں کی تیر افگنی سے پریشان ہیں، اپنوں کی دراندازی اور سنگ باری نے ان کے ادراک و افہام کو مبہوت کر دیا ہے۔ آج 'عوام اہلِ سنت' حالت و کیفیت میں واقعتاً حضور سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی "بھولی بھالی بھیڑیں" ہیں جنھیں "ذیاب فی ثیاب" سے سخت خطرہ درپیش ہے۔ اور اگر پیشوایانِ اہلِ سنت و جماعت بھی یونہی غیروں کے ہمنوا بنے رہے اور من حیث الجماعت یوں ہی انتشار گرفتہ رہے تو ایک وقت آئے گا کہ سوادِ اعظم اور ہوں گے اور ہم اہلِ سنّت و جماعت ایک افسانہ۔۔۔۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہدِ ہمایوں عباسیہ کی عظیم مملکت کے سیاسی زوال اور فکری انحطاط کا دور تھا۔ باہمی آویزشوں اور کشاکشوں نے عالمِ اسلام کو پست ہمت بنا دیا تھا۔ مگر جب سیدی الشیخ سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خطابت و موعظت کا آغاز فرمایا تو ملّتِ اسلامیہ کی عروقِ مردہ میں زندگی دوڑنے لگی اور سلطنتِ عباسیہ ڈیڑھ سو سال مزید بساطِ ہستی پر سیاست آرائی میں کامیاب ہو گئی۔ یہ اسی نائب و وارثِ رسولِ مجتبیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)

کے تصرف کا نتیجہ تھا کہ وہی استیصالی قوتیں ہی کعبہ کی پاسبانی اور حرمتِ نبوی کی نگہبان بن کر عالمِ اسلامی کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے میں کوشاں نظر آنے لگیں۔

ہندوستان میں مغلیہ حکمران "اکبر" اپنی کم علمی کے سبب مذہبی معاملات میں "خاندانِ مبارک" کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گیا۔ ابوالفضل اور فیضی نے بادشاہ کے لیے امتزاجی خطوط پر ایک نیا مذہب تراشا جسے "دینِ الٰہی" کا نام دیا گیا اور "اکبر نے دعوائے نبوت کر دیا۔ "دربار میں ہل چل مچ گئی اور بعض اہلِ دربار نے ہر جائز و ناجائز طریقے استعمال کر کے اپنے تعلقات منقطع کر لیے۔ علماء نے فتوے دیے۔ شعراء نے اس کے خلاف قصائد لکھے۔ ملّا شیری نے تو اکبر کے رُو در رُو ایک قصیدہ پڑھا۔"

تا بر آمد ہر زماں کشور بہ انداز آفتے
فتنہ در کوئے حوادث کتخدا خواہد شدن
با عتابِ قرض خواہ و خنجرِ اربابِ شرک
بارِ سر از ذمۂ گردن جدا خواہد شدن
فیلسوفِ کذب را خواہد گریباں پارہ شد
خرقہ پوشِ زہد را تقویٰ ردا خواہد شدن
شورشِ مغز است اگر در خاطر آرد جاہلے
کز خلائق مہرِ پیغمبر جدا خواہد شدن
پادشہ امسال دعوائے نبوت کردہ است
گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

اور یہ کہہ کر، شریعتِ حقہ میں اکبر اور اس کے حواریوں کی مداخلت اور اس کی سیکولر "مذہبی وحدت و اتحاد" کی پالیسیوں کی واشگاف الفاظ میں مذمت کی۔ اس فتنہ

کے انسداد و استیصال کے لیے خداوندِ عزوجل نے ایک جانب تو سیدی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز کو جامعِ شریعت و طریقت اور قامعِ بدعت بنا کر مجددیت سے سرفراز فرمایا تو دوسری جانب شیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی قدس سرہ العزیز کو عشق و محبتِ نبوت کا پیکر عطا کر کے حدیث و سیرتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارسال و ابلاغ کے عطیۂ سے نواز کر دلوں کو عشق و متابعتِ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرکز و محور پر یک جا کرنے کا فریضہ سونپا اور تجدیدِ عشقِ رسالت کا سبق یاد دلانے پر مامور فرمایا۔ دونوں اصحابِ فکر و نظر نے مسلمانوں کو ہندی تہذیب و تمدن میں مدغم و منضم ہونے سے بچالیا اور آج برِ صغیر کے مسلمانوں پر ان کا عظیم احسان ہے۔

برطانوی سامراج کے کاشتہ و پروردہ علما نے جب حضورِ خیر الانام، فخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو عام انسانی سطح پر لانے کی افرنگی سازش میں شریک ہو کر رشتۂ عشق و محبت کو کمزور کرنے اور اسلامیانِ برِ صغیر کو واپس بھگتی ازم میں منضمن کرنے کی غلط کاوش کی تو امام احمد رضا خاں بریلوی جیسا جری مجاہد و بے باک رہنما اور عاشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا اس منصبِ جلیلہ پر فائز ہوا۔

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی تجدیدِ دین و ملت کی مساعی کی اساس محبوبِ خدا سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و متابعت پر تھی۔ فاضلِ بریلوی نے کوئی نیا فرقہ، جماعت، یا گروہ نہیں بنایا۔ وہ تو ملتِ اسلامیہ کے اسی سلسلۂ عشق و محبت کا ایک تسلسل تھے۔ جس میں امت کے اولیا و اصفیا، علمائے خیر و اتقیا، اصحابِ رسول خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین منسلک ہیں وہ سابق مجددینِ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الثنا والتحیہ سے متصل اور

ان کی تعلیمات کے لیے مزید فروغ و تنویر کا باعث ہیں۔ ممالک عرب و عجم کے اساطین شریعت و طریقت نے انھیں امام و مجدد عصر کے حقیقت پسندانہ القاب و خطاب سے خراج تحسین پیش کیا۔

آج، چودھویں صدی کا اختتامیہ اور پندرھویں صدی کا ابتدائیہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اہل سنت و جماعت کی مختلف، مختصر اور منقسم جماعتیں اور ان کے رہنما بھی افق ملت پر ظاہر و باہر ہیں۔ علماء کرام آپس میں برسرپیکار ہیں اور فروعی و نزاعی مسائل کو اس قدر ہوا دیتے اور دے رہے ہیں کہ اصل مقصود حیات ہی گم ہو کر رہ گیا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دینے والے خود سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سے نفور و نا آشنا ہیں۔ کسی سے خوش کلامی سے پیش آنا تو در کنار، ملنے والوں پر خندہ استہزا نظر آتے ہیں۔ "لما تقولون ما لا تفعلون" پر بھولے سے بھی غور فرمایا ہوتا تو آج یہ حالت نہ ہوتی اور اس پر طرہ یہ کہ ہر عالم و فاضل اور ہر سربراہ جماعت اس صدی کے مجدد بننے کے خواب دیکھتا ہے۔ انا پرستی کا یہ عالم ہے کہ مسجد کا وہ امام، جو اعلیٰ حضرت کے اشعار درست پڑھ نہیں سکتا، اسے بھی دعویٰ ہے کہ وہ خود اعلیٰ حضرت ہے۔۔۔۔۔ بلکہ بزعم خود اعلیٰ حضرت سے بھی بڑھ کر ہے۔

غرۂ افکار و دانش، نخوت علم و فنون
استعیذ اللہ من شیطان مردود و رجیم

خداوند جل وعلا علمی جہالت و نخوت سے محفوظ رکھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی سی جامع العلوم، دائرۃ المعارف شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ علم و حکمت کے وفور کے ساتھ عشق و محبتِ رسول کا التزام تو کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ آج کے علامہ، پروفیسر، شمس الفقہاء، محدث اعظم، غوث دوراں، نام نہاد القابات کے بارِ گراں سے مغلوک الخیال اور ادراک سے معذور حضرات تو اصطلاحات

علیہ اور عباراتِ صوفیہ کے پس منظر اور پیش منظر کو سمجھنے سے ہی قاصر ہیں۔ اپنی انا فروشی کا اہتمام ہی جن کا مقصد و غایت ہو، وہ بھلا ان اسرار و رموز کی تفہیم سے کیسے آشنا ہو سکتے ہیں۔ اس راہ میں پہلے "انا" کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ تسلیم و رضا کے پل صراط سے ہو کر وادیِ عشق و محبت میں آؤ تو دریچہ وصالِ محبوب وا ہوتا ہے۔

ہر زمانے میں ایک "نیا غوثِ اعظم" تسلیم کرنا بھی بنیادی طور پر اسی نظریہ کی توسیع ہے جس کی ابتدا اسماعیل دہلوی سے ہوئی اور مولانا فضلِ حق خیر آبادی اور اسماعیل دہلوی کے درمیان امتناع النظیر جیسے شہرہ آفاق مسئلہ پر نزاع پیدا ہوئی۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب کو مثنوی "بیانِ شانِ نبوت و ولایت کہ در حقیقت پرتو نور الانوارِ حضرتِ الوہیت است" رقم کرنا پڑی۔ مرزا غالب نے پہلے اس نظریہ کو واضح کیا اور لکھا

آنکہ مہر و ماہ و اختر آفرید
می تواند مہر دیگر آفرید
حق دو مہر از سوئے خاور آورد
گر باد آں، گو نہ باور آورد

اور اس کی تفصیل یوں بیان کی

لیک در یک عالم از روئے یقین
خود نمی گنجد دو ختم المرسلین
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمے
ہم بود ہر عالمے را خاتمے

وہ جس نے سورج، چاند اور ستاروں کو پیدا فرمایا وہ ایک اور سورج کو بھی پیدا کر سکتا ہے۔ حق تعالیٰ مشرق سے دو سورج بھی طلوع فرما سکتا ہے۔ اور جو یقین نہ کرے

وہ اندھا ہی ہوگا۔

لیکن ایک عالم میں یقیناً دو ختم المرسلین نہیں سما سکتے۔

(اس لیے) وہ چاہے تو ہر ذرہ سے ایک نیا عالم تخلیق کر دے اور اس عالم میں ایک خاتم بھی لے آئے۔

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود
رحمۃٌ للعالمینے ہم بود

جہاں کہیں بھی کوئی عالم آباد ہوگا اس میں ایک رحمۃ للعالمین بھی ہوگا۔

کثرتِ ابداعِ عالم خوبتر
یا بہ یک عالم دو خاتم خوبتر

تخلیق عالم میں کثرت بہتر ہے یا ایک ہی عالم میں دو خاتم کا ہونا بہتر ہے۔

در یکے عالم دو تا خاتم مجو
صد ہزاراں عالم و خاتم بجو

ایک عالم میں دو "خاتم" کی جستجو نہ کر، ہاں لاکھوں عالم ہیں اور لاکھوں ہی خاتم ہوں گے۔

لیکن حضرتِ غالب کا فکری نظام اس منطق کو خود قبول نہ کر سکا اور لکھنا پڑا۔

غالب ایں اندیشہ نپذیرم ہمی
خوردہ ہم بر خویش می گیرم ہمی

غالب، میں اس فکر کو قبول نہیں کر پاتا۔ اپنے نقص کو تسلیم کرتا ہوں اور اپنے اس کلام سے رجوع کرتا ہوں۔

اے کہ ختم المرسلینش خواندہ ای
دانم از روئے یقینش خواندہ ای

اے (خداوندِ عزوجل) تو نے جب اسے "رسولوں کا خاتم" کہا ہے تو مجھے بھی یقین ہے کہ درست کہا ہے۔

ایں الف لامے کہ استغراق راست
ہم ناطق معنیِ اطلاق راست

ختم المرسلین میں جو 'الف لام' در آیا ہے، وہ استغراق کا ہے۔ ناطق کے حکم میں اطلاق کے معنی واضح ہیں۔

منشاءِ ایجادِ ہر عالم یکے ست
گر دو صد عالم بود خاتم یکے ست

ہر عالم کی تخلیق کا منشاء مقصد ایک ہے اس لیے اگر دو سو عالم بھی ہوں گے تو خاتم ایک ہی ہوگا۔

حضور پر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظیر و مثال کو ہر عہد میں قائم و تسلیم کرنے والوں کے اثرات، اہلِ سنت و جماعت کے علما میں شعوری یا غیر شعوری طور پر نفوذ کرتے جا رہے ہیں۔ خود کو لبرل اور پسندیدہ شخصیت منانے کے لیے ہر طرح کے علمی افراد سے واسطہ ورابطہ اور ان کے افکار سے خوشہ چینی کا یہ اثر ہے کہ آئے دن، علماءِ اہلِ سنت میں بھی کوئی نہ کوئی عالم ان خیالات کا اظہار کرتا نظر آتا ہے جس کی تردید میں ہمارے باشعور اور صاحبِ فہم و فراست علما اپنی پوری ہمت اور استعداد صرف کرتے آئے ہیں۔ آج کے اِن بے دلیل علما کی زبان اور طرزِ بیان اس قدر جارحانہ ہوتا ہے کہ طائرِ اخلاق، نیم بسمل ہو کر رہ جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ احساسِ کمتری کا شدید ردِ عمل ہوتا ہے۔ نامکمل شخصیت کا اظہار کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی نفسی عذاب سے نجات پانے کے لیے بھی بینارِ پاکستان میں خامیاں تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے تاکہ دوسرے فنِ تعمیرات میں اس کی مہارتِ تامّہ کی داد دیں۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی عالمِ اسلام کی وہ واحد شخصیت ہے جو اصحابِ رسول علیہ السلام وائمہء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحیح معنوں میں روحانی وارث ہے اور ان کی سیادت پر جملہ سلاسلِ طریقت کے سادات متفق ہیں اور اس حقیقت سے بھی سبھی باخبر ہیں کہ عالمِ اسلام کے جملہ اولیاءِ کبار میں سے سیدنا الشیخ سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی بھی اور ولی اللہ کو "غوثِ اعظم" کے نام سے پکارا نہیں گیا۔ "غوثِ اعظم" کا لفظ آتے ہی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام زبانوں پر ہوتا ہے۔ دوسرے اولیائے کبار کے القاب کتنے ہی عالی شان کیوں نہ ہوں، "غوثِ اعظم" کا لقب سیدنا عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہی خاص ہو کر رہ گیا ہے۔ اس طرح "اعلیٰ حضرت" کا لقب مجددِ دین وملّت امام احمد رضا خاں بریلوی سے مختص ہے حال آنکہ ہر خاندانِ طریقت میں اعلیٰ حضرت کا لفظ استعمال کرنے کی کاوشیں ہوئیں مگر یونیورسل نہ ہو سکیں۔

چودھویں صدی کو ختم، اور پندرھویں صدی کو شروع ہوئے تیس برس ہوتے ہیں مگر کسی معروف شخصیت پر اہلِ سنت و جماعت کے علما و فقہا اور صوفیہ وارباب معدلت متفق نہ ہوئے اور نہ ہی کسی کو 'مجدد' کے نام سے اعتراف کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ 'اعلیٰ حضرت' کے تجدیدی کارنامے اور علمی سرمائے سے نہ صرف ملتِ اسلامیہ بلکہ دیگر اقوامِ عالم بھی روشناس ہوتی جا رہی ہیں۔ اس سے یہ تاثر یقیناً ابھرتا ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کا دائرہء عرصہء تجدید و تعیین، اگلی صدیوں کو محیط ہوتا جا رہا ہے۔ اور وہ "مجددِ مأۃ حاضرہ" (یعنی چودھویں صدی) کی قید سے ماورا ہو کر "مجددِ عصرِ حاضر و مستقبل" کی حیثیت اختیار کر رہے ہیں۔

آج ہمارے بعض علماء کو سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے علمی مقالات و رسائل، منظومات و منثورات میں تسامحات تلاش کرنے کا شوق گدگداتا ہے اور ان سے مخالفت کا قصد باندھتے ہیں۔ ایک آدھ نکتہ پر (وہ بھی نافہمی کی بنا پر) اختلاف کیا بھی تو بالآخر یہی بات پایہء تحقیق کو پہنچی کہ اعلیٰ حضرت کا مؤقف ہی درست تھا۔ دراصل فاضلِ بریلوی کے اندر علمی تفوق و برتری کا ظہور منفی رویوں میں نہیں تھا۔ کسی بھی شخص سے روابط اور تحاریر کی پرکھ کے لیے آپؒ کی میزان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت اور وابستگی و دلبستگی تھی۔ اسی نسبت کی بدولت ان کی تحریریں صراطِ مستقیم پر زاویہ قائمہ بناتے ہوئے قائم ہیں۔ ان کی عظمت کا عمود بھی عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرہونِ منت ہے اور اسی نقطہء بنا پر مستحکم ہے۔ جو شخص اس عمود سے ادھر ادھر ہے وہ یا زاویہ حادہ میں ہے یا منفرجہ میں۔

سیّدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے قصیدۂ غوثیہ کا فارسی زبان میں نہایت خوبصورت ترجمہ کیا ہے اور ہر شعر کے ترجمہ کی تزئیل میں دو شعر خطابیہ انداز میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایزاد فرمائے ہیں۔ 'حدائقِ بخشش' میں یہ ترجمہ و تزئیل "وظیفۂ قادریہ" کے نام سے مرقوم ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری شرح قصیدۂ غوثیہ پر کام کر رہے تھے۔ بعض حضرات کے اعتراضات کا جواب پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدثِ محقق بریلوی قدس سرہ العزیز کی بیش قیمت آراء سے مستفید ہونا ضروری سمجھا۔ اس سلسلہ میں مولانا شاہ محمد ابراہیم نے ایک مکتوب اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں ارسال کیا تو اعلیٰ حضرت نے جواب میں "الزمزمة القمريه فى الذب عن الخمريه" تحریر فرمایا اور مولانا محمد فاضل کلانوری کی شرح کی خاص طور پر تعریف فرمائی۔

تقریباً پینتیس چھتیس برس پیشتر والدِ گرامی سیدی و مرشدی مولانا المولوی حکیم محمد عظیم الفاروقی نے میری استدعا پر قصیدۂ غوثیہ کے معانی و مطالب سپردِ قلم فرمانے شروع کیے۔ وہ ارتجالاً لکھواتے جاتے تھے اور راقم الحروف لکھتا جاتا اسطرح یہ شرح "مرغوب القلوب" تکمیل پذیر ہوئی بعد میں بھی والد گرامی نظر فرماتے رہے۔ یہ ایک عمدہ شرح تھی، مگر میرے گھر سے دور رہنے اور شہر منتقلی میں اس کے کچھ اجزا کہیں گم ہو گئے۔ اب وہ نامکمل مسودہ کی صورت میں موجود ہے لیکن اس کی تکمیل کی جسارت راقم میں نہیں اس لیے کہ وہ علم و فکر و نظر جو والدِ محترم کو بہم تھی مجھ میں نہیں۔ بہر کیف یہ فیضان بھی انہی کا ہے۔ حضور غوثنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار سے وابستگی تو اس فقیر کو اپنی ابتدائی عمر سے ہے اور اس سرکار سے بھی فقیر کو "متاعِ قلیل" اور "خیرِ کثیر" سے نوازا گیا ہے اور اب بھی جو کچھ اس فقیر کے قلب و ذہن سے قلم و قرطاس کے سپرد ہو رہا ہے، یہ انہی کا کرم ہے۔ والدہ مکرمہ کی بدولت ہی تو "گیارھویں شریف"، "پیران پیر"، "دستگیر" اور "یا حضرت میراں" جیسے خوبصورت نورانی الفاظ میرے لاشعور میں شامل ہوئے اور انہی یادوں نے مجھے جادہء راست سے ایمانی و روحانی طور پر ادھر ادھر بھٹکنے نہیں دیا۔ دادا جی حضرت مولانا المولوی احمد دین فاروقی قدس سرہ العزیز کو دیکھا نہیں لیکن ان کی اور حضرت سیدی کرم الٰہی علیہ الرحمۃ والرضوان کی باتیں والدین کی زبانِ گوہر افشاں سے ہمہ وقت سنائی دیتی رہتیں اور آج بھی رنج و الم میں حضور سیدی کرم الٰہی قدس سرہ العزیز ہی کا لطف و کرم کام آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز سے میرے علمی تعلقات اگرچہ اتنے پرانے نہیں مگر ان کی کتب گھر میں پہلے سے موجود تھیں۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد جس کے پسِ ورق (Back Title) پر اعلیٰ حضرت نے

اخراجات اور عطیات کی تفصیل اور قیمت کا تعین دیا ہے۔ والد صاحب کی تحریر کردہ ایک نعتِ غیر مترقبہ ہے "حدائقِ بخشش" کا نسخہ جو والدِ گرامی کے زیرِ مطالعہ رہا، "سلامِ رضا، تضمین و تفہیم اور تجزیہ" کی تحقیق و تصنیف کے دوران میں ایک عظیم سرمایہ ثابت ہوا۔ 1997ء میں فقیر کی ترقی (Promotion) ہوئی تو اعلیٰ حضرت کا فیضان بھی شاملِ حال تھا۔ اس ترقی کے احکامات کے صدور سے تقریباً چھ ماہ پیشتر میں نے خواب میں دیکھا کہ پرنسپل آفس میں بیٹھا ہوں اور میرے ہاتھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی کتاب "الامن والعلی" ہے۔ اسوقت فقیر کا دھیان اسطرف نہ جاسکا۔ مگر جب Promotion ہوئی اور ساتھ ہی بغیر کسی فکر و تردد اور تگ و دو کے اپنے ہی کالج میں تقرر بھی ہو گیا۔ تو "الامن والعلی" کا بھید کھلا، ورنہ میرے ساتھ ہی ایک دوست تھے، جنھیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اور شہر بدری کا مسئلہ الگ پیدا ہوا۔ "قصیدہء غوثیہ" کے ترجمہ و تشریح کا خیال آیا تو اعلیٰ حضرت کے "وظیفۂ قادریہ" پر نظر ٹھہری، اور بجائے اس کے کہ اِدھر اُدھر سے مضامین کو جمع کیا جائے، مناسب جانا کہ ان کی پسندیدہ شرح، حضرت سیدی شیخ محمد فاضل کالانوری قدس سرہ العزیز کی "شرحِ رموزِ خمریہ" کے ترجمہ پر اکتفا کی جائے کہ "ولی را ولی می شناسد"

حضرت شیخ محمد فاضل کالانوری قدس سرہ العزیز کی شرح مولانا مفتی جلال الدین قادری مدظلہ العالی کے کتب خانہ سے مل گئی۔ یہ مطبع صبح صادق سیتاپور سے طباعت یافتہ ہے۔ مولانا جلال الدین قادری کے ہم صمیمِ قلب سے ممنون ہیں۔ فقیر نے اپنی سی سعی کی ہے کہ ترجمۂ شارح کے الفاظ و مفاہیم کے قریب تر ہو، لفظی بھی اور بامحاورہ بھی۔۔۔۔۔ تاکہ فہم و استفادہ میں دقت پیش نہ آئے۔

قصیدہ غوثیہ کے اشعار کا منظوم اردو اور پنجابی ترجمہ اس فقیر کا ہے اب تفصیل و ترتیب یوں ہے۔

۱۔ قصیدہ غوثیہ ۔۔۔ عربی شعر ۔۔۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز
۲۔ ترجمہ ۔۔۔ فارسی شعر ۔۔۔ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ
۳۔ ترجمہ ۔۔۔ اردو شعر ۔۔۔ فقیر منیر الحق کعبی بھلپوری
۴۔ تزئین ۔۔۔ فارسی شعر ۔۔۔ فاضل بریلوی قدس سرہ
۵۔ ترجمہ ۔۔۔ اردو نثر ۔۔۔ فقیر مترجم
۶۔ ترجمہ ۔۔۔ فارسی اشعار ۔۔۔ مولانا جامی قدس سرہ
۷۔ ترجمہ ۔۔۔ پنجابی شعر ۔۔۔ فقیر مترجم
۸۔ ترجمہ شرح فاضل کالانوری ۔۔۔ اردو نثر ۔۔۔ فقیر مترجم

شاعری رمز و ایما اور ایجاز سے سنورتی ہے اور گاہ گاہ ابہام، شعر کی زینت ہوتا ہے۔ مگر یہاں ابہام و اطناب کی گنجائش ہی کہاں؟

پھر بھی اگر شعری ترجمہ میں کہیں ابلاغ نہ ہو سکا ہو تو اس پر مزید غور و فکر سے کام لیں شاید آپ اس کی ابعادِ مختلفہ کو دریافت کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

قصیدہ مبارکہ پر دو طرح کے اعتراض کیے جاتے رہے ہیں۔

۱۔ قصیدہ کی عربیت، اسکی زبان و بیان اور صرفی و نحوی تراکیب میں مزعومہ اغلاط
۲۔ مضامین

جہاں تک قصیدۂ غوثیہ کے مضامین پر اعتراضات کا تعلق ہے اس پر فقیر کا الگ مقالہ کتابی صورت میں سامنے آئے گا اس میں اپنوں اور غیروں کے جملہ اعتراضات کا نہایت تحقیق و تدقیق سے جواب دینے کی سعی کی گئی ہے۔ پہلی نوعیت کے اعتراضات کا بھی حقیقت سے بہت کم واسطہ ہے۔

ان تمام مزعومہ و ممکنہ اغلاط کا کافی و وافی جواب حضرت علامہ عبدالمالک کھوڑوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شرح قصیدہ غوثیہ "الجواہر المضیّہ" میں دیا ہے

قاطع سے تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح مولانا محمد اعظم نوشاہی نے "العصیدۃ الیوسفیہ" میں دلائل سے معترضین کو مسکت جواب دیا ہے۔ وزیر آبادکی نہایت علمی وروحانی شخصیت حافظ محمد عابد وزیر آبادیؒ نے بھی قصیدۂ غوثیہ کا ترجمہ اور شرح لکھی ہے۔ جو اشاعت سے ہم کنار نہیں ہو سکی۔ اس شرح میں صرفی اور نحوی تصریحات سے کلام کی صحت کو سامنے لایا گیا ہے کہ یہ کلام قطبِ ربانی محبوبِ یزدانی ہی کا ہے اور اغلاط سے مبرّا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری جن کے اس خاندان سے قدیم روابط ہیں، رقم طراز ہیں کہ "مولوی محمد عابد وزیر آبادی سلسلۂ تصوف میں سلسلۂ قادریہ سے منسلک تھے۔ اور قادریہ سلسلہ کے بزرگوں کی طرح حضرت پیرانِ پیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اسی عقیدت کے احترام میں انہوں نے حضرت پیرانِ پیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قصیدۂ غوثیہ کا تحت اللفظ ترجمہ تصنیف کیا۔ مولوی محمد عابد وزیر آبادی کے قلم کا نسخہ ہمارے پاس ہے۔ اس نسخہ پر ملا فضل اللہ سیالکوٹی نے اپنے قلم سے حواشی درج کیے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ نسخہ دو بزرگانِ دین کی عظمت کی واحد یادگار ہے۔ قصیدۂ غوثیہ سے شغف اس حد تک بڑھا کہ بعد میں اس قصیدے کی مبسوط شرح تصنیف کی، اس کا نام "حل المشکلات" یا "ہدیۂ قادریہ" رکھا۔ اس شرح کا ابتدائیہ تو فارسی میں ہے۔ باقی تمام شرح عربی زبان میں ہے"۔ اس نسخہ کی فوٹو کاپی فقیر کے پاس بھی موجود ہے۔ لغوی تصریحات میں اس سے بھی امداد لی گئی ہے۔

اس شرح میں قصیدے کا متن، دیگر قصائد کے متون سے قدرے مختلف اور اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ سببِ تصنیف میں اس کی سند کا بھی مذکور ملتا ہے۔ حافظ محمد عابد وزیر آبادی لکھتے ہیں۔

" می گوید بندہء گنہ گار شرمسار، اُمیدوار فضلِ پروردگار، حافظ محمد عابد بن

حضرت غلام رسول بن حضرت اللہ بخش وزیر آبادی، آنچہ خاطرِ ایں بندہء کمینہ در شرح کلامِ حضرت محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، کریم النسب، جمیل الحسب، کریم الطرفین نجیب الوالدین، شیخ الجن والانس بالاتفاق شیخ الشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب بالاستحقاق میرِ اربابِ ذوق، دستگیرِ اصحابِ شوق، قطب الاقطاب، محبوبِ رب الارباب، زبدۃ الواصلین، قدوۃ العارفین، حضرت غوث الثقلین، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز، بفضلِ ایزد سبحان، کریم المنان، آمدہ، در تحریر افتادہ، اگرچہ ایں کلیل ذلیل حقیرِ کثیر العصیان، سراسر معیوب راچہ طاقت است کہ در کلامِ علو مقامش حرفے کند وشقے زند، لیکن مدتے مزید در آرزو بودم کہ احد تفسیح اوقات کہ در شرح "ایا غوثی" مدتے صرف کردم واحد تصنیفِ اوراد در اوراد و وظائف خواستم کہ بکدام کلامِ صاحبِ عالی مقام علیہ رحمۃ العلاّم چنگل زنم۔ دریں اثناء ملاقات در عین انتظار مرشدِ کامل و محققِ عامل حاصل گردید۔ ازراہِ شفقت وکمالِ مہربانی اجازتِ قرأتِ قصیدہء متبرکہ برائے مہماتِ دنیوی واخروی و مشکلاتِ صوری و معنوی فرمودند۔ وقتِ قرأت معانیِ بعضے اشعار خاطر نمی گزشت واز کسے تسلی ہم نمی شد وقصیدہ ہای ہم چندیں نمط بنظر در آمدہ کہ خاطر در تحریر نمی آمد۔ اتفاقاً نسخہء منظورہ وتصحیح نمودۂ سلالۃ السادات الکرام وعلالۃ الاولیاء العظام، صاحبِ سجادۂ حجرہء منورہ نبیرہء شاہ نور محمد بن شاہ امیر بن مقتدای اولیا حضرت شاہ محمد مقیم الملقب بہ محکم دین از اولاد و امجادِ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دست داد۔۔۔ شکر ایں نعمتِ غیر مترقبہ بجا آوردہ ہمیں نسخۂ شریفہ را مقدم داشتہ بذلِ مجہود در تحریرِ حلِ لغات واعراب و ترجمہ نمودہ، الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ واصحابہ کہ بیمن عنایتِ توجہ روحِ مقدس و مظہرِ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسنِ اختتام یافت ونام وی حل المشکلات صورۃً ومعنیً نہادہ۔ حق سبحانہ، جل شانہٗ بحرمتِ ایں کلام حلِ مشکلات

دنیوی و اخروی فرمائد۔

پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری لکھتے ہیں۔

ابتداء میں میاں محمد عابد نے اس شرح کو بطور حواشی اس نسخہ پر درج کیا بعد میں اس کو کتاب کی شکل دے کر نقل کیا اور اس کا نام "حل المشکلات" رکھا۔

قصیدہ مبارکہ اور مولانا محمد فاضل کی شرح "رموز خمریہ" میں بہت سے الفاظ و تراکیب اس طرح مستعمل ہیں کہ ان کے لغوی مفاہیم اور ہیں، اور جو معنی یہاں پیشِ نظر رکھے گئے ہیں ان کے مطالب کچھ اور ہیں۔ اگر فرقِ مراتب نہ رکھا جائے تو خلطِ مبحث سے معنی غتربود ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت میں مخصوص فنی اور طبقاتی زبان ہوتی ہے اس میں وہ اشارات و کنایات میں گفتگو کرتے ہیں وہی لفظ جب کسی دوسرے طبقہ کے ہاں بولا جائے گا تو اس کے معنی کچھ اور ہوں گے اس لیے ہر طبقہ اور معاشرہ کی تہذیبی روایات ان کے روزمرہ اور محاورہ کی تفہیم کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ اسی فن سے وابستہ طبقہ کے محقق و نقاد حضرات کی جانب رجوع کیا جائے تاکہ ان کے اسرار و رموز سے آگاہی ممکن ہو۔

سیدنا و سندنا حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک محقق اور نقاد صوفی ہیں "کشف المحجوب" ان کی تحقیق معاملات اور سیر مقامات کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ وہ ذاتی طور پر ان تجربات سے گزرے ہیں۔ صاحب الرائے اور صاحب الرائے ہیں۔ صوفیہ کی مخالف و موافق آرا پر تنقید کرتے ہیں تو پیش رو محققین صوفیہ کے علو درجات کو سامنے رکھتے ہوئے محتاط انداز میں مگر اپنے نقطۂ نظر کے ساتھ دلائل دیتے ہوئے جو درست سمجھتے ہیں اسے سامنے لاتے ہیں۔ اور یوں اس معاملہ میں ایک

مجتہد صوفی نظر آتے ہیں "کشف المحجوب" سے قبل جو کتب منظر عام پر آئی ہیں ان کا انداز سیدھا سادا ہے۔ لیکن "کشف المحجوب" حقیقت میں حجابات سے پردے سرکاتی چلی جاتی ہے۔ اصطلاحات کے باب میں صاحبِ اجتہاد اور نامور صوفی سیدی داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اہلِ صنعت اور اربابِ معاملت کے پاس باہمی رموز (اسرار) بیان کرنے کے لیے اپنے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات ہوتی ہیں۔ جن کا مطلب ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ عبارات اور اصطلاحات اس لیے وضع کی جاتی ہیں کہ بات اچھی طرح سمجھائی جا سکے اور مشکل چیز آسان ہو کر مرید پر واضح ہو سکے۔ ایک اور مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ راز کی چیزیں نااہل لوگوں سے چھپائی جا سکیں۔ اس کے لیے واضح دلائل موجود ہیں چنانچہ اہل لغت کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً فعل ماضی، مستقبل، صحیح، معتل، اجوف، لفیف، ناقص وغیرہ۔ اہل نحو کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً رفع، نصب، جر، ضمہ، کسرہ، جزم، منصرف، غیر منصرف وغیرہ۔ اہلِ عروض کی بھی اصطلاحات ہیں مثلاً بحور، دائرہ، سبب، وتد، فاصلہ وغیرہ۔ اہلِ حساب کی وضع کی ہوئی اصطلاحات ہیں مثلاً فرد، زوج، ضرب، تقسیم، کعب، جز، اضافت، تضعیف، تنصیف، جمع، تفریق وغیرہ۔ اہل فقہ کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً علت، معلول، قیاس، اجتہاد، دفع، الزام وغیرہ۔ اہل حدیث کی اپنی وضع کردہ اصطلاحات ہیں مثلاً مسند، مرسل، احاد، متواتر، جرح، تعدیل وغیرہ۔ اہل کلام کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً عرض، جوہر، کل، جز، جسم، حدوث، تحیز، توالی، وغیرہ۔ اسی طرح صوفیائے کرام نے بھی مطالب کو بیان کرنے یا چھپانے کے لیے کچھ الفاظ مقرر کر رکھے ہیں تاکہ جسے چاہیں اپنا مطلب بتا دیں اور جس سے چاہیں، چھپا لیں"

اصطلاحات کی وضاحت، شارح قصیدہ غوثیہ نے اپنے مقامات پر اس طرح

کی ہے کہ صراحت نے تشنگی نہیں رہنے دی۔

سب سے بڑا مسئلہ کتاب میں شامل اربابِ تصنیف و تالیف اور اصحابِ کشف شہود کا تعارف تھا۔ ان حضراتِ عالی مرتبت میں بھی حضرت مولانا محمد فاضل کلانوری قدس سرہ کی شخصیت حجاب در حجاب تھی، قادریہ بٹالویہ سلسلہء صوفیہ کے سرخیل و مرشد اور حالات نہایت مختصر، نام و مقامات میں پریشان کن حد تک اختلافات۔ بہر کیف فقیر نے ممکن حد تک ان تمام اولیائے کرام کا تعارف بھی شامل کتاب کر دیا ہے تاکہ ان کے مراتبِ علیہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے کلام سے استفادہ کیا جا سکے۔

یہ تالیف منیر صبر و تحمل اور تدبر و تامل کی متقاضی ہے۔

سرسری تم جہان سے گزرے
ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا

حواشی

۱۔ سالک، علم الدین، علامہ ہمایوں حامد گلبدن بیگم ص ۳۹ شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور سال ندارد
۲۔ سالک، عبدالمجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں ص ۱۳۔ ۳۱۳، ۳، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور بار سوم ۱۹۸۴
۳۔ غالب، مرزا اسد اللہ خاں۔ کلیات نظم فارسی
۴۔ الموسوعۃ العربیۃ فی الادب من العربیۃ ص ۵۰۴
۵۔ وزیر آباد کا ایک علم پرور خاندان، قریشی احمد حسین قلعداری ڈاکٹر ص ۳۰، ۳۹ گلبہار کالونی لاہور ۱۹۹۴ء
۶۔ حل المشکلات المحمدیہ وزیر آبادی محمد عابد، فوٹو سٹیٹ کاپی ص ۲۱
۷۔ وزیر آباد کا ایک علم پرور خاندان ص ۳۱
۸۔ کشف المحجوب، مترجم، گوہر، فضل الدین، ص ۵۰۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۹

اصطلاحاتِ قصیدۂ غوثیہ

ہر اہلِ فن اور قوم کے لئے چند خاص اصطلاحات ہوتی ہیں جن سے وہ اپنے ہم فن اور ہم قوم سے مخاطب ہوتے ہیں اور اپنی عبارات و تحریرات میں اپنے مافی الضمیر کو بیان کرتے ہیں۔ نحوی، نحو میں۔ فلسفی فلسفہ میں، منطقی منطق میں اور اصولی اصول میں۔ اگر فرق ملحوظ نہ رکھا جائے تو معنی "غتربود" ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صوفیہ نے بھی اپنے مشاہدات کے لئے اصطلاحات منتخب کر لی ہیں۔ الفاظ اگرچہ عام ہیں، مگر ان علامات کے باطن میں معانی کا خاص دریا بہتا ہے۔ اس لئے قاریِ قصیدہ کے لئے لازم ہے کہ وہ قصیدہ شریف میں مستعمل خاص الفاظ کے مختص معانی کو پیشِ نظر رکھے۔

حب: ذات کا تعینِ اول میں ظہور فرمانا اور لباسِ حقیقتِ محمدیہ پہن کر لفظ 'انا' سے اپنی ذات کو تعبیر فرمانا۔ حدیثِ قدسی کنت کنزاً مخفیا فاحببت أن اعرف میں اس طرف اشارہ ہے۔

کاسہ: قلبِ عارف۔ باطنِ عارف۔ اور حقیقتِ جامعہ کو بھی کہتے ہے۔

وصال: وصل......۱۔ حقیقتِ محمدیہ۔ کیوں کہ سالک جب سلوک تمام کر کے یہاں پہنچتا ہے۔ تو واصل بحق ہوتا ہے۔ ۲۔ سالک کا اپنی صفاتِ بشریت کو صفاتِ حق سبحانہٗ میں فنا کر دینا۔

خمر: شراب، بادہ: عشق و محبتِ الٰہی جو سالک کے دل پر اس طرح وارد ہو کہ اسے مست بنادے۔

قطب: سردارِ قوم جس پر قوم کا دارومدار ہو۔ اقطاب سے مراد ایسے مریدانِ درگاہ بھی ہوسکتے ہیں۔ جو ایک حد تک تعلیم روحانی پا کر رک گئے ہوں۔

قطب غوث ہی کا نام۔ سارا نظام عالم ظاہر و باطن اس کے تصرف میں ہوتا ہے۔

ساقی القوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ساقی سے مراد یا ذاتِ باری تعالیٰ ہے یا ساقیِ کوثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جنود: اولیاء اللہ۔ کیوں کہ وہ فتح و تسخیر اور ہدایتِ قلوبِ خلق میں بمنزلہ لشکر ہیں

سُکر: وقتِ مشاہدۂ جمالِ محبوب مست و بیخود ہو جانا اور عقل کا عشق سے مغلوب ہو جانا اور اس نوبت پر پہنچنا کہ اس کو عاشق و معشوق کی تمیز نہ رہے اسی حالت میں حضرت منصور سے انا الحق اور حضرت بایزید بسطامی سے سبحانی ما اعظم الشانی صادر ہوا لیکن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سکر وہ صحو ہے۔ جو دوسروں کے ذکر و فکر سے برتر ہے۔

اتصال: عارفِ کامل کا اپنی ذات کو وجودِ مطلق سے متصل ملاحظہ کرنا ہے اس طرح کہ اپنی ذات اور وجودِ مطلق کی اضافتِ غیریت بالکل اٹھ جائے اس حالت میں عارفِ کامل وجودِ مطلق اور ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بقا سے باقی رہتا ہے۔

علو: عارف کا ترقی کرتے کرتے درجۂ لاہوت تک پہنچنا

مقام: مرتبۂ سلوک و قربِ الی اللہ۔ معرفت میں ایک منزل کا نام بھی ہے۔

تقریب و حدت: یہ خاص قرب ہے۔ جس میں غیر اللہ کے تصور کا حظ بالکل محو ہو جاتا ہے اور محض تقریب ہی تقریب رہ جاتی ہے۔

باز اشہب: سیاہ و سفید پروں والا باز۔ سب پرندوں پر غالب ہوتا ہے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اولیاء اللہ میں، بازِ اشہب کی طرح ہیں۔

شیخ: اصطلاحِ صوفیہ میں اس سالک کو کہتے ہیں جو شریعت کی متابعت سے حقیقت کے مرتبۂ عالی تک پہنچ جائے اور درجۂ فنا سے بقا پر فائز ہو۔

رجال: سے مراد رفقا، خدام، بھائی بند ہیں یا مریدانِ باصفا، جن کو حضرت قدس اللہ سرہ العزیز اپنی بارگاہِ عرفان میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔

خلعت: خلعتِ عرفان

تاج: تاجِ کمال، ہر ایک طریقت کا تاجِ کمال

سرِّ قدیم: سے مراد اسرارِ قرآن۔ اسرارِ موت و حیات یا علمِ غیب یا اسمِ اعظم

سرّ: بھیدِ الٰہی کو کہتے ہیں۔ لطیفۂ ذات جو قلب میں رکھا گیا یہ محلِ مشاہدۂ ذات ہے۔ سرِّ قدیم ہر ایک امر کا جامع ہے۔

حال: جب عارف کسی منزل کو طے کر کے ذوق حاصل کرتا ہے تو وہ منزل اس کا حال ہے

راز: اور اس حال سے جو قوت پیدا ہوتی ہے وہ اس کا راز ہے۔

ہم و طب و اشطح و غن: ہیمان، طیب، شطح، غنا، منازلِ عرفان

شاؤس: سعادتِ ازلی کے نقیب

وقت: ایک منزل جس میں عارف کے لئے بہت مشکلات واقع ہوتی ہیں۔ یہ

منزلِ عرفان صعب ترین منزل سے ہے۔

قدم: حق سبحانہٗ تعالیٰ کے علم میں جو ہر شی کے لئے ایک خاص قابلیت اور استعداد مقرر ہے "قدم" کہلاتی ہے۔

مخدع: معرفت میں ایک مقام، قطب الاقطاب یعنی غوث کا ایک خاص مقام اور اعلیٰ مرتبہ

O

غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ
جلوہ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
قطبِ ابدال و ارشاد و رشد الرشاد
محیِ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

(از)

یا شیخ سیدی عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالیٰ

O

داد عشقم جامِ وصلِ کبریا
پس بگفتم بادہ ام را سوئیم آ

عشق نے مجھ کو دیے جامِ وصالِ کبریا
پس کہا میں نے شرابِ ناب میری سمت آ

تذییل:

الصلا اے فضلہ خوارانِ حضور
شاہ برجود است و صہبا در وفور
بخش کردن گر نہ عزمِ خسروی ست
آخر ایں نوشیدہ خواندن بہرِ چیست

سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسِ خوردہ سے فیضیاب ہونے والو! بادشاہ والا جاہ، جود و کرم پر ہیں۔ اور شراب صفا وافر۔ اگر اس شہنشاہ (حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عزم، فیوض و برکات تقسیم کرنے کا نہ ہوتا تو وہ بادہ نوشی کی دعوت ہی کیوں دیتے۔ اس لیے بے یقینی اور تردد کا یہاں کوئی مقام نہیں۔

تشریح وتجزیہ:

داد ساقی از مئے حُبِ خدا
کاسہائی وصل پے در پے مرا
پس بگفتم کای شراب باصفا
بے محابانہ بسوئی من در آ

عشق الٰہی بھر بھر دتے ساغر خاص وصل دے
جد اس خمر حقیقی تائیں آ کھیا میں دل آ ئے

سقانی الحب میں کئی اشارات ہیں۔

صیغہ ماضی کے استعمال میں یہ رمز ہے کہ آنجناب کی بادہ نوشی روز اول (جس کا اول آشکار نہیں) سے تھی اور اس محسوس وجود سے بالاتر ہے چنانچہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

انا کنت قبل القبل قطباً مبجلاً
میں قبل القبل بھی قطبِ معظم تھا۔

صیغہ افراد میں یائے متکلم آنجناب کی فردیت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ملفوظ شریف میں ہے

انا الفرد الفرد لا شریک لی
میں فرد الفرد ہوں (اس مقام میں) میرا کوئی شریک نہیں۔

سقانی کی نسبت 'حب' کی جانب ہے۔ 'حب' سے مراد عشق حقیقی ہے اور اس میں رمز یہ ہے کہ عشق خود آنجناب کا طالب ہے جب کہ دوسرے خود عشق کے طلبگار ہیں۔ اگر 'حب' سے مراد مصدر بنی برائے مفعول لیا جائے تو اس سے مقصود نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے کہ محبوبِ حقیقی وہی ہیں اور دوسرے ان کے طفیلی۔ مفہوم یہ ہوگا کہ خود محبوبِ حقانی وساقی ربانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصال کے پیالوں سے بہرہ یاب فرمایا۔ 'کاسات' میں یہ رمز ہے کہ میرے پاس وصول الی اللہ کے بہت سے سلوک ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مرید کے لیے ایک سلوک کشود کیا تو دوسرے کے لیے دوسرا سلوک۔ 'الوصال' سے مراد یہ ہے کہ مجھے وصال کے تمام جام پلائے گئے۔ ''قلت'' سے اس جانب اشارہ ہے کہ آنجناب کو ''صحو'' کا ہر درجہ حاصل تھا۔ ''خمرتی'' کی یائے اضافت میں یہ رمز ہے کہ شراب محکوم ہے اسے حکم دیا جارہا ہے۔ نیز یہ شراب عشق ہے اور اس کی آمد ورفت بھی آنجناب کی نگاہ میں ہے اور جہاں چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں۔ یہ بھی دیگر مریدوں اور طالبوں کی طرح ہے۔ ایک اور رمز یہ ہے کہ شراب مجسم ومتشکل صورت پذیر ہوکر آنجناب کے پاس آتی ہے جس طرح تمام اشیا آفتاب وماہ وسال ودین وشریعت وطریقت وغیرہ، آنجناب کے پاس صورت میں آتے تھے۔ اسے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال وخوارق سے جاننا چاہیے۔

اس فرمان ذی شان میں سلوک کی ابتداء کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طریق و سلوک کی ابتداء جذبِ عشق ہے جب یہ جذبہ پیدا ہوجاتا ہے تو روز بروز اس کو کشود ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے ذکر ''وصال'' میں یہ رمز ہے کہ آنجناب کے بھی جذبات وصال کا سبب ہیں۔ ''تعالی'' میں یہ اشارہ ہے کہ جان، کو دوست رکھنا آئین جوانمردی ہے گویا اس لفظ میں عشق کی تسلی وتشفی فرمارہے ہیں۔

۲

سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

○

شد دواں درجامہا سویم رواں
وال سکرم شدم در سروراں

دوڑتی آئی شرابِ وصل خود میری طرف
حلقۂ مرداں میں پی کر محو وخود آرا ہوا

تزئیل:

سکرِ تو از ذکر و فکر اکبر بود
سکر تو چوں حکم خود بر می رود
سوئے مے بر بوئے مے مرداں رواں
بادہ خود سوئت بپائے سرِ دواں

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کا سکر تو ایسا سکر ہے جو ذکر وفکر سے بڑھ کر ہے۔ سکر کیسا؟ جب فرمان ساتھ ساتھ ہے۔ مردانِ حق شراب کی بو پر شراب کی جانب بڑھ رہے ہیں، لیکن یہاں صورت برعکس ہے کہ خود شراب، آپ کی سمت، سر پر پاؤں رکھے بھاگے چلی آ رہی ہے۔

تشریح وتجزیہ:۔

از درونِ خُم شراب باصفا
جلوہ گر شد درمیان کاسہا

من شدم زاں بادہ مست و بے خبر
مستی من کرد در یاراں اثر

کھچ شراب نوں لگی میری کامیاں اندر آئی
میں پیتی تے میری مستی یاراں اندر آئی

"سعی" کرنا توانی سے واضح ہے۔ آنجناب سے اسکی دوری وسائی میں یہ رمز ہے کہ محبوب ومحب میں شرابِ عشق کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ شراب نوشانی تو حقیقت میں بزم نشینوں اور طالبوں کو فیض یاب کرنے کے لیے ہے تاکہ وہ استغراق سے نقاب الٹ کر خداداد جلوہ وجمال سے اہلِ محفل کو مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ، خاص ارشاد خلائق کے لیے تھی۔ اور اس نزول میں ہزاروں عروج "کہ کسی کو ہدایت کرنا جن وانس کی عبادت سے فزوں تر ہے۔"

اگر شراب خوری جرعہ فشاں بر خاک
تو مے گسار ہے تو
زمیں کی خاک پہ بھی قطرہ شراب کوئی

"مشی" بمعنی رواں ہونا (چلنا) میں یہ رمز ہے کہ طالبانِ بارگاہ کو کوئی حجاب یا روک نہیں۔ سعی کی اور روانہ ہو گئے۔ اگرچہ مردہ تھے زندہ جاوید ہو گئے۔

"سعی ومشی" شراب کی دو جہتیں ہیں۔

اگر سعی ومشی شراب آنجناب کی جانب طریق سقائی پر ہے تو شراب کا پلایا جانا اس طرح تھا کہ خود محبت نے آنجناب کو پلائی اور انہوں نے اس کے ہاتھ سے یوں شراب لی کہ خود شراب آنجناب کی طرف سعی کرتی آئی اور آنجناب نے دل دے

دیا شراب سے سرشار ہوئے اور باقی اپنی بچی کچھی شراب یاروں میں تقسیم کر دی۔

اگر یہ "صعی و مشی" جلوہ، ارشاد سے عبارت ہے یعنی محبت نے جو کاساتِ وصال دیئے کہ موجبِ کمال تھے۔ مرتبۂ اکمال میں آنجناب کے پاس آئی، جلوہ، ارشاد دیا اور ساقیِ حقیقی کے ساغرِ التفات میں جوش آ گیا، آنجناب نے قصد فرمایا، سرشار ہوئے، مستی و جذبہ کا اظہار فرمایا اور اس شراب کو طالبوں اور میکساروں میں تقسیم فرما دیا۔ پس ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق میرے جلوہ، جمال اور شرابِ ناب سے حصہ پایا۔ "فی کئوس" میں شراب کے تیار ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(الف) اس لیے کہ ہمارے سلوک و طریق میں سرشاری خود طالبوں کی طلب گار ہے جونہی کوئی آیا اس نے مدعا پا لیا۔ محنت کم اور فتوحات زیادہ۔ شرابِ ناب پیالوں میں آراستہ ہے اور طالبوں سے کہہ رہی ہے کہ وادیِ ناکامی میں حیران و پریشان تشنہ کامو! کہاں ہو؟ آؤ!

(ب) احاطہ و ظروف کی جانب بھی ارشاد ہے کہ ہمارے عشق کی شراب اگرچہ سر آتش ہے مگر شریعت و تقویٰ کی حدود و ضبط سے باہر نہیں۔

"کئوس" سے پیرانِ عظام کے قلوب بھی مراد لیے جا سکتے ہیں یعنی میری تربیت ساقیِ عرفان، سرورِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ تمام حاملِ نسبتِ باطن، پیرانِ عظام نے انوار و اسرارِ الٰہیہ کو قلوبِ صافی کے پیالوں میں رکھ فیضِ محمدی علیہ التحیۃ والثنا کو مجھ تک پہنچایا اور ودیعت داروں کی طرح یہ امانت میرے سپرد کی۔ کلمہ "فا" میں یہ رمز ہے کہ قصد و سرشاری یاروالی شراب بخشی کی کاملی و تقسیم کے تھا، جونہی شراب ہماری سمت آئی ہم نے اس کے مدعا کے مطابق

یاروں میں تقسیم کر دیا۔ "سکرتی" میں یہ اشارہ ہے کہ میں شراب کے وقت۔۔۔۔ جذبۂ حقیقی کے ساتھ متمکن رہا۔ اگرچہ جذبِ کامل رکھتا تھا مگر صحو میں، رشد و ہدایت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا۔ "بین الموالی" میں یہ رمز ہے کہ میں نے علی رؤس الاشہاد (سب کے سامنے) دادِ بزم آرائی دی۔

۳

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

○

گفتم اے قطباں بعونِ شانِ من
جملہ درآئید تاں مردانِ من
آؤ تم بھی جملہ اقطابِ جہاں میرے طفیل
شاملِ احوال ہو میرے، اے مردانِ خدا

تزئیل:

جمع خواندی تا قوی دلہا شوند
ہم ز عونِ حالِ خود دادی کمند
ورنہ تا بامِ حضور تو صعود
حاش للہ تاب و یارای کہ بود

یا سیّدی غوثِ اعظم!

آپ نے خود اقطاب کو دعوت دی تا کہ وہ قوی دل ہوں۔ آپ نے خود

اپنے حال کی اعانت بخش کر انہیں کمند عطا کی۔ ورنہ سیدی! آپ کے بامِ حضور تک ان کی رسائی؟ حاش للہ کس میں یہ تاب ومجال؟

تشریح وتجزیہ:۔

پس بگفتم سائرِ اقطاب را
مژدہ دادم جملۂ احباب را
ہاں بیائید و درآئید اے رفیق
کہ شما ہستید مردانِ طریق
سب قطباں نوں میری دعوت ہمارے سنگی آؤ
میری عظمت شوکت پاروں میٹھوں رفعت پاؤ

یہ بیتِ شریف، اقطاب کو ترغیب اور جمع ہونے کی دعوت ہے۔ اس میں ایک نصیحت بھی ہے کہ وہ کمال اور وصولِ الٰہی کے مراتب جن پر وہ فائز ہیں انتہائے کمال نہ سمجھ لیں بلکہ ہماری شراب پی کے سعی کرو تا کہ ترقی مزید ہو اور اے اقطاب! جان لو کہ تمہارے مقام کے اوپر بھی مقامات ہیں اسی لیے فرمایا کہ "فرق مابینی و بین الاولیا فرق الارض والسماء" ہمارے اور دیگر اولیا کے درمیان فرق، زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اس بیت میں بعض اقطاب کے تردد کو دور فرمایا یعنی تردد کو دور کرو اور ہماری شراب پیو۔ اس میں یہ رمز تھی کہ بعض اوقات سالک اپنے حال کو انتہائے کمال سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ انکے مقام کے اوپر بھی مراتب عالی ہوتے ہیں۔

"لموا بحالی" میں یہ رمز ہے کہ پیچھے آؤ اور میرے حال میں ملتبس ہو جاؤ۔ تمھیں یہ قوت اور مجال نہیں کہ تم خود ہمارے حضور میں آسکو۔ صورت یہی ہے

کہ پہلے ہمارے حال کے انوار کی خلعت پہنو، اسکے بعد ہماری بزم میں آؤ اور ہماری شرابِ حقائق پیو۔

"جمع" میں یہ اشارہ ہے کہ اکٹھے ہو کر ہمت کرو۔ جماعت میں برکت ہوتی ہے۔ تم تنہا تنہا تابِ جمال نہیں رکھتے۔ جماعت جماعت آؤ شراب کو تیار پاؤ گے کہ بحر جوش میں ہے اس بحرِ بے پایاں کی ایک موج' استفادہ سے دور ساحل نشینوں کو مدہوش کر کے باہوش بنا دے گی۔

"وادخلوا" میں یہ رمز ہے کہ اقطاب کو تاب نہیں کہ آنجناب کی اجازت کے بغیر بزم شریف میں نظر بھی آسکیں۔ ہاں ہاں، حاجبانِ آداب کب روا رکھتے ہیں کہ اس سلطان السلاطین اور سید الاساطین کے دربار میں کوئی بغیر حکم کے آ جائے۔

"رجالی" رجال جمع رجل بمعنی مرد یعنی تم ہمارے بہادر مردوں میں سے ہو۔ خوف نہ کرو اور ہماری بزم میں آؤ۔ اگر بمعنی 'پیادہ' لیا جائے تو معنی اس طرح ہوں گے کہ تم ہمارے لشکر کے پیادوں میں سے ہو اور شہنشاہ پیادوں سے خطاب فرمائے تو یہ اس کے فضل وکرم سے بعید نہیں۔ اکثر پیادوں کو سوار بنا دیتے ہیں۔ اور اس صورت میں یہ اشارہ ہوگا کہ تمھیں شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی جلالتِ شان کے باوصف تم سے خطاب فرمایا اور اپنی محفل میں لائے ہیں اور یہ رمز عیاں بھی ہے کہ آنجناب بادشاہ ہیں اور دیگر اقطاب پیادہ۔ پیادہ اور بادشاہ میں فرق ــــ زمین آسمان کا فرق ــــ بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

○

ہمت آرید و خورید اے لشکرم
ساقیم دادہ لبالب از کرم

ہمتِ عالی سے لو ساغر اے میرے دوستو
خاص میرے واسطے ساقی نے پیمانہ بھرا

تزئیل:

شکرِ حق، جامِ تو لبریز ے است
ہر لبالب را چکیدن در پے است
تابما ، ہم آئید انشاء العظیم
آں نصیب الارض مِنْ کاس الکریم

یا سیّدی غوث اعظم!

یہ ہم پر خدا کا احسان ہے کہ آپ کا جام شرابِ ناب سے لبریز ہے اور چھلکنا تو ہر لبالب کے درپے ہے۔ سیدی! آپ کے کاسۂ کرم سے بھی کچھ قطرے، جو زمیں کا مقدر ہیں، زمین پر گریں گے اس طرح سے یہ قطرے خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے سلسلہ در سلسلہ ہوتے ہوئے ہم تک بھی آئیں گے۔

تشریح وتجزیہ:

پس بہ بزمِ من مئی رنگیں خورید
زانکہ من شاہم، شما چوں لشکرید
ساقیِ خمخانۂ فیضِ خدا
جامِ مالامال بخشیدہ مرا

''همّوا'' میں یہ رمز ہے کہ ہماری شراب پینے کے لیے قوت وہمت درکار ہے خبردار رہو اور خود کو عزم وارادہ میں ثابت رکھو، ایسا نہ ہو کہ خود رفتہ ہو جاؤ۔

''اشربوا'' (واؤ عاطفہ کے ساتھ۔ واشربوا) میں یہ اشارہ، بلیغ ہے کہ ہم و قصد میں تفاوت نہ کرو۔ قصد کرو اور پیو یعنی حوصلہ جمع کرو اور پیو کہ ان میں صرف ایک تنہا کارگر نہیں۔ شراب بے ارادہ درختِ بے آب کی مانند ہے اور ارادہ بے شرب زمینِ بے تخم ہے۔ چونکہ اس میں زمانہ کی قید نہیں، اس لیے دلالتِ اطلاق ظاہر ہے اس سخن کی لطافت بھی منظور۔

''انتم'' صیغہ خطاب میں یہ رمز ہے کہ تمام بلاد وامصار، شہر وقریٰ، وادی و کہسار، شمال وجنوب، شرق وغرب غرض ہر جگہ حضرت کے کامل تربیت یافتہ افراد موجود ہیں اسی لیے آنجناب نے کنخر دلعه علیٰ حکم اتّصال فرمایا ہے۔

''انتم جنودی'' میں یہ اشارہ ہے کہ ہر سلسلہ کے اولیاءِ طریقت کے لشکر حاضر تھے۔ اور آنجناب تاجِ محبوبی زیبِ سر کئے سلطانیِ کامل کے ساتھ تخت نشین تھے۔ انھیں مکمل اختیارات حاصل تھے۔ ان کے فرمان جاری تھے۔ ہر چہار سمت گلزار سرمدی کی خوشبودار ہوائیں چل رہی تھیں۔ ہر دل کا غنچہ اس ذاتِ مقدس کے دم سے کشادہ اور ہر جاں کا گلاب اسی کی بادِ صبا سے نمو پذیر۔ ''ساقی القوم'' سے مراد

ذاتِ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ چنانچہ 'شربتم فضلتی' میں یہ بات ظاہر ہے یعنی قصد کرو اور پیو اور یہ خیال بھی نہ کرو کہ شراب، ہمارے پینے سے کم ہوگئی ہے بلکہ شراب جوش میں ہے۔ ہم نے پی اور پس خوردہ (بچی کھچی جوٹھی شراب) تمہیں دی۔ ساقی، شراب پلانے میں خوب سرگرم و مستعد ہے اور شراب میں ابال اٹھ رہے ہیں۔ سابق انبیاء علیہم السلام کے دور میں عشقِ الٰہی کی شراب ایک قطرہ تھی اور حضور سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے عہدِ مبارک میں سمندر کی صورت جوش زن ہوئی اور اس سمندر سے ہر ولی کے باطن میں ایک نہر رواں ہوئی۔ ساقی القوم" سے عشق بھی مراد لیا جا سکتا ہے جیسا کہ فرمانِ عالی سقانی الحب ۔۔۔۔۔ سے مراد ہے۔

۵

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

O

من شدم سر شار و سودم می چشید
رخت تا قرب و علوم کے کشید
میری پس خوردہ تو پی لی میری سرشاری کے بعد
پر نہ حاصل کر سکے تم مجھ سا قرب و اتصال

تذئیل:

فضلہ خورانش شہان و من گدائے
روئے آنم کو کہ خواہم قطرہ لائے

یللے جود شہم گفتہ ملائے
ے طلب، 'لا تقنطوا' ایں جا، نہ 'لائے'

یا سیدی غوث اعظم!

آپ وہ شہنشاہ ہیں کہ خود بادشاہ جس کا پس خوردہ کھانے والے ہیں اور میں تو ایک فقیر ہوں میں اس لائق کہاں کہ ذرو تہِ جام کے ایک قطرہ کی بھی آرزو کر سکوں۔

سلسلہ قادریہ سے وابستہ فقرا! دیکھو میرے شہنشاہ کا جود و کرم کہہ رہا ہے کہ تم افسردہ و مایوس نہ ہو۔ شراب مانگو اور مانگے جاؤ۔ اس جگہ نہ 'لا' (نہیں) ہے نہ (لائی) اگر مگر ہے نہ کوئی شرط ہے (پے در پے جام ملیں گے)

تشریح وتجزیہ:

من بنوشیدم شرابِ کبریا
پس شما خوردید باقی ماندہ را
لیک کی محصول گردد اے رجال
مر شما را آں علو و اتصال
پہلاں میں سرشار ہویا تے مغروں قطباں پیتی
کس نوں قرب ایہہ حاصل دسو اُچی شان اے کس دی

"شربتم" صیغہ ماضی میں یہ رمز ہے کہ پس خوردہ آنجناب کا، سب اولیا کے لیے ثابت اور تسلیم شدہ ہے اس کے شارب و طالب، ظاہر و باہر ہیں۔ معین و متعین ہیں اور صیغہ خطاب میں یہ اشارہ ہے کہ تمام حاضرینِ اجساد و ارواح سے خطاب ہے، فضلتی، میں یائے افرادی ہے اور اس میں یہ رمز ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی رفعتِ شان تمام اہلِ قرب پر یقینی ہے اس لیے کہ اہلِ قرب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس خوردہ کی برکت کے باعث ترقی یافتہ ہیں۔ اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے کہ اس محفلِ خاص میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مہمانِ اصلی ہیں اور دیگر اہلِ قرب طفیلی۔

''بعدسکری'' میں یہ راز ہے کہ دوسروں کو جو شراب عطا فرمائی وہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیر ہونے کے بعد عطا کی گئی۔

۶

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

O

جائے تاں بالا ولے جایم بود
فوقِ تاں از روزِ اوّل تا ابد
ہے تمھارا بھی مقام اونچا مگر تم سے فزوں
روزِ اوّل سے ابد تک مرتبہ اعلیٰ مرا

تذئیل:

جات بالاتر ز وہم جاپیا
جاپیا خود ہست بہر پاپیا
پاپیا چھوڑ کہ سرہا زیرِ پات
پات ہم کے چوں فرود آئی زجات

یا سیّدی غوثِ اعظم!

آپ کا مقام ان مقاماتِ مصورہ سے نہایت بلند ہے مقام تو قدم رکھنے کے لیے ہیں۔ قدم کہاں؟ یہاں تو سر آپ کے قدموں تلے ہیں اور قدم بھی اس وقت جب آپ اپنے مقام سے نزول فرمائیں۔

تشریح وتجزیہ:

اے مقیمانِ مقامِ ارتقا
گرچہ بس عالی بود جائی شما
جائی من از جائی تاں بالا ترست
حالِ من از حالِ تاں اعلیٰ ترست

رب تساں نوں رتبہ دتا سب دے مان ودھائے
میرا پایہ سب تھیں اُتے شان اُچیرے پائے

مقام و حال۔ اصطلاحاتِ صوفیہ سے ہیں۔

ترقی وتغیر کے اعتبار سے جس وقت سالک صعودِ منازل میں ہوتا ہے اور روز بروز حصولِ مقصود سے پیوست ہوتا جاتا ہے۔ اس کیفیت کو ''حال'' کہتے ہیں اور جب مقامِ خاص تک رسائی پالیتا ہے کہ اس میں گردش وتحویل نہ ہو، اس حالت کو ''مقام'' کہتے ہیں۔ بعض اوقات اس عارضی قیام کو بھی 'مقام' کا نام دے دیتے ہیں، جس پر تحویل وتصریف کا انعقاد ممکن ہوتا ہے۔ بیت مذکور میں ''حال و مقام'' کے ایک معنی بیان ہوئے ہیں۔ آئندہ بیت یصرفنی... الخ میں معنیٔ دیگر۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیابتِ خاص ہے۔ جب خود اللہ جل شانہ نے محبوبِ حقیقی علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل، حضور

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیابتِ مطلق سے نوازا ہے تو کون ہے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمسری کا دعویٰ کرے ہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرورِ انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی صحبتِ بابرکت کے سبب مستثنیٰ ہیں۔

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
پھر آگے قادری منزل ہے یاغوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں، ہاں
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

أَنَا فِيْ حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِيْ يُصَرِّفُنِيْ وَحَسْبِيْ ذُوالْجَلَالِ

O

یکّہ در قربم، خدا گرداندم
حال و کافی آں جلیل واحدم
بارگاہِ قرب میں یکتا ہوں میرے حال کو
رافع و کافی ہے ربِّ ذوالجلال و ذوا لعلا

تذئیل:

اے کہ می گرداندت آں یک، نہ غیر
حالِ ما گرداں ز شر ہا سوئے خیر

تاجِ قربت شادماں بر سر بنہ
شیئاً للہ قربِ خود ما را بدہ

یا سیّدی غوثِ اعظم!

خدائے ذوالجلال وحدہ، لاشریک خود آپ جناب کو ایک مقام سے دوسرے اعلیٰ مقام پر ترقی دیتا ہے۔

سیّدی! ہمارے حال کو حالتِ شر سے حالتِ خیر کی جانب پھیر دیجئے۔

سیّدی آپ خوشی خوشی قربِ ذات کا تاج فرقِ اقدس پر سجائیں مگر خدا کے لئے ہمیں اپنا قرب عطا فرمائیے اور اپنے انوار وتجلیاتِ قرب سے مستنیر فرمائیے۔

تشریح وتجزیہ:۔

جانِ من در حضرتِ قربِ خدا ست
در مقامِ من بمن شرکت کراست
میکند تصریفم از حالے بحال
ہست کافی کردگارِ ذوالجلال

میں ہاں اس دے قرب حضوری اندر فرد یگانہ
ہر دم نویں بلندی بخشے حال مرے نوں اللہ

'انا' کے دو استعمالات ہیں۔ عام زبان میں 'خودی' اور خاص زبان میں 'وحدتِ حقیقی'، کلامِ اولیا میں اول (خودی) غیر جائز اور دوم (وحدتِ حقیقی) عین صواب

ایں انا آمد ظہورِ ذاتِ او
واں انا را خواری آمد چار سو

این انا باشد نشانِ وحدہٗ
واں انا شد لائق سحقاً لہٗ
این انا شد رونقِ ہر دو جہاں
واں انا شد صد بلا و صد زیاں

'فی' "احاطہ ظروف" اور "دخول و در آمد" پر دلالت کرتا ہے اور یہ مظروف کی جانب دلیل ہے رمز اس میں یہ ہے کہ آنجناب بارگاہِ فیض میں کارمختار ہیں اور فیضِ ربانی احاطہ کئے ہوئے ہے۔

از حضورِ نورِ نبوی تافتی
رتبہ بالا ہمہ زاں یافتی

سیّدی آپ نورِ نبوت کے قلب سے مستنیر ہیں اسی لئے تمام اولیاء اللہ سے آپ کا مقام و مرتبہ اعلیٰ ہے۔ 'تقریب' بمعنی دوسرے کو نزدیک لانا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمارہے ہیں کہ میرا مرتبہ ارشاد تم سب سے بالاتر ہے اور میں رتبہ ارشاد میں یگانہ و منفرد ہوں۔ اقطاب کو خاص اشارہ ہے کہ تم ابھی تک اپنی ذات کے درجہ ہدایت و وصول میں ہو اور ہم علو رفعت میں تم سے بلند تر۔ یہ بات اقطاب کے مناسب حال بھی ہے کہ وہ حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس خوردہ سے فیضیاب ہو کر ہی ان مراتب تک پہنچ پائے ہیں۔

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ آنجناب کو کیا مقامِ رفیع عنایت فرمایا
رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا

اکابرِ اولیا نے اس حقیقت کا اظہار واضح فرمایا ہے کہ خدائے متعال نے شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا سوائے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

'وحدی' میں یہ رمز ہے کہ آنجناب غوثِ ربانی مرتبۂ یگانگی میں فرد ہیں۔

'یصرفنی وحسبی' سیّدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ قربِ الٰہی میں یگانہ و یکتا ہوں اور مقاماتِ سلوک میں جزاً متند ہوں، اس لئے کہ میرا ارتقا و انصراف ذاتِ باری سے خاص ہے کہ وہ حضور نبی اعظم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مجھے روز بروز ترقی در ترقی اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچاتا ہے اور مجھے وہی ذاتِ ذوالجلال کافی ہے جیسے جیسے میری استعداد کا تقاضا ہوتا ہے نورِ خاص سے انوار تازہ عطا کردیتا ہے۔

سیّدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام کی نسبت سے ارشاد فرماتے ہیں۔

"لا منة لاِحد علیٰ بعد اللہ ورسولہ"

اللہ اور اس کے رسول کے بعد مجھ پر کسی اور کا کوئی احسان نہیں۔

خود خدا چوں تربیت کردہ مرا
لیک در آغوشِ پاکِ مصطفےٰ
کے کسے، واقف ز سرّ و رازِ ماست
زانکہ اندر جانِ من نورِ خداست

خود خدائے ذوالجلال نے آغوشِ پاکِ مصطفےٰ میں میری تربیت فرمائی، ہمارے اسرار سے کون واقف ہوسکتا ہے کہ میری روح میں تو نورِ خدا نور آفریں ہے۔ اس میں ایک اور رمز بھی ہے کہ جس کی تربیت "جلالِ الٰہی" فرمائے اس میں "جلالِ الٰہی" کی "صفتِ قہاریت" کا اثر پیدا ہوجاتا ہے اس لئے یہ انتباہ ہے اس ذات

مقدس (حضور غوثِ معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے احترام و آداب بجالانے میں ذرہ فرق نہ آنے پائے ورنہ انکی ایک نگاہِ غیظ تمہارے شجرِ وجود کو بیخ و بُن و شاخ سے جلا کر رکھ دے گی۔

۸

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
فَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي

○

بازِ اشہب ما و شیخاں چوں حمام
کیست در مرداں کہ چوں من یافت کام
بازِ اشہب ہوں، کبوتر کی طرح دیگر شیوخ
کون ہم پایہ ہے میرا، تم میں اربابِ وفا

تزئیل:

حبذا　شہبازِ　طیرستانِ　قدس
اے　شکارِ　پنجہ　ات　مرغانِ　قدس
شادماں　بر　قمری　و　کوتر　بزن
کہ　نگہ　بر　خستہ　چغدے　ہم　فگن

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ طیرستانِ قدس کے وہ شاہباز ہیں کہ مرغانِ قدس بھی آپ کے پنجہ کا

شکار ہیں۔ مقامِ قدس پر اڑنے والے طائر آپ کی گرفت میں ہیں۔ سیّدی! آپ خوشی خوشی قمری و کبوتر کا شکار کریں مگر سیّدی! یہ خستہ حال و دلفگار بُوم بھی آپ کی چشمِ التفات کا منتظر ہے۔ اس پر بھی ایک نگہ کرم ڈال دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:

من　کہ　اندر　شرعِ　پیرِ　مشربم
در　مشائخ　ہم　چو　بازِ　اشہبم
کیست　در　میدانِ　دینِ　مصطفیٰ
آنکہ　او　را　گشت　مثلِ　من　عطا
میں شہباز　مشائخ　اندر　اشہب　شہرت　میری
ولیاں　وچوں　میرے　جیہی　کس　دی　تیز　اڈاری

’بازِ اشہب‘ کے ذکر میں رمز یہ ہے کہ میں (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) توحید و تنزیہِ سبحانہٗ تعالیٰ کی فضا میں بلند پرواز ہوں اور سلطانِ لازوال کے دستِ مہرباں پر مجھے ناز ہے اس لئے بھی کہ میں نفسانی خواہشات کے جنگلوں میں بھٹکنے والوں کو شکار بنا کے اس بادشاہِ حقیقی کی تجلیات کے شکار بند تک پہنچا دیتا ہوں اور اس لئے بھی کہ اگر کوئی شیخ طریقت جادۂ مستقیم پر سے غلط گمان کرکے پرِ پرواز باہر نکالتا ہے تو اس کی تادیب کر کے اسے حدود میں رہنے پر مجبور کر دیتا ہوں

کلّ۔ لفظِ ’کل‘ میں افادہ عمومی ہے ”کل“ کی اضافت اس کی کلیت میں اور اضافہ کا موجب ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنجناب تمام اولیا و مشائخ پر قدمِ بالا رکھتے ہیں اور کوئی شیخ آنجناب کے دائرۂ اطاعت و متابعت سے باہر نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی شیوخ کو اپنے ضوابط کی گرفت میں لے رکھا ہے کسی کی

مجال نہیں کہ وہ اس حصار سے باہر ہونے کی جسارت کرے اور اس ذاتِ پاک سے برابری تو بہت دور کی بات ہے۔

'اعطی مثالی'۔ میں یہ رمز ہے کہ اس فرمان عظیم الشان میں بجز اصحابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام متقدمین اولیا و متاخرین یکساں طور پر ہمارے زیرِ قدم ہیں اور ہمارے انوار سے ان کا جہان روشن ہے پس ہر مقام کا رتبہء حقیقی اصالتہً مجھے عطا ہوا ہے اور باقی شیوخ و مردانِ خدا کو ہمارے عکسِ انوار سے فروزاں کیا گیا اس لئے کہ یہ بابِ خاص میرے لئے کھلتا ہے اور دوسروں پر ہماری توجہ سے کشادہ کیا گیا ہے۔

۹

كَسَانِىْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَ تَوَّجَنِىْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

○

خلعتم با خوش نگار عزم داد
بر سرم صد تاج دارائی نہاد
جسم پہ خلعت نگارِ عزم سے آراستہ
اور سر پہ تاجِ رشکِ دارا و کے و قباد

تزئیل:

یا رب ایں خلعت ہمایوں تا نشور
حلّہ پوشا یک نظر بر مشتِ عور

تزئیل:

یا رب ایں خلعت ہمایوں تا نشور
حلّہ پوشا یک نظر بر مشتِ عور
تاج را از فرقِ خود معراج دہ
بر سرم از خاکِ راہت تاج نہ

یا ربّ سیّدی غوث اعظم!

حضور سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلعتِ مبارک، قیامت میں مرحلہء نشر تک نقش و نگارِ عزم سے یونہی آراستہ رہے۔ **یا سیّدی غوث اعظم!** اے خلعتِ خداداد زیبِ بدن فرمانے والے! اس حلّہ پوشی کے صدقہ میں اس بے لباس پر بھی ایک نظر۔

سیّدی! تاجِ کمال اپنے سرِ اقدس پر رکھیے اور اسے اس بلند اعزاز سے نوازیے۔ تاج کو آپ کے فرقِ اقدس سے معراج عطا ہوگی۔ تو ازشات کی اس عطا میں اس منتظرِ سرِ راہ پر اتنا کرم ہو کہ اپنے راستہ کی دھول کو میرے سر کا تاج بننے دیجئے میرے لئے تو آپ کی خاکِ راہ کا ہر ذرہ تاج ہے۔

تشریح وتجزیہ:۔

از جنابش در بر من خلعت است
خلعتی کاں را طراز عزت است
اتفاقی کردہ کار ذوالجلال
بر نہادہ بر سرم تاج کمال

رب نے میںوں عزم طرازاں والی خلعت بخشی
سر تے میرے تاج کرامت دھریا، عزت بخشی

کسانی ... الخ میں۔ اولوالعزمی کے نقش و نگار سے آراستہ خلعت پہنانے میں یہ اشارہ ہے کہ مجھے لباسِ محبوبیت عطا کیا گیا ہے اور یہ جناب رسالت پناہ ﷺ کی بارگاہِ خاص سے عطا ہوا ہے اور یہ لباس عام نہیں کہ دوسرے اولیاء کرام کو بھی فراہم ہوا ہو بلکہ یہ خلعتِ فاخرہ خصوصی ہے اور جب یہ لباسِ خاص مجھے پہنایا گیا اس وقت جملہ اولیائے سابقین ولاحقین اپنے اجساد وارواح کے ساتھ حاضر تھے جیسا کہ اکابرِ طریقت سے تواتر کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ پس یہ سلطانی ودوام کا خلعت اور مدارجِ علو ومدام کا تاج جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مخصوص ہے سب سے مکرم ومعظم و مفخر ہے۔ اس راز کا افشا سلسلہ عالیہ قادریہ کے فیوضات کے اجرا کے لئے ہے تا کہ سبھی جان لیں کہ یہ طریقہ اعظم سب سلاسل سے بالاتر ہے اور سب طریقوں پر فوقیت رکھتا ہے۔

۱۰

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَ قَلَّدَنِیْ وَ اَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ ۝

آگہم فرمود بہ راز قدیم
عہدہ داد و جملہ کامم آں کریم

علم بخشا اس نے اسرار قدیمی سے مجھے
اور منصب دے کے ہر اک مدعا پورا کیا

تزئیل:

عہدہ از تو، عہد از تو، ما ز تو
ما بظلِ نعمت و ہم نازِ تو
یلے روغ روغ زمانِ خوری ست
شوئ ما شد شحنۂ حالا ترس کیست

یا سیّدی غوث اعظم!

اس مقام ومرتبہ کی شان وشوکت آپ ہی کے قدم سے ہے اور اس عہدہ زمانہ کا قیام آپ ہی کے دم سے ہے۔ ہماری زندگی اگر ہے تو آپ ہی کی بدولت ہے کہ آپ کے سایۂ عاطفت اور نعمت وناز تلے بسر ہو رہی ہے۔ لوگو، کچھ نہ پوچھو! یہ گھڑی کس قدر خوشی اور مسرت کی گھڑی ہے۔ اپنے تو سارے ہی خوف جاتے رہے کہ

سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا

تشریح وتجزیہ:

چوں مرا حق داد احوالِ عظیم
کرد ما را واقفِ سرِّ عظیم
طوقِ عزت داد آخر یا اتم
ہر مراد دل کہ از وی خواستم

میری خاطر راز قدیمی اتوں پردہ چایا
گل مشیت ہیکل پائی جو منگیا سو پایا

'اطلعنی'۔ میں یہ رمز ہے کہ ذاتِ غوثِ ربانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اللہ تعالیٰ نے کشفِ کُلّی کا درجہ عنایت فرمایا ہے اور تمام اسرارِ نہانی پر سے پردہ اٹھایا گویا آفتابِ حقائق، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پوری آب و تاب سے روشن ہوا اور ذاتِ غوثیت مآب کے ذرے ذرے کو درخشاں و فروزاں کر دیا۔

'سر'۔۔۔۔۔۔ 'سر قدیم' کے اوصاف احاطۂ بیان میں نہیں آ سکتے۔ 'سر' توحیدِ حقیقی اور وحدتِ وجود سے عبارت ہے۔ 'سر' سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ منیر بھی ہو سکتی ہے۔ 'سر' سے 'وصول' بھی مراد ممکن ہے۔

'قلدنی' میں یہ رمز ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ولایت و نیابتِ محمدیہ علیہ الثنا والتحیۃ کا فریضہ حضور غوثِ ربّانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کے لیے عطا فرمایا ہے اور اس عہدۂ جلیلہ کا علم خود اپنے فضل سے حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش پر محکم و مضبوط رکھا ہے۔

'اعطانی سوالی' میں یہ رمز ہے کہ عطاءِ خلعت کے بعد جنابِ الٰہی نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر آرزو اور ہر سوال کو پورا کیا۔ یہ سوال مطلق ہے کہ جو کچھ چاہا، مانگا، ملا، یہ اشارہ بھی ہے کہ حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے بزرگ و برتر سے خواہش کی کہ جو بھی مجھ سے ارادت رکھنے والا ہو، اس شخص پر دوزخ کی آگ حرام ہو۔ اللہ جل جلالہٗ نے اس دعا کو قبولیت کا طغرائے امتیاز بخشا۔

خود چوں ذاتِ نبیِّ دیں سائل بود
از جنابِ حق دعا کم رد شود

شکرہا باید ادا سازیم ما
در حق ما چوں نمودہ آں دعا

جب خود جنابِ غوث، حضورِ حق میں دعا فرما رہے ہوں تو وہ دعا کم ہی رد ہوتی ہے ہمیں اس بات پر شکر ادا کرنا چاہیے اس لیے بھی کہ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ہمارے حق میں فرمائی ہو۔

۱۱

وَ وَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

○

والیم کردہ بر اقطابِ جہاں
پس بہر حال ست حکمِ من رواں

سارے اقطابِ جہاں پر حکمرانی دی مجھے
حال کیسا ہو کسی کا، حکم نافذ ہے مرا

توضیح:

اے ثریا تا ثریٰ امرت امیر
کج روے بے حکم را در حکم گیر
پیش ازاں کافتد سوئے آتش نیاز
نرم نرم از دستِ لطفت راست ساز

یا سیدی غوث اعظم!

زمین کی پاتال سے اوجِ آسمان تک آپ ہی کے حکم کا سکہ چلتا ہے۔ ایک کج رفتار اور بے حکم فرد کو بے یقینی اور بے ضابطہ کیفیت سے نکال کر اپنے ضبط میں لے آیئے اس سے پیشتر کہ یہ نیاز مند آگ کی سمت جھک جائے، اپنے دستِ لطف سے آہستہ آہستہ راست روی کے شعار کا پابند بنا دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

بر ہمہ اقطاب والی گشتہ ام
زانکہ من مولی الموالی گشتہ ام
حکم من نافذ بود در ہر زماں
می دہم از خوف خائف را اماں

سب قطباں تے حاکم کیتا، رب مختار بنایا
میری سطوت ایسی قائم، ہر تھاں حکم چلایا

اس فرمانِ جناب میں رمز یہ ہے کہ تفویضِ منصب کے بعد مجھے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) حکم نافذ کرنے والا صاحب امر بنا دیا گیا اس لیے کہ اگر عہدہ ہو اور نفاذِ حکم نہ ہو تو یہ وصف مکمل نہیں۔ دوسری رمز یہ ہے کہ جب اقطاب پر ولایت مسلّم ہے تو دوسروں کو کیا مجال کہ حلقۂ اطاعت سے باہر ہوں۔ 'جمعا' کا لفظ لانے میں یہ رمز ہے کہ حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی لحاظ سے، تمام اقطاب پر فائق ہے۔ حضور غوثِ اعظم واقدس کا درجہ، رفعت و

فوقیت تمام احوال میں یکساں ہے اور آپ کے فرمانِ عالی کا نفاذ ہر زمانے میں یقینی۔ کوئی فرد ایسا نہیں کہ آپ کی متابعت سے خارج ہو۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جامع الولایات ہیں۔

'فی کل حال' اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم حیات و ممات، ابتدا و انتہا، قرب و بُعد، شرق و غرب اور زمانہ قریب و بعید غرض ہر حال میں، من وعنٗ تمام و کمال نافذ و جاری ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدمِ مبارک قیامت تک اولیا کی گردن پر ہے۔ یہ آپ کے زمانۂ حیات سے مخصوص نہیں اور جو لوگ زمانۂ حیات سے مخصوص کرتے ہیں تو یہ بات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام و فرمان سے دور ہے۔

'حال' سے اصطلاحی معنی مراد لینا چاہیے۔ یعنی جملہ احوالِ ولایت میں حکم نافذ ہے خواہ تکوین ہو یا تمکین۔ پس میرا حال اور وقت ہر ولی کے حال اور وقت پر حکمران ہے یعنی ہر ولی ہر مرتبہ میرے مراتب سے فیضیاب ہے۔ یوں ولایتِ حقیقیہ، آنجناب کی جانب اشارہ ہوگا جو روزِ اول سے ہے۔ اور اس فرمانِ ذی شان میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند القابِ معلّی کی سمت بھی اشارہ ہے

الف:۔ ولی۔ " ولایی" سے ماخوذ

ب:۔ قطب الاقطاب۔ علی الاقطاب جمعاً سے معلوم

ج:۔ حاکم۔ فحکمی سے ظاہر

د:۔ سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائبِ مطلق، کہ تا قیامت نائب ہیں۔

ر:۔ اور قواعد کے مطابق 'منیا' بھی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور قصیدہ میں ارشاد فرمایا ہے

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الاولین وشمسنا
ابدًا علیٰ اُفُقِ العلیٰ لا تغرب

آفتاب دیگراں کردہ غروب
آفتاب ما بود دائم شہوب

۱۲

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

○

رازِ خود گر اَفگنم اندر بحار
جملہ گم گردد فرو رفتہ بغار

ایک لمحہ کے لیے ڈالوں جو دریاؤں پہ راز
آن میں سب خشک ہو جائے یہ آب بے بقا

تزئیل:

نفس و شیطاں ، نزعِ جاں، گور و نشور
نامہ خواندن ، بر سرِ خنجر عبور
ناخدایا ہفت دریا در رہم
دست گیر اے یم ز رازت کم ز نم

یا سیدی غوث اعظم!

یہ نفس و شیطان کے مکر و فریب، جان کنی کی اذیتیں، قبر اور حشر و نشر کے عذاب ناک مرحلے، اور تلوار کی تیز دھار پر عبور اور نامہ اعمال کا پڑھنا کس قدر جاں گداز ہے۔

میرے آقا! میری کشتی کے ناخدا! میری راہ میں یہ سات دریا حائل ہیں۔ میری دستگیری فرمایئے کہ سمندر آپ کے راز سے ایک قطرہ سے بھی کم ہے۔

تشریح وتجزیہ:۔

بحر خود گر افگنم بالائے یم
از الم در یم نماند ہیچ نم
بس کہ گردد سینۂ یم خوفناک
آب یم غائب شود در قعرِ خاک

جے کر راز میں اپنا شاں لیہناں بحراں اندر
پانی دھرتوں غائب ہووے سینہ چاک سمندر

"بحار"

اگر میں اپنے راز کی ایک جھلک ہی دریاؤں پر ڈال دوں تو وسعتوں کے باوصف میرے انوار کے شعلوں سے ان کا آب معدوم ہو جائے یعنی ہمارے غضب کی آگ دریا کو پانی سے محروم کر دے گی۔ اس میں ان متکبرین اور متردوین کے لیے انتباہ ہے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے نفاذ میں منکر و متردد ہیں۔

اے جماعت (متکبرین و متردوین) ایسا نہ ہو کہ تردد کو راہ دو اور اپنی ولایت کے گمان میں اپنے غرور میں مبتلا ہو جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو تمھارے انوار سلب ہو جائیں گے اور تمھاری ولایت، دریا کی مانند معدوم ہو جائے گی۔

یہاں، سمندر ظاہری بھی اور باطنی یعنی قلوب اولیا بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

لصار

لام تاکید میں راز یہ ہے کہ یہ مقام چشم ظاہر بیں تردد کا تھا۔

کل

میں اس جانب اشارہ ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادنیٰ سا غضب امور عظیمہ کے افناو استیصال کے لیے کافی ہے۔

۱۳

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّىْ فِىْ جِبَالٍ
لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

○

رازم ار جلوہ دہم گر در جبال
پارہ پارہ گشتہ پنہاں در رمال

راز اپنا کوہساروں پر اگر ڈالوں کبھی
ریزہ ریزہ ہو کے سارے ریت میں جائیں سما

تذئیل:

اے ز رازت کوہ کاہ و کاہ کوہ
کاہِ بے جاں راست سدِ راہ کوہ
طاعتم کاہ است جرمم کوہ زار
کوہ را کاہ و بپرور کاہ زار

یا سیدی غوثِ اعظم!

آپ کی جلالت اسرار کے پرتو سے تنکا پہاڑ اور پہاڑ تنکا بن جائے۔ ایک بے جان تنکے کے سامنے پہاڑ سدِ راہ ہے۔ میری اطاعت و خدمت محض ایک تنکا ہے اور میرے جرم کوہسار ہیں۔ اس پہاڑ کو ریزہ بنا دیجیے اور اس ناتواں کے ریزہ اطاعت کی نشوونما فرمائیے۔

تشریح وتجزیہ:

سِر خود گر افگنم در کوہ ہا
کوہ ہا را رو دہد اندوہ ہا
بس کہ گردد پارہ پارہ آں جبال
مختفی گردد یکسر در رمال

جے کر اپنا راز میں سٹاں کہساراں دے اتے
مٹی دے وچ مٹی ہوون ریزہ ریزہ ہو کے

یہ اس رمز کی جانب دلیل ہے کے تجلیات کا پرتو جو کوہ طور پر تاباں ہوا تھا۔ برکات محمدیہ علیہ الثناء والتحیۃ کے سبب سے اس تجلی کا نور ہمارے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) وجود میں رکھ دیا گیا ہے اور یہ خصوصی فضل تمام کا تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہے۔

"لدکت" پارہ پارہ شدن میں یہ اشارہ ہے کہ اس شہباز طیرستانِ قدس کے انوارِ عشق وراز، طیرانِ قہاری کے ساتھ اجزائے اصلیہ کے ایک ایک جزو میں دخل پاکر اور جزو جزو میں قہر داخل کر کے خود بخود واپس اپنی کیفیت اصلی میں چلے جاتے ہیں۔

۱۴

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالٖ

○

پر تو راز افگنم گر بر اثیر
سرد و خامش گردد از رازم سعیر

آگ پر ڈالوں اگر میں راز دم بھر کے لیے
سرد اور خاموش ہو جائے یہ بے چون و چرا

تزئیل:

نیرا من نارِ جرم افروختم
ہم دلِ زارم دروِش سوختم
زارِ من از زورِ خود باہوش کن
نارِ من از نورِ خود خاموش کن

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ نیّرِ جاں پرور ہیں۔ میں نے گناہوں کی آگ دہکائی اور اپنے دلِ زار کا باطن جلا ڈالا۔ میری آہ وزاری کو پوری ہمت ومرحمت سے سماعت فرمایئے اور میری آگ کو اپنی لطیف نورانیت سے سرد فرما دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:-

اَلْقُم گر ذرّہ اسرار پاک
بر سرِ آتش کہ باشد نورِ پاک
سرد گردد آتش ناچیز ہم
سرِّ حال من کند او را عدم

بے کر اپنا راز میں شاں بلدی اگ دے اتے
بجھ جاون سب شعلے اس دے ٹھنڈی فوراً ہووے

اس فرمانِ عالی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوارِ معجزہ کے ظہور کی طرف اشارہ ہے یہاں علماءِ اُمتی کا نبیاءِ بنی اسرائیل (میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں) کے انوار کا جلوہ ظہور پذیر ہو رہا ہے۔

درگاہ قادریہ کے ولی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ "اخبارالاخیار" میں فرماتے ہیں۔ ایک روز ملتان میں آگ لگ گئی۔ حضرت سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کو خبر دی گئی کہ شہر ملتان جل رہا ہے اسی حال میں مشتِ خاک اٹھائی اور زبانِ گوہر فشاں سے یا شیخ عبدالقادر شیاءً للہ پڑھ کر، آگ کی طرف پھینک دی۔ آگ اسی وقت سرد ہوگئی۔ کہتے ہے اس زمانے سے ملتان میں دوبارہ اس انداز سے آگ نہیں بھڑکی۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

۱۵

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

٥

راز خود بر مردہ گر اَلْقُم
زندہ برخیزد باذنِ ذوالکرم

راز اپنا ڈال دوں جو ایک مردہ پہ کبھی
امرِ حق سے اٹھ کھڑا ہو سنتے ہی میری صدا

تزئیل:

اے نگاہت زندہ سازِ مردہا
چیست پژمردت در دلِ افسردہا
ایں لبانت جلوہ بارِ شہد کن
دمِ قُم بفرما مردہ ام را زندہ کن

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کی نگاہ تو مردوں کو زندہ بنا دیتی ہے بجھے دلوں کے اندر کی مردنی تو آپ کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

سیدی! آپ کے یہ مبارک ہونٹ "کُن" کے شہد سے جلوہ بار ہیں۔ "قُم"

(کھڑا ہوجا) کا حکم صادر فرمایئے اور میرے دلِ مردہ کو بھی زندہ کر دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:

برَّ خود گر اَمِّکم بر مردہء
اَمِّکم بر مردہء افسردہء
مردہ قائم گردد از امرِ خدا
سوئے من آئد رواں سر کردہء

راز اپنا جے سناں اک افسردہ مردے اتے
رب دی قدرت نال اوہ مردہ فوراً اٹھ کھلووے

اس میں اس کرامت کی جانب اشارہ ہے جو حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہء عاطفت میں امتِ احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے افراد میں معجزہء عیسوی کی حقانیت کا ثبوت ہے۔

'قام' میں یہ رمز ہے کہ مردہ محض القاء حکم سے زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

'بقدرۃ المولیٰ' اس لفظ کو ہر چہار بیت مذکورہ سے متعلق جاننا چاہیے۔
اس اعتبار سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، اس ذاتِ ربّانی کے انوار میں فنا کی سمت اشارہ ہے، فعلاً بھی اور ارادۃً بھی یعنی "عبد" نے اس قادرِ مطلق کے کمالِ ظہور سے قدرت پائی ہے اور اسی سے "عبدالقادر" کے معنی منکشف ہوتے ہیں۔

"مولیٰ" لفظِ مولیٰ میں ذات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حقیقتِ معبودیت کے ظہور کی جانب اشارہ ہے۔ "بحار"، "جبال"، "نار" اور

میت" کے ذکر میں کچھ اسرار کا بیان ہے

اول۔ بحار:۔ "بحار" میں یہ راز ہے کہ دریا کا پانی صاف اور دامن وسیع ہوتا ہے ہر چیز کی زندگی پانی سے اور پانی ہر روز روانی میں ہے۔ اور روز و شب محبوبِ حقیقی کی طلب میں، دیوانہ وار چل رہا ہے۔ ہر ناپاک کی تطہیر میں مصروف۔ ہر چند خاک پر ہے مگر صاف اور مطہر۔ نعرہ زن ہے مگر دعائی نہیں۔ اسی طرح سالکانِ راہِ خدا بھی ان صفات سے متصف ہیں۔ دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ جانوں کو پاک کرتے شیفتہ و وارفتہ محو و محوِ خرام ہیں۔ ان سب اوصاف کے باوصف، اگر آنجناب اپنے راز کو ان افراد میں سے کسی فرد پر ڈال دیں تو اسے تاب نہ رہے اور مکمل زوال میں گر جائے۔

دوم۔ جبال۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو بطور میخ زمین میں گاڑ رکھا ہے تا کہ وہ اپنی خودی سے حرکت نہ کرے اور ان ہی میخوں کی برکت سے زمین قائم ہے اور دوسرے یہ کہ جس طرح پہاڑ لعل و جواہر اور یاقوت و فیروزہ کا مخزن ہیں اور کئی اور طرح کے عجائبات بھی کوہستان میں ہیں۔ اسی طرح بعض اولیاء، استقرارِ عالم کا موجب ہیں اور ان سے انوار و اسرار کے بعض مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ ان کے سِرِّ مبارک کی ادنیٰ سی جھلک سے جبالِ ظاہر و باطن اپنی جگہ سے پھٹ کر اڑ جائیں اور ریزہ ریزہ ہو کر ریگستان بن جائیں۔

قرآن مجید کی اس آیہ مبارکہ کی جانب بھی اشارہ ہے

لو انزلنا هذا القرآن علیٰ جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله

سوم۔ نار۔ آگ ہر چیز کو جلانے اور بھسم کرنے والی ہے اور قہرِ الٰہی کا ایک

مظہر۔ قیامت کے دن دوزخ میں ہوگی اور اس کا جوشِ انتقام زیادہ۔ دوسرے یہ کہ نار میں مختلف انوار کا اجتماع ہے اور اکثر کاموں کا استحکام اس کی حرارت سے ہے۔ اسی طرح اولیاءُ اللہ بہ فرقِ مراتب انوار و نیران کا مظہر ہیں۔ اگر آنجناب قدس آیات اپنے راز کا پرتو اس پر ڈال دیں تو ساری آگ پانی ہو جائے بلکہ برباد ہو کر نابود ہو جائے۔

آتشِ عشق ہر آگ سے برتر ہے۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ اگر دوزخ، کُل امرِ فطری کے خلاف کرے گا تو اسے سینۂ عشاق کی آتشِ عشق سے عذاب دیا جائے گا۔

چہارم "میت"۔۔۔۔۔۔۔ مردہ کہ بے جان تھا اس میں سب تصرف ربُّ الارباب کی طرف سے تھا۔ پس یہ حال ایک ولی کے مناسب ہے جو اپنی ذات سے فانی اور باقی باللہ ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں اگر ان باقیانِ باللہ پر رازِ قہاری ڈال دیں تو وہ ان کی تیغِ غضب کے نیچے فنا ہو کر رہ جائیں اور اگر فانی و مردہ پر رازِ رحیمی ڈال دیں تو وہ زندہ ہو کر جان در جان سے نوازا جائے۔ اور یہ سب مولیٰ تعالیٰ شانہ کی قدرت سے ہے کہ جس کا اظہار آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں ہوا اور اسی سے 'عبدالقادر' کے معنی مفہوم کیے جاسکتے ہیں۔

شاہِ عبدالقادر آں نورِ خدا
سرّہائے معنوی را شد ضیا
چونکہ ذاتش در شہود آمد زجود
گشت 'عبدالقادر' از وی در صعود

۱۶۔۱۷

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْدُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَأْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

○

نیست شہرے نیست دہرے در دہور
کو رود ناگشتہ حاضر در حضور
جملہ گوید بامن از حال و صفت
از جدالم دست کوتہ بایدت

جس قدر بھی ہیں زمانے جس قدر بھی ماہ و سال
حاضری دیتے ہیں میرے آستاں پہ برملا
اپنے اپنے حال سے آگاہ کرتے ہیں مجھے
منکرِ عظمت! حذر کر جدل سے، ورنہ مرا

تزئیل:

اے درِ تو مرجعِ ہر دہر و شہر
بندگانت را چہ ترس از دستِ دہر

ہر مسر عمرم کُن از مہرت بخیر
خیرِ محضا من نہ بینم، ہیچ ضیر
اوحش اللہ زیبد ایں شہ را جلال
عرض بیگی در او ماہ و سال
در جدالش کے کجا یابی اماں
خود کنیزِ او زمیں ، بندہ زماں

یا سیّدی غوثِ اعظم!

زمانے اور مہینے آپ کے آستانِ قدس کی طرف رجوع کرتے ہیں آپ کے غلاموں کو دستِ زمانہ سے کیا خطرہ۔ **سیّدی**! اپنے لطف و کرم سے میری عمر کے ہر ماہ کو خیر و عافیت سے معمور فرما دیجئے۔ اے سراپا خیر و برکت! آپ کی چشمِ عنایت کے طفیل، میں کبھی بھی تکلیف یا اذیت نہ دیکھنے پاؤں۔

یا سیّدی غوثِ اعظم!

بخدا آپ ایسے شہنشاہ ہی کو یہ جلال زیبا ہے کہ ماہ و سال آپ کے آستانِ جلالت مآب پر استادہ عوام و خواص کی عرضداشتیں پیش کر رہے ہیں اور ان کے حالات و کوائف سے آپ کو اطلاع فراہم کر رہے ہیں۔ **سیّدی**! آپ سے جدال کرنے والا کہاں امان پائے گا۔ زمین آپ کی کنیز اور زمانہ آپ کا غلام یعنی زمین و زماں آپ کے فرمان و تصرف کے تحت ہیں۔

تشریح و تجزیہ:

نیست شہرے درمیانِ شہرہا
نیست دہرے درمیانِ دہرہا

چونکہ خواہد منقضی گردد مگر
پیشِ من آید رواں بے پا و سر
پس مرا گوید ہمہ اخبارِ خویش
ہرچہ دروی بگذرد از کم و بیش
مے کند آگہ مرا بے قیل و قال
بادرت گر نیست کوتہ کُن جدال

جتھّے سال مہینے گھڑیاں جتھّے وقت زمانے
میرے در تے حاضر ہوون اپنے سیس نوانے
جو ہویا، جو ہوون والا، چنگا بھیڑا بھے
سب کجھ آ کے دسّن مینوں، منکر بس کر جھگڑے

ہر ماہ و سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس متشکّل آتا تھا۔ جو کچھ اس میں وقوع پذیر ہونے والا ہوتا، انکشاف کرتا، خوشی و خرمی، رزق و نعمت کی فراوانی کا حامل ہوتا تو حسین صورت اختیار کر کے آتا اور اگر اس میں آفات و ابتلا اور مصائب و آلام مقدر ہوتے تو قبیح صورت میں۔ اور جیسا ماہ و سال خبر دیتے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام الناس کو اطلاع دے دیتے اور اس کے مطابق ہی ظہور میں آتا۔

زمانہ میں متصرف ہونے میں یہ رمز ہے کہ زمانہ اگرچہ "عرضِ محض" ہے مگر حکم خداوندی سے مجسم صورت میں رو پذیر ہو کر حاضر ہوتا۔ اس میں ان افراد کا بھی رد ہے جو وزنِ اعمال، شہادتِ ایام وغیرہ کے منکر ہیں۔ اس کی اصل شریعت میں ثابت

چونکہ خواہد مقتضی گردد مگر
پیشِ من آید رواں بے پا و سر
پس مرا گوید ہمہ اخبار خویش
ہرچہ دروی بگذرد از کم و بیش
مے کند آگہ مرا بے قیل و قال
باورت گر نیست کوتہ کن جدال

جھٹے سال مہینے گھڑیاں جھٹے وقت زمانے
میرے در تے حاضر ہوون اپنے سیس نوانے
جو ہویا جو ہوون والا چنگا بھیڑا سبھے
سب کچھ آ کے دسن مینوں، منکر بس کر جھگڑے

ہر ماہ و سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس متشکل آتا تھا۔ جو کچھ اس میں وقوع پذیر ہونے والا ہوتا، انکشاف کرتا، خوشی وخرمی، رزق ونعمت کی فراوانی کا حامل ہوتا تو حسین صورت اختیار کر کے آتا اور اگر اس میں آفات و ابتلا اور مصائب و آلام مقدر ہوتے تو قبیح صورت میں۔ اور جیسا ماہ و سال خبر دیتے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام الناس کو اطلاع دے دیتے اور اس کے مطابق ہی ظہور میں آتا۔

زمانہ میں متصرف ہونے میں یہ رمز ہے کہ زمانہ اگرچہ ''عرض محض'' ہے مگر حکم خداوندی سے مجسم صورت میں رو پذیر ہو کر حاضر ہوتا۔ اس میں ان افراد کا بھی رد ہے جو وزنِ اعمال، شہادت ایام وغیرہ کے منکر ہیں۔ اس کی اصل شریعت میں ثابت

ہے کہ معجزاتِ نبویہ علیہ الثناء والتحیۃ سے محقق ہے۔ ''کلام ستون ودیگر اشیاء'' اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی قدرتِ عامہ مطلقہ کا محل ومظہر بنایا ہے۔

۱۸

مُرِیْدِیْ هِمْ وَ طِبْ وَاشْطَحْ وَ غَنِّ
وَافْعَلْ مَاتَشَا فَالْاِسْمُ عَالِیْ

O

بندہ ام خوش می سرا، بیباک و مست
ہرچہ خواہی کن کہ نسبت برتر است

میرے بندے مست وخوش رہ، گیت گا، بیباک ہو
کر گزر جو دل میں آئے، اسم عالی ہے مرا

تذئیل:

ایں سخن را بندہ باید، بندہ کو
بندہ کن، اے بادشاہ بندہ جو

شاد و پاکوباں رود جانم ز تن
بر "مریدی هم و طب واشطح و غن"

یا سیّدی غوثِ اعظم!

آپ کی اس عنایتِ خاص کے لیے بندہ ہونا شرط ہے مگر بندہ کہاں؟ اے بندوں کی جستجو کرنے والے شہنشاہ! مجھے اپنا بندہ بنا لیجئے۔ آپ نے مجھے اپنا بندہ بنا لیا تو میری جان آپ کے ارشادِ گرامی هم وطب واشطح و غن پر اس قفسِ عنصری سے شاد و رقصاں اپنی منزل کو اڑ بھاگے گی۔

تشریح وتجزیہ:-

اے مرید خاصِ من خوش حال باش
نیز حق بر اہلِ حق، بر گوی فاش
ہاں بکُن فعلی کہ آں باشد مباح
اسمِ حق عالی ست می بخشد جناح

موجاں مان مریدا میریا، نغمہ لاپ خوشی دا
دل دی سدھر پوری کرتوں، اعظم اسم ہے میرا

"مریدی" اس فرمان میں نسبتِ اضافی سے نوازا گیا یعنی اے مریدِ من۔ پس جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارادت رکھنے والا ہے۔ سعادتِ دارین سے واصل ہے، کیونکہ مریدؔ اسے کہتے ہیں جو اپنے ارادہ کو ترک کر کے خود کو ارادہ پیر

دستگیر میں داخل کر چکا ہو۔

'طب' میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سمت ہمت وقصد کے بعد خوشی وخوش وقتی کا حصول ہوتا ہے اور محض قصد ہی سے غنچۂ رہائی کھل اٹھتا ہے۔

'واشطح' اس کے معنی ہیں ہر طرح کے بدخواہوں سے بے پروا ہو جا اور اس میں اشارہ ہے کہ اس بارگاہِ قدس مآب کے دشمن جس قدر بھی قصدِ عداوت کریں گے آخر کار خائب وخاسر ہوں گے۔ طریقۂ قادریہ کے مریدوں کو قطعاً ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

'ماتشاء' اس لفظ میں یہ رمز ہے کہ اے میرے مرید! ذکرِ جہر کر یا ذکرِ خفی، درود پڑھ یا نفل گزار جو وضع چاہے اختیار کر، ظاہر و باطن کی ترقیاں اپنے ہمقریں دیکھ لے گا۔ یا امورِ مباحاتِ شرعیہ کی جانب اشارہ ہے اس وقت یہ معنی ہوں گے۔ کہ دوسروں کو اشیاءِ دیگر سے رسائی ہوتی ہے اور ہمارے یاروں کو شریعت سے فیض رسانی ہوتی ہے۔ دوسروں کو عالی مراتب اور بلند مناصب، مجاہداتِ شاقہ سے حاصل ہوتے ہیں اور ہمارے مریدوں کو، بس شریعت کی پابندی کی اور مدعا کو پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تجلیاتِ دینِ محمدی و شریعتِ احمدی میں سعی وسفارش طریقۂ قادریہ میں زیادہ سے زیادہ ہے۔

'اسم' سے مراد اسمِ الٰہی یا اسمِ نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم اور ظاہر اس سے مراد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ گرامی ہے جو رفعت مآب ہے۔ پس غلام کی قدر و منزلت، بادشاہ کی شان و شکوہ کے موافق ہوگی۔

۱۹

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

○

رب من حق، بندہ از ترسے منال
رفعتم آمد رسیدم تا منال

اے مرے بندے نہ ڈر اللہ کافی ہے مجھے
رفعتیں ایسی کہ ہر مقصود میں نے پا لیا

تزئیل:

اے ترا اللہ رب، محبوب اب
طرفہ مربوبی و محبوبی عجب
رب و اب پاکت نمود از ریب و عیب
از دلم برکش شہا ہر عیب و ریب

یا سیّدی غوث اعظم!

اللہ تعالیٰ آپ کی تربیت کرنے والا اور محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا آپ کے پدرِ بزرگوار (سلسلہ نسب حسنی، حسینی ہونے کے ناتے سے)۔ اللہ اللہ کمال کی تربیت و محبوبیت ہے کہ رب کریم، اور پدرِ عظیم نبی رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کو ہر طرح کے عیب و ریب سے پاک اور صاف بنا دیا ہے۔

سیّدی ! میرے دل میں جتنے شبہات و تردداۃ گوشہ گیر ہیں انھیں باہر نکال فرمایئے اور جن عیوب سے قلب آلودہ ہو چکا ہے، ان آلودگیوں سے اسے پاک وصاف فرما دیجئے۔

تشریح وتجزیہ

اے مرید خاصِ من مگور ز بیم
حق غفور است و رحیم است و کریم
داد ما را درجہ ہائے ارجمند
یافتم من آرزوئے بس بلند

کدھ وے خوف دلے چوں بندیا اللہ رب اے میرا
اس نے ایسی رفعت بخشی ہر مقصود میں پایا

اس فرمانِ عالی میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو ردّ و عزل کا خوف نہیں ہونا چاہیے کہ کسی فرد میں یہ جرأت نہیں کہ وہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں پر دستِ تسلط دراز کر سکے۔

اللہ ربی، عطانی رفعۃ۔۔۔۔ اس جملہ میں اشارہ ہے کہ اللہ عزّ اسمہ نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذاتِ خود اپنے جذبہ عطا سے اپنا محبوب و مجذوب بنا لیا ہے اور غنچہ راز، خود اپنے لطف و فضل کی بادِ نسیم سے کھلایا اور مہکایا ہے پس جس کا پیر ''مراد'' ہوگا۔ وہ مرید بھی اپنے ''پیر'' کے سائے تلے ''مراد'' ہوگا۔

دوسری رمز یہ ہے کہ دولتِ عظمیٰ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ مراتب میں فراہم ہوئی ہے۔

رفعة ۔ رفعت سے مراد شریعتِ محمدیہ علیہ الثناء والتحیہ پر تجلی ذات کی جلوہ فرمائی ہے یعنی اللہ سبحانہ میرا پروردگار ہے اور ذاتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاواسطہ میری تربیت و پرورش کرنے والی ہے اسی لیے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

ما ربانی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نے میری پرورش نہیں کی۔

۳۰

مُرِيْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

O

بندہ ام ترسے مدار از بد سگال
سخت عزم ہرو قاتلم وقتِ قتال

اے میرے بندے! نہ ڈران بد سگالوں سے کبھی
سخت قاتل عزم، میرے ساتھ چلتی ہے قضا

تزئیل:

شکرِ حق با بندگاں شہ را سزست
خانہ زادیم ز باب و مادر ست
بندہ ات را دشمناں دانند خس
یا "عزومٌ قاتلٌ" فریاد رس

یا سیّدی غوثِ اعظم!

خدا کا شکر غلاموں کے ساتھ ساتھ شہنشاہ پر بھی واجب ہے میں تو والد اور والدہ دونوں کی جانب سے آپ کا خانہ زاد غلام ہوں۔ آپ کے اس غلام کو دشمن محض ایک تنکا سمجھ رہے ہیں اور ستم ڈھا رہے ہیں۔

یا عزومٌ قاتلٌ (اے زبردست عزم کے مالک اور شدید قتال کرنے والے)! میری فریاد کو سنئے اور دستگیری فرمایئے۔

تشریح وتجزیہ:

اے مریدِ خاصِ من از ہیچ کس
خوف را در دل مدہ رہ یک نفس
قاتلِ اعدائے خویشم در قتال
زانکہ ہستم صاحبِ عزم و کمال

ڈر نہ بریاں لوکاں کولوں سوجاں مان مریدا
تیرے ہر دشمن دا قاتل سخت ارادہ میرا

اس فرمانِ عالی میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو کوئی شخص بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور کوئی بھی دستِ تعدی و تسلط دراز نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں اس فرمان میں یہ تعلیم بھی ہے کہ مبادا کوئی دوسرے اولیا اپنے تسلط سے ہمارے مریدوں تک ہاتھ دراز کر کے خود کو مطلق العنان ظاہر کرنا شروع کر دیں اگر ایسا ہوا تو ہماری تلوار سے اپنا سر کٹا ہوا پائیں گے۔ سبحان اللہ عز اسمہ

۲۱

طُبُولِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

O

نوبتم درخضرئی و غبرای زوند
شد نقیبم موکبم بخت بلند

شش جہت ارض و سما میں طبل بجتے ہیں مرے
میرے لشکر کے نقیب، اقبال و جاہ و مرتبہ

تذئیل:

یا رب ایں شہ را مبارک دیر باز
تخت و بخت و تاج و باج و ساز و ناز
بادشاہا لشکرِ سلطانیِ خویش
یک نگاہے بر گدائے سینہ ریش

اے خدائے غوثِ اعظم!

میرے اس شہنشاہِ عالی مرتبت کے لیے عرصہ دراز تک تخت و بخت، تاج و باج اور ساز و ناز کو بابرکت و برکت افزا بنائے رکھ۔

اے سلطانِ مکرم، **سیّدی غوثِ اعظم**! اپنی عظیم شہنشاہیت کے لشکر انے میں اس دلفگار بھکاری پر بھی نگاہِ لطف و کرم فرمائیں۔

تشریح وتجزیہ:-

طبلہائی من بر افلاک و زمیں
کوفتند از حکمِ ربّ العالمیں
بے ادب برمن نخواہد کس رسید
زانکہ شاؤسِ سعادت شد پدید

ارض فلک تے میرے ناں دے ڈھول نقارے وجدے
خوش بختی دے پیادے میرے اگے اگے چلدے

"طبولی" اس میں ایک رمز اس اشارہ کی سمت دلالت کرتی ہے جو صوت

مریدی کی صورت میں مرشدِ کامل کی زبان سے معلوم و مسموع ہوتا ہے۔ دوسری رمز یہ ہے کہ ڈھول پیٹنا ملائکہ کی آواز و اعلان سے کنایہ ہے جو زمین و آسمان کے باسیوں کو حکمِ خداوندی سے آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ سید محی الدین، محبوبِ سبحانی و قطبِ ربانی و غوثِ صمدانی ہیں ان کا قدم کرامت تمام اولیا اللہ کی گردنِ ہمت پر غالب ہے اور ان کا حکم ہر امر میں اور ہر وقت میں نافذ ہے۔ چاہیں تو بادشاہ کو گدا کر دیں اور چاہیں تو گدا کو بادشاہ بنا دیں اور "طبول" سے اصحاب ذکر مرید اور عالی فکر صاحبانِ کمال بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہمارے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) کامل مرید زمین و آسمان میں ہماری مدحت طرازی میں مشغول رہتے ہیں۔ آسمان میں فرشتے، ستارے اور ارواحِ اولیا اور زمین میں انسان، پریاں اور دیگر موجودات ہماری (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی) ثنا گستری میں مصروف ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ میں ہمارا نام "بازِ اشھب و طرازِ مذھب" معروف ہے اور اہلِ زمین "سید عبدالقادر" اور "سید محی الدین" کے نام سے پکارتے ہیں۔

گویند مردم ہر طرف یا محیِ دیں یا محیِ دیں
نوری دمید از دیں چنیں سبحانَ ربِّ العالمیں

۲۲

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِیْ تَحْتَ حُكْمِیْ
وَ وَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

○

ملکِ حق بملکم، بہ فرمانِ من
وقتِ من شد صاف پیش از جانِ من

ہیں خدا کے ملک، میری مِلک، میرے امر میں
میرے دل سے قبل میرے وقت نے پائی صفا

تزئیل:

بارکَ اللہ وسعتِ سلطانِ تو
شرق تا غرب آنِ تو، قربانِ تو
تیرہ وقتے، خیرہ بختے، سینہ ریش
بردر آمد، دِہ زکوٰۃِ وقتِ خویش

یا سیّدی غوثِ اعظم!

اللہ تعالیٰ آپ کو اور برکتوں سے نوازے آپ کی سلطنت کمال وسعت رکھتی ہے مشرق سے مغرب تک آپ کی ملکیت میں ہے اور سب آپ پر فدا و نثار۔

سیّدی! ایک تیرہ روزگار بدقسمت اور دلفگار، آپ کے درِ دولت پر حاضر ہے اس بدنصیب کو بھی اپنے تصرفات میں سے اپنے وقت و حال کی زکوٰۃ عطا

فرمایئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

ہست ملک من بلادِ کردگار
زیرِ حکم من بود لیل و نہار
پیش زاں ساعت کہ حق قلبِ مرا
آفرید ، داشت وقتِ من صفا

'ملک خداوے ملک نیں میرے، حکم اے میرا چلدا
رب نے میرے دل تھیں پہلاں وقت مرا چمکایا

"بلاد"۔ بلاد سے یہی بلادِ صوری بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی تمام شہر میرے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) حکم میں ہیں چاہوں تو انھیں غرق کردوں اور چاہوں تو سلامت رکھوں۔ اس وقت آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت وقدرتِ قاہرہ اور رحمتِ عامہ کی جانب اشارہ ہوگا۔ اور قلوب اور ارواح کے شہر بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ دلوں کا جذب اور روحوں کی تنویر سب ہمارے تصرف میں ہے۔

"بلاد اللہ" میں بلاد کی اضافت 'اللہ کی جانب' میں چند امور کی جانب اشارہ ہے۔

ہر ملک اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے

لمن الملک الیوم
للہ الواحد القہار

پس میرا ہر حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے اعتبار سے ہے۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبِ ربانی ہیں۔ اور "محب کا ملک" محبوب کا ملک ہوتا ہے۔

رمزِ دیگر خاص طالبان ومحبانِ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے۔

ملکِ خدا کہ انوار واسرار کا عالم ہے میرے تصرف میں ہے اور میرا وقت بھی اسی روزِ اول سے صاف ہے۔۔۔ آؤ، آؤ اور جو بھی دلی مراد ہے طلب کرو اور پاؤ۔

اور یہ رمز بھی ہے کہ ہم تک رسائی شہرستانِ وصولِ الٰہی تک رسائی ہے۔ اس لیے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے وصول کے بھی شہر ہمیشہ ہماری تعمیر میں ہیں۔

"ملکی" میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام صوری ومعنوی جہان، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت وتصرف میں دیے ہیں اس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام 'سلطان عبدالقادر' ظاہر ہے۔

"تحت" میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالِ تصرف کی رمز کھلتی ہے جیسا کہ ارشادِ عالی ہے

کہ میں "نافذ الحکم" ہوں اور میری ذات "متصرف فی الوجود" ہے۔ ایک اور رمز لفظ 'تحت' کے معنی 'پائیں' سے ظاہر ہے جو قلوبِ صافی و شافی پر واضح ہے۔

٢٣

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادَ اللّٰہِ جَمْعاً
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

O

در نگاہم جملہ ملکِ ذوالجلال
دانہ خردل ساں بحکمِ اِتّصال

اک نظر میں دیکھتا ہوں جملہ بلدانِ خدا
جس طرح خردل کا دانہ ہو ہتھیلی پہ پڑا

تزئیل:

دہ کہ تو می بینی و ما در گناہ
آہ آہ از کوری ما آہ آہ
چشم دہ تا زیں بلاہا وا رہیم
روئی تو بینیم و برپا جان دہیم

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ دیکھ رہے ہیں اور افسوس کہ ہم پھر بھی گناہوں میں مبتلا ہیں۔ ہائے ہماری آنکھوں کا اندھاپن، آہ آہ۔

سیّدی! چشمِ بصیرت عطا فرمایئے کہ ہم اس مصیبت سے رہائی پاسکیں۔

آپ کا جمالِ جہاں آرا دیکھ سکیں اور آپکی نعلینِ مبارک کی خاکِ پاک پر جان نثار کر سکیں۔

تشریح وتجزیہ:

من نظر کردم بسوئی شہر ہا
برّہا و بحرہا و نہرہا
یافتم جملہ بحکم اتصال
کمتر از یک خردلہ بے قیل و قال

رب دے سارے شہراں دے ول جد میں جھاتی پائی
اک رائی دے دانے اندر دنیا نظری آئی

اس فرمان میں اور پیشتر کے فرمان میں مریدوں کے لیے تسلی ہے کہ ہم سے ارادت رکھنے والو! ہماری دوری سے غمگین نہ ہونا کہ قرب وبعد ہمارے نزدیک ایک سے ہیں تم جہاں بھی ہوگے ہمارے انوار تم پر فروزاں ہوں گے۔

"بلاد اللہ" مراد ظاہری شہر اور دیہات یا اسرار وانوار کے شہر۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ پر جن انوار واسرار کو مکشوف فرمادیا ہے۔ یہ سب میرے نزدیک سرسوں کے دانے کی طرح ہیں۔ ہاں میں وہ سمندر ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ اس معنی کی شہادت **العلم نقطہ** سے ظاہر ہے۔

خردل۔ میں یہ رمز ہے کہ کبھی مقداریں اولیاء اللہ کی نظر میں حقیر ہیں۔ اس لیے کہ

ان کی آنکھیں نور اقدس سے روشن ہوتی ہیں اور نورِ حقیقی تمام اشیا سے فزوں تر ہے۔ پس جو کچھ اس عالم میں ہے، وہ نور ان سب اشیا کو محیط ہے۔ اس وقت بڑی مقدار بھی چھوٹی نظر آتی ہے۔ اور امکان ہے کہ یہ صغرِ اشیاء قدرتِ قاہرہ کے شکوہ وسطوت کی بدولت ہو۔ چنانچہ بوقتِ ظہور، جملہ ذرات ایک چھوٹے سے ذرہ کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ تمام اشیاء اولیاٗ اللہ کی نظر میں کنارہ پر دکھائی دیتی ہیں۔ ہمتِ عالی کے پیشِ نظر تو بڑی بڑی چیزیں بھی چھوٹی نظر آتی ہیں۔ یہ بندہ خاکی تو پہاڑوں کو سر کر لیتا ہے۔

۲۴

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ
عَلٰى قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْكَمَالِ ۝

ہر ولی را یک قدم دادند و ما
بر قدمہائے نبی بدرِ العُلیٰ

ہر ولی کے واسطے یاں اک قدم مخصوص ہے
اور میں قائم مقامِ مصطفیٰ بدرالعلا

تذییل:

کام جانبِا، تو بکام مصطفیٰ
حیف بر خلوات دیو آئیم ما
گام برگام سگے ، مارا مبیں
دست دہ، برکش سوئے راہ مبیں

یا سیّدی غوثِ اعظم!

مقصود و مطلوبِ ارواح! آپ، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمِ انور پر ہیں۔ حیف اگر ہم کسی شیطان کے قدموں پر چلیں۔ آقا! ہمیں تنہا نہ چھوڑیے کہ ہم کسی سگِ ملعون کے قدم پر قدم رکھنے لگیں۔ دستگیری فرما کر ہمیں صراطِ مستقیم اور راہ مبیں پر ڈال دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

ہر ولی را بر قدم شد رہ، مرا
شد بر اقدامِ جنابِ مصطفیٰ
وانکہ او شہ ہست بر تختِ جمال
آنکہ او بدر است، بدرِ لایزال

اللہ نے سب ولیاں لئی مخصوص قدم نیں رکھے
میری خاطر خاص کمال رسول اللہ دے رکھے

ہرولی کے مقام کا وسیلہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی ذات ہوتی ہے اس

لیے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب کے اسرار سے حقیقی شناسا انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں اور انبیاء میں سے بھی کوئی نبی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تجلی کے بغیر قرب کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ذاتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس کا وہ نور ہے کہ ہر پیمانہ میں اس کے اسرار سے شراب انڈیلی گئی ہے۔ اس سے ظاہر و معلوم کہ روحِ محمدی، ابوالارواح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبۂ خاص، سب مراتب سے بالا و بالاتر ہے۔ وراء الوراء ہے کہ اس سے بالاتر رتبہ الوہیت ہے۔ اس اعتبار سے وہ ذاتِ عالی درجات علیہ التسلیم والتحیات، افضل الانبیاء ہے۔ اس وقت متبادر ہوتا ہے کہ رتبۂ ولایت، رتبۂ نبوت سے کم تر ہے۔

اس لیے کہ نبوت اصل ہے اور ولایت اس کا ظل۔ اور اسی سے الاولیاء تحت لواء الانبیا، متحقق ہوتا ہے۔ پس ہر ولی کا رتبہ، انبیاء سے مکسوب ہے اور دیگر انبیا کا رتبہ، مرتبۂ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم تر۔ لامحالہ ان کی نبوت کا ظل بھی، ظلِ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فروتر ہوگا۔

نبوت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کا ظل دو حصوں میں منقسم ہوا۔

ایک، صحبتِ محمدیہ کہ صحابہ کرام میں تھی۔ دوسرا، ولایتِ محمدیہ

اول، ثانی سے بالاتر ہے لہذا اصحابِ رسول، اولیائے امت سے افضل ہیں۔

پس آنجناب معلی القاب فرماتے ہیں کہ ہر ولی دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے مراتبِ اظلال میں سے ایک مرتبۂ ظل تک رسائی پاتا ہے۔ اور میں اظلالِ نبوتِ محمدیہ کے ظلِ خاص سے شرف یاب ہوں اور میرا مرتبہ اصحابِ کرام کے بعد ہے اور اس پر قرائنِ عقلیہ ونقلیہ شاہد ہیں۔

اہلِ طریقت نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے شیخ عبدالقادر کی مانند نہ پیدا

کیا ہے اور نہ پیدا کریگا۔ بجز اصحابِ رسول کے اور حالانکہ وہ بھی صحبتِ رسول سے مشرف ہیں۔

کمال۔ بدر الکمال، میں کمال سے ذات خداوندی مراد لیں تو بھی بجا کہ ہر کمال کا سرچشمہ، ذاتِ بحت، ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ، بدر، آفتاب کے نور و کمال کا مظہر ہے۔ اور اگر کمال سے مراد وصول ہے تو یہ رمز منکشف ہوگی کہ وہ تاریک دلوں کو روشنی بخشتا ہے اور مراد تک پہنچاتا ہے۔ اور جو استعداد سے دور ہیں انھیں اس کی استعداد بخشتا ہے۔

۲۵

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

○

درس کردم علم تا قطبے شدم
کرد مولائے موالی اسعدم

علم حاصل کرتے کرتے قطب کا درجہ ملا
میرے مولا کا کرم اس نے مجھے اسعد کیا

تذئیل:

اے سعید بو سعید سعدِ دیں
سعدِ چرخت بندہ، اے سعدِ زمیں
نے ہمیں سعدی کہ شاہا سعد کن
سعد کن ناسعدِ ما را سعد کن

یا سیّدی غوث اعظم!

سعدِ دینِ مصطفوی! حضرت ابو سعید مبارک مخزومی قدس سرہٗ کے سعید و خوش نصیب! روئے زمیں پر سعادتوں کا نزول آپ کے باعث ہے۔ سعدِ چرخ، منشی آسماں عطارد، آپ کا غلام و خادم ہے۔ آقا! آپ کی ذات ہی صرف سعد نہیں بلکہ سعد کن ہے یعنی آپ تیرہ بختوں کو خوش نصیب بنانے والے ہیں۔ ہماری بد بختیوں کو بھی خوش بختیوں میں مبدل فرما دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

علم را من درس کردم آنچناں
تاکہ گشتم قطب اقطاب جہاں
اوست مولی، نیست مولی غیرِ او
تربیت را نیست اولی غیرِ او

اتنا علم میں حاصل کیتا قطباں دا سر ہویا
رب کریم سعادت بخشی جو سب دا ہے مولا

یعنی علمِ ظاہر کے سیکھنے میں اس قدر محنت و مشقت سے کام لینا پڑتا ہے کہ اگر صاحبِ علم درس تعلیم میں خالصتاً اللہ کے لیے نیت کرے اور اسے وصولِ الٰہی کا وسیلہ بنائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے درجہ اقطاب پا کر مطالب و مراتب اعلیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ سبحان اللہ

اس فرمانِ عالی میں چند رموز متعالی ہیں۔

الف۔ شغلِ طریقت یا درسِ علم سے ہے۔ جو کوئی اس مجاہدہ میں نفسِ بد لگام کو ہلاک کر لیتا ہے، قطب ہو جاتا ہے۔

ب۔ پیرِ طریقت پر لازم ہے کہ وہ علوم کے آخری مدارج میں محافظ بنا رہے۔

ج۔ علم سے مرادِ علمِ باطن ہے اس معنی میں یہ رمز ہوگی کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی درجہ ہی میں ارشادِ باطن کا آغاز کر دیا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ راہ سفر میں رہزنوں نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور وہ آپ کے اولیں مریدوں میں شامل ہوئے۔

مولی الموالی سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے۔
کہ تحصیلِ علمِ دین کی برکات سے، بغیر کسی واسطہ، وصولِ کے، حضورِ نبوی حاصل ہو گیا۔
اس فرمانِ ذی شان میں اس رمز کی جانب اشارہ ہے کہ

لَا مِنّةَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ بعد اللہ و رسولہ

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا مجھ پر کوئی احسان نہیں

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

وَجَدِّیْ رسول اللہ فی الاصل ربانی

اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ہی حقیقت میں، میری تربیت و پرورش فرمائی۔

اور اسی قصیدۂ خمریہ میں فرماتے ہیں۔ وجدی صاحب العین الکمال . سبحانہ، و عزّبرھانہ۔ اللہ اللہ کیا کمال مجاہدہ گُرُزی ہے کہ بے واسطہ، دیدارِ دلدار کے انتہائی مقصود تک پہنچاتا ہے۔ پس اے برادرِ طریقت، یہاں طلب العلم فریضۃٌ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ (ہر مسلمان مرد عورت پر طلبِ علم فرض ہے) کے معنی صاف ہوتے ہیں۔

علم آں علمے ست از دیدارِ یار
حاصل آید اے برادر، یاد دار
علم باید تا غبارِ دل رود
نورِ حق در جانِ شاگرداں رود
اوستادِ مصطفےٰ نورِ بقا ست
اول ایں تعلیم زیں جا، از خدا ست
تاتوانی علمِ ہو را یاد گیر
از طفیلِ شاہ محی الدین پیر

اے بھائی، یاد رکھ علم صرف وہ علم ہے جو دیدارِ یار سے حاصل ہوتا ہے۔ علم وہ چاہیے کہ دل کے میل کچیل کو اڑا دے اور طلب کرنے والوں کی روحوں کو نورِ حق سے فروزاں کر دے۔ اس سلسلہ میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا استاد خدائے

لایزال کا نور ہے۔ ابتدائیہ تعلیم خداوند قدوس کی جانب سے دی گئی۔ جہاں تک ممکن ہو علمِ الٰہی کا درس یاد کر اور یہ علم سیدنا شیخ سید عبدالقادر محی الدین قدس سرہ العزیز کے واسطہ سے بسعیِ بلیغ حاصل کر۔

۳۶

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ كَالَّئَالِیْ

○

در تموزِ روزِ چیشم روزہ دار
در شب تیرہ چو گوہر نور بار

گرمیوں میں روزہ دار ہوتے ہیں میرے عسکری
اور قیام اللیل میں روشن یہ گوہر بے بہا

تزئیل:

کارِ مرداں است صیام و قیام
کامِ ما در خورد بام و خوابِ شام
مُردکُن یا خاکِ راہت کُن شتاب
ایں بہائم راچناں گو "کُنْ تُرَاب"

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کے مرید، دن کو روزہ دار اور رات کو قیام کرنے والے ہیں۔ ہمارا کام صبح کھانا اور شام سونا ہے۔ آقا! ہمیں بھی انھی مردوں کا سا عزم و حوصلہ اور کردار عطا فرمایئے۔ یا اپنی راہ کی خاک بنادیجئے، یا ان بہائم کو حکم فرمایئے کہ خاک ہو جائیں۔

تشریح وتجزیہ:۔

تابعانم در عبادت دایم اند
در ہواء صیف دایم صایم اند
روئی شاں گر در لیالی دیدہ ای
بے سخن گویا لآلی دیدہ ای

میرے بندے تپدیاں گرمیاں دے وچ روزے رکھن
کالیاں راتاں دے وچ موتی وانگ اوہ لاٹاں مارن

یعنی دن کو بھوک اور پیاس اختیار کر کے مجاہدہ، نفس میں نظر آتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں قیام کرتے ہیں، اور موتیوں کی طرح درخشاں ہوتے ہیں۔

رجال، مریدوں کو رجال کہنے میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سبھی مرید بہادر اور جرات مند ہیں۔

ھو اجر دوپہر کی گرمی کو کہتے ہیں۔ اگر اس سے ظاہری مطلب مراد لیا جائے تو سخت گرمی میں مجاہدہ و ریاضت کا اشتغال، یعنی نفس کو ذلیل و خوار کرتے رہتے

ہیں۔ اسطرح کہ دن کو بھوک پیاس برداشت کر کے اپنے ہی خونِ جگر پر بسر کرتے اور رات آنکھوں میں کاٹ دیتے ہیں۔ بیدار رہ کر نفس کو مشقت میں ڈالے رکھتے ہیں اور شہباز لامکانی کے خانوادہ شکاری کا یہی اندازِ تعلیم ہے۔ عبارت سے خاص معنی مراد لیے جائیں تو صوم یعنی روزہ اس جانب اشارہ ہے کہ یہ نفس پر دیگر تمام ریاضتوں سے زیادہ گراں ہے۔ نفسِ امارہ کی محبتوں کا قاطع، بھوک کی سختی سے " اور کوئی نہیں۔ ذکرِ صوم کے بعد بیداریٔ شب کے ذکر میں یہ رمز ہے کہ ا ر قیام لیل جہاد گرسنگی کے سبب سے ہی تکمیل پاسکتا ہے۔

۲۷

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِيْ
وَ اَقْدَامِيْ عَلٰى عُنُقِ الرِّجَالِ
○

از حسن نسل من و مخدع مقام
پائے من بر گردنِ جملہ کرام

میں حَسن کی نسل سے ہوں، میرا مخدع ہے مقام
پاؤں اقطابِ جہاں کی گردنوں پر ہے مرا

تزئیل:

سرورا ' ما ہم براہ افتادہ ایم
پائمالت را سرے بنہادہ ایم
گل براہا ' یک قدم گل کم بداں
حسبۃً للہ مرو دامن کشاں

یا سیّدی غوثِ اعظم!

ہم بھی آپ کی راہ میں گرے پڑے ہیں۔ اپنا سر آپ کی خاکِ راہ گزر پر رکھے ہوئے ہیں کہ کبھی آپ اسے پائے مبارک تلے روندتے ہوئے گزریں۔

سیّدی ! آپ کی راہ میں ہر سمت پھول ہی پھول ہیں۔ اپنے قدموں تلے قدم بھر پھول کم جان لیں اور ان پھولوں کی جگہ اس غریب کو پائمالی کا سزاوار گردان لیں اور خدا کے لیے ہم سے دامن چھڑا کر نہ جائیے۔

تشریح وتجزیہ:۔

گشت روشن از رخِ جانِ حَسَنؑ
مخدعِ اسرار باشد جانِ من
بر سرِ من سایہء رحماں بود
پائے مرغا بر گردنِ مرداں بود

میں ہاں حسنی نور مقام اسرار اے مخدع میرا
سب ولیاں دی گردن اوپر پیر اے میرا دھریا

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے۔

والد کی جانب سے ۔حضرت سیدنا سید عبدالقادر ابن سید ابو صالح موسیٰ ابن سید ابوعبداللہ ابن سید یحییٰ زاہد ابن سید محمد ابن سید داؤد ابن سید موسیٰ ثانی ابن سید موسیٰ الجون ابن سید عبداللہ المحض ابن امام حسن مثنیٰ ابن امام المسلمین حسن مجتبیٰ ابن امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ زوجِ مقدس جناب سیّدۃ النساء بنتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہم اجمعین۔

سلسلہء کرسی اجدادِ مادری:

حضرت سیّدہ فاطمہ ام الخیر بنت سیّد عبداللہ صومعی ابن سیّد جمال الدین ابن سید محمد ابن سید محمود ابن سید طاہر ابن سید ابوالعطا ابن سیّد عبداللہ ابن سید ابو کمال ابن سید عیسیٰ ابن سید ابوالعلا ابن سید محمد ابن سید علی ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن سید الشہداء جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین۔

مخدع۔ خانۂ اسرارِ نہانی۔ اور یہ مقام خاص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ صحابہ کرام کے علاوہ دیگر تمام اولیاء اللہ میں سے کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا یعنی تمام اولیاء اس مقام سے فروتر ہیں اگرچہ کبھی نازِ محبوبی رکھتے ہیں۔ مگر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہاں خانہ کے اسرار سے بیگانہ ہیں اور یہ معنی ہیں۔

''قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل اولیاء الاولین و الآخرین'' کے

۲۸

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

○

مولدم جیلان و نام محی الدین
راستم بر قلہائے کوہ ' ہیں

ملکِ پیدائش مرا جیلاں ہے، محی الدین اسم
کوہساروں کے سروں پر ہے مرا پرچم کھلا

تزئیل:

اے ز آیاتِ خدا، رایاتِ تو
معجزاتِ مصطفٰی، آیاتِ تو
جلوہ دہ از رایتت ایں آیتت
چوں منی محشور زیرِ رایتت

یا سیّدی غوثِ اعظم!

آپ کے لہراتے ہوئے پرچم، خدائے تعالیٰ کی آیات ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات، آپ کی کرامات ہیں آقا! اپنے پرچم سے اس ... پر جلوہ فرمائیے کہ حشر کو مجھ جیسے آپ کے پرچم تلے محشور ہوں۔

تشریح وتجزیہ:۔

ہستم از جیلاں کنم احیاءِ دیں
زانکہ محی الدیں لقب دارم یقیں
نیزہ ہائے من رسیدہ بر جبال
روبروئے ما کسی را نے مجال

میں جیلانی، نام محی الدین اے صفتاں والا
ہر پہاڑی چوٹی اُتے جھنڈا میرا جھلدا

وطن اور اسم گرامی لکھنے میں یہ رمز ہے کہ ہر طالب اپنے پیر کا نام و مقام جانے اور اس سے مکمل تعارف حاصل کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین اپنے پیر کا شجرہ اپنے پاس رکھتے ہیں اور ظاہری وباطنی حوادث کے لیے اسے سپر سمجھتے ہیں۔
برادر طریقت! اگر تو لفظ و اسم "محی الدین" میں غور کرے گا تو "محی" و "دین" میں پوشیدہ امکانات کو دریافت کرلے گا۔ "محی" اسمائے الٰہیہ میں سے ایک اسم ہے۔

ذرّہ ذرّہ مہرومہ استار ہا
زندہ گشت از نور فیضانِ خدا

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف کے مطابق مرتبۂ احدیت سے درجۂ وحدت ظاہر ہوا اور پرتو مہر حقیقی برزخ جمال محمدی میں کھلا۔ "انا من نور اللہ والخلق من نوری" کے معانی اس مقام پر تیرے دل پر ظاہر ہوں گے۔

زندہ شد ہر ذرہ از نورِ خدا
زانکہ جز وی نیست چیزے را بقا

اس وقت تو سمجھے گا کہ یہ ساری کائنات اور کُن فکاں کا یہ سارا عمل، ذاتِ محمدی علیہ التحیۃ والثنا کی تخلیق کے لیے ہے۔ دوستاں کامیابی پر اور دشمناں بربادی میں۔ اس جشنِ پرمسرت کے کمالات کا اظہار کر رہے ہیں اس لیے کہ اشیاء اپنی اضداد سے متشخص ہوتی ہیں۔

بولہب را زندہ کردہ بہر آں
تا نماید در محمد رازِ جاں

بولہب کو اس لیے زندہ کیا گیا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روح کے اسرار کو پاسکے۔ جب تجھے علم ہوگیا کہ اسم 'محی' میں کیا کیا راز پنہاں ہیں اور اس برزخ میں جمالِ محمدی کی تابانی ظاہر ہے۔ لہٰذا اسرار کا مشاہدہ کرنے والوں کے لیے لفظ 'محی' کا اول (م ح) سے اسم محمد اور آخر لفظ (ح ی) سے اللہ تعالیٰ کا اسم "حیّ" پیدا ہے۔
سبحان اللہ کیا اعجاز ہے۔

از کمالِ ذاتِ نورِ مصطفیٰ
عارفاں دارند دایم ارتقا
محیِ دیں آں ذات را مرآت شد
غیر منفی گشت و خود اثبات شد

تائب از مرآتِ ذاتِ آں غیب
خود بہ بیند در بصارت او مصیب

جبال۔ اگر "جبال" سے معنی ظاہر لیے جائیں یعنی پہاڑ، تو "اعلام" سے مراد "نیزے" ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ ہمارا حکم بہر صورت نافذ ہے اور کسی کو انکار کی مجال نہیں ورنہ ہم ان اشرار کو زمانے ہی سے اٹھا دیں گے۔ "جبال" سے اگر "سخت دل" اور "اعلام" سے سلسلۂ ہدایات، مراد لیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ ہدایات کے اعلام نے سخت دلوں پر نور کا جلوہ فرمایا ہے۔ اس میں شہرت سے بھی کنایہ ہوسکتا ہے یعنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت زیادہ سے زیادہ حدود تک پہنچتی ہے۔ "اعلام" سے مراد "مریدانِ کامل" بھی ہوسکتے ہیں کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدانِ کامل نے سیاہ باطنوں کے دلوں میں غنچۂ ہدایت کھلایا ہے۔ "جبال" سے اولیاء کاملین بھی مراد ہوسکتے ہے کہ "جبال" "زمین کے اوتاد" ہیں۔ اور اولیاء کاملین دین و دنیا کے اوتاد ہیں اور اس وقت ہی "قدمی علی رقبة کل اولیا اللہ اولالین والآخرین" کی رمز کھلتی ہے۔

اے برادر نیز ہائے محیِ دیں
از سماہا در گزشتہ بالیقیں

لامکاں چوں در مکاں گنجد بہ بیں
لامکانی واں نشانِ محیِ دیں

۲۹

وَ عَبْدُالْقَادِرُ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

ٔ

نام مشہور است، عبدالقادرم
عینِ ہر فضل، آنِ جدِّ اکبرم

''عَبْدُ الْقَادِرْ'' ہے میرا نام، مشہور جہاں
میری ہر قدرت کا سرچشمہ، کمالِ مصطفیٰ

تزئیل:

آنِ جدّت چوں نباشد آنِ تو
وارثی، اے جانِ من قربانِ تو
بر رضائے ناقصت افشاں نوال
یک چشیدن آبے از بحرالکمال

یا سیّدی غوث اعظم!

جو کچھ آپ کے نانا بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاگیر ہے وہ آپ کی ملکیت کیوں نہ ہو۔ آپ اپنے جدِّ محترم کے وارث ہیں۔ میری جان آپ پر نثار۔ اپنے **رضا** کو بھی اپنی عنایاتِ جودوکرم سے نوازیے کہ وہ خود میں بہت سی کمیاں محسوس کرتا ہے۔ **سیّدی**! خدا آپ کے بحرِ کمال کو ہمیشہ جوش زن رکھے۔ **رضا** کو بھی آپ کے بحرِ کمال سے چکھنے کو آب مل جائے۔

تشریح وتجزیہ:-

نام من مشہور عبدالقادر است
از ازل گشتم ز جامِ عشق مست
ہست بر من لطفِ ربِّ لایزال
ہست جدّم صاحبِ عین الکمال

عبدالقادر اسم اے میرا جانے سب زمانا
میرے سب کمالاں دا سرچشمہ میرے نانا

اس اسمِ مبارک کے ذکر میں یہ رمز ہے کہ ''عبد' قادر'' کی قدرت کے کمالِ ظہور سے خاص مرتبہ پر فائز ہو چکا ہے اور اب مولیٰ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ ہی اس میں امورِ عظیمہ سرانجام دے رہی ہے۔ اسی سے **عبدالقادر** کے معنی وامکانات روشن ہو رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری قدس سرہ نے پیش ازیں ہر شعر کے ترجمہ میں دو شعروں کی تزئیل تحریر فرمائی ہے۔ اس تزئیل میں ایک خاص خطابیہ انداز کارفرما ہے آخری شعر کی تزئیل میں پانچ اشعار مزید رقم فرمائے ہیں اسطرح وظیفۂ قادریہ ایک خوبصورت دعائیہ پر اختتام پذیر ہوا ہے۔

خفتہ دل تا چند تنگِ دیستن
بر رخش از بحرِ فضل آبے بزن

تشنہ کامے پا بدامے کردہ غش
بحرِ سائل را بگو خود رو برش
رُوبرش او را برش بیدار ساز
ہوش بخش و نوش بخش و جاں نواز
جاں نوازا، جاں فدائے نامِ تو
کامِ جاں دِہ، اے جہاں در کامِ تو
ایں دعا از بندہ' آمیں از ملک
پوزش از بغداد' اجابت از فلک

یا سیّدی غوث اعظم!

یہ خفتہ دل کب تک زندگی کے لیے باعثِ عار بنا رہے گا۔ بحرِ فضل و کمال سے پانی لے کر اس کے چہرے پر چھینٹے دیجئے۔ حال یہ ہے کہ حلق سوکھا ہوا، پاؤں دام میں الجھے ہوئے اور پیاس کی شدت سے غش طاری ہے۔

آقا! دریائے رواں سے فرمایئے کہ وہ خود ہی اس کے پہلو تک پہنچے، قریب ہو کر اس پر پانی چھڑکے اور اس کو بیدار کرے اسے ہوش میں لا کر ایک جاں پرور گھونٹ سے نواز دے۔

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کس قدر جاں پرور ہیں آپ کے نام پر میری جان فدا۔ میرے جان و دل کے مقصود و مطلوب! سارا جہان آپ کی آرزو رکھتا ہے۔ میری دلی آرزو بھی پوری فرمایئے۔ یہ آپ کے غلام کی فریاد ہے، دعا ہے۔ فرشتے ''آمین'' کہہ رہے ہیں۔ پذیرائی بغداد شریف سے اور قبولیت آسمانِ بالا سے ہے۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی قدس سرہ

مغلیہ خاندان کے حکمرانوں میں شاہجہان کو تعمیرات سے خصوصی شغف تھا۔ اُس کے عہد کی عمارات آج بھی اُس کی نفاست طبع کی آئینہ دار ہیں۔ اس کی پیروی میں شاہجہانی وزرا نے بھی کئی شہروں اور عمارات کی بنیادیں رکھیں۔ آج عمارات اور شہر تو موجود ہیں مگر اُن کے بانیوں کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ وزیر آباد، شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ شاہراہ (آج کی جی ٹی روڈ) پر دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ مسجد وزیر خاں کے بانی حکیم علیم الدین خاں جو اپنے عہد کے نامور معالج اور حاذق طبیب تھے۔ حرم شاہی کے طبیبِ خصوصی تھے۔ وزیر تھے اور وزیر آباد کا وسیع و عریض شہر اسی شخصیت کے دستِ فیاض کا بنا کردہ ہے۔ جسے ۱۰۴۵ھ میں بسایا گیا۔

وزیر آباد میں بہت سی علمی شخصیات نے جنم لیا۔ اور اپنے علم و فضل کے انوار سے اسے بقعۂ نور بنا کر خود نورازل کی وسعتوں میں کھو گئیں۔ ان علمی افراد میں حافظ محمد عابد وزیر آبادی کا اسمِ گرامی بھی افقِ شہرت پر نمایاں ہے۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی نے اپنا سلسلۂ نسب ''شرحِ قصیدۂ غوثیہ حل المشکلات'' میں یوں لکھا ہے۔

''حافظ محمد عابد بن حضرت غلام رسول بن حضرت الٰہ بخش وزیر آبادی''۔۔۱

حضرت الٰہ بخش اور حضرت غلام رسول عالم باعمل تھے۔ خود اوراد و وظائف پر عامل تھے۔ اور دیگر افراد کو اپنے وظائف کی اجازات دے رکھی تھی۔ غلام رسول شاعر تھے۔ حافظ محمد عابد وزیر آبادی اپنے عہد کے جید عالم، شاعر اور قادری سلسلہ میں حجرہ شاہ مقیم کے سجادہ نشین سے بیعت تھے معاصر علما میں بڑی شان اور وقار تھا۔ فتاوی پر دیگر

علما کے ساتھ ان کا نام، دستخط اور مہر کی بڑی اہمیت تھی۔ ہم عصر علما میں درج ذیل علما کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

"۱۔ مفتی محمد مکرم ۲۔ محمد باقر لاہوری ۳۔ غلام علی ایمن آبادی ۴۔ عزیز اللہ سیالکوٹی ۵۔ حافظ عبدالنبی ۶۔ مولوی غلام رسول وزیر آبادی ۷۔ میاں حبیب اللہ ساکن چوہدوال گجرات ۸۔ محمد فاضل گجراتی ۹۔ صالح محمد بن شیخ الاسلام غلام نبی

۱۰۔ قاضی محمد شفیع ۱۱۔ حافظ خان محمد قلعداری

۱۲۔ حافظ برخوردار مشہور پنجابی شاعر"۔۔۲

اور بھی بہت سے علما ہیں مگر ان کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی کی تصانیف، جو مسودات کی صورت میں ہیں۔ بجز قریشی احمد حسین قلعداری اور کوئی آشنا نہیں۔ اس لئے کہ وہ مسودات کتب خانۂ قریشی کی زینت بن کر رہ گئے ہیں۔ اور موجودہ صدی انجام پذیر ہو رہی ہے۔ اور ان مسودات کا طباعت سے ہم کنار ہونا دکھائی نہیں دیتا۔ مولانا حافظ محمد عابد وزیر آبادی نے "حل المشکلات" کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ انھوں نے منطق کی مشہور متداول کتاب "ایساغوجی" کی شرح بڑی محنت سے لکھی۔ پھر اوراد و وظائف کی کتاب تصنیف کی اور بعد میں شرح قصیدہ غوثیہ کی جانب توجہ مبذول ہوئی۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی ایک عالم اجل، پیر طریقت، زاہد مرتاض، واعظ شیریں بیان، ماہرِ علم کلام، مناظر اور خطاط بھی تھے۔ اُن کی تصانیف میں درج ذیل کتب شامل ہیں۔

۱۔ رسالہ عقیقہ

انواع عبداللہ لاہوری، اور حافظ برخوردار کی تقلید میں پنجابی نظم

میں ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ جس میں عقیقہ کے متعلق محمد عابد وزیر آبادی نے فقہ و حدیث کی مستند کتابوں کے حوالے سے مسائل بیان کئے ہیں۔ اس رسالہ میں صحیح بخاری، تحفة الحسینی، خلاصته الفقها، ارشاد المتعلمین، مصباح الفرائض، جامع المتفرقات، خزانه مرأت الصفا، احياء العلوم، مفاتيح الجنان، شرح ملا علی قاری، کنز العباد، فوائد فیروز شاهی، نافع المسلمین، شرح حصنِ حصین اور حجة الاسلام کے حوالے درج ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے محمد عابد وزیر آبادی کی علمی عظمت نمایاں ہے۔۔۳

۲۔ فرائض محمد عابد

"کتابوں میں اس کے حوالے ضرور درج ہیں۔ اس کا نام و نشاں تک بھی دستیاب نہیں"۔۔۴

۳۔ مرغوب القلوب

"۔۔میں حرمتِ تمباکو کے متعلق بحث کی ہے اور تمباکو نوشی کی اباحت ظاہر کی ہے۔ اس رسالہ کا ابتدائیہ تو فارسی میں ہے۔ لیکن رسالے کا متن عربی میں ہے"۔۔۵

۴۔ نجات المساکین

"۔ یہ رسالہ چودھری ہدایت اللہ ساکن منصور والی کے ایما پر تصنیف کیا۔ اس مختصر رسالہ میں کلمہ شریف کے ورد کے آداب و طریق تحریر کئے ہیں"۔۔۶

٥. فتاوٰی محمد عابد

قریشی صاحب لکھتے ہیں

''محمد عابد وزیر آبادی کا اصلی موضوع فقہ حنفیہ تھا اور اس سلسلہ میں وہ علماء عصر میں کمال درجہ کا تفوق رکھتے تھے۔ انھوں نے عربی اور فارسی کے بے شمار مسائل حل کر کے ایک فتاوٰی بھی ترتیب دے رکھا تھا۔ جو دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہا''۔۔۔۔٧

٦. ترجمہ قصیدہ غوثیہ

''قصیدہ غوثیہ کا تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ جس پر ملا فضل اللہ سیالکوٹی نے اپنے قلم سے حواشی درج کیے ہیں۔''۔۔۔٨

٧. حل المشکلات

''قصیدہ غوثیہ کی مبسوط شرح ہے۔ ابتدائیہ فارسی میں اور متن عربی میں ابتدا میں شرح کو بطور حواشی درج کیا بعد میں اس کو کتاب کی شکل دے کر نقل کیا''۔۔۔٩

٢،١۔ وزیر آباد کا ایک علم پرور خاندان۔ ص قریشی، احمد حسین قلعداری، ڈاکٹر

٣۔ ایضاً ــــــ ٩۔ ایضا

شارحِ قصیدہ غوثیہ مصنف رموز خمریہ

حضرت الشیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز

حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز ایک بہت بڑی علمی، ادبی، لسانی اور روحانی تحریک کے بانی مبانی تھے۔ حضرت اعلیٰ سید محمد فاضل الدین بٹالوی قدس سرہ کے مرشد۔۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔ جس قدر عظیم شخصیت، اُسی قدر حالات سوانح کمیاب بلکہ نہ ہونے کے برابر۔

علمی ادبی تواریخ اور انسائیکلوپیڈیا۔ ''شیخ محمد افضل'' لکھتے ہیں۔ کہیں کہ محدود نہیں کوئی انھیں 'لاہوری' لکھتا ہے۔ اور کوئی کلانور سے باہر جانا ہی مشکوک بنا تا ہے۔ یہی حال اُن کی بیعت اور پیر و مرشد کے اسم گرامی سے متعلق ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا احمد خاں بریلوی قدس سرہ نے اُلزمزمۃ القمریۃ میں اُن کی شرح کا حوالہ دیتے وقت اُن کا نام شیخ محمد فاضل کلانوری مرقوم فرمایا ہے۔ اور جب فقیر کو اُن کے حالات کی تلاش ہوئی تو کسی کتاب میں صراحتاً ذکر نہ ملا، حالانکہ اُن کی شرح ''رموزِ خمریہ'' کے سرورق پر بھی یہی نام مندرج تھا۔

بہر کیف اردو جامع انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

''قادری سلسلے کے مشہور بزرگ اور شاعر (پ کلانور۔۔۔ گورداسپور) ۔۔۔۔ اوائلِ عمری میں لاہور آ کر حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہ العزیز سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور پیر و مرشد کے حکم سے واپس کلانور جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے'' (وفات۔۔۔۔۔۱۰۷۱ھ)۔۔۔۔۔١

میاں محمد دین کلیم لکھتے ہیں۔

''حضرت خواجہ محمد افضل قادری کلانوری تمام عمر کلانور ہی میں تشریف فرما رہے۔ اور گردونواح کے دیہات میں اشاعت اسلام کے لئے کام کرتے رہے''۔۔۔۔(۲)

حافظ محمود شیرانی رقم طراز ہیں۔

''.......... شیخ ابوالفرح محمد فاضل بٹالوی نے خاص شہرت حاصل کی۔ آپ شیخ محمد افضل لاہوری کے مرید ہیں''۔۔۔۔(۳)

''.....خزینۃ الاصفیا جلد اول میں لکھا ہے۔ کہ خواجہ محمد افضل پیر روشن ضمیر شیخ محمد فاضل، کلانور میں رہائش پذیر تھے اور تمام عمر کلانور میں گزاری اور وہیں اُن کا مزار ہے''۔۔۔۔(۴)

''ایک روایت ہے کہ آپ حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں۔ یعنی روحانی اور نسبی دونوں اعتبار سے، اور اپنے والد ماجد حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ انہی سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ اور سلوک کی تمام منازل طے فرمائیں۔ 1050ھ میں اپنے والد کے وصال کے بعد قصبہ کلانور ضلع گورداسپور تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی''۔۔۔۔(۵)

''شرائف غوثیہ از سیدنا محمد شاہ رضوان اللہ علیہ چہارم سجادہ نشین دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف صفحہ نمبر ۲۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا اصل وطن لاہور [illegible] کے بعد آپ کلانور تشریف لے گئے۔ اور قصبہ کلانور میں سکونت اختیار

کر لی''۔۔۔۔(۶)

''آپ حافظِ کلام الٰہی و امورِ تجلیاتِ نامتناہی و عارفِ کامل اور خلفِ رشید آپ شیخ ابو محمد (قادری) تھے۔ اور آپ کے فیض و برکات کے وارث تھے''۔۔۔۔(۷)

شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ کے والد گرامی ''حضرت ابو محمد قادری، رئیس میانی حافظ جان محمد کے صاحبزادے تھے۔ اپنے والد کے وصال کے بعد رئیس میانی قرار پائے''۔۔۔۔ (۸)

حضرت طاہر بندگی قادری قدس سرہ سے مشرف بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔۔۔۔۔ شیخ محمد طاہر کے خلفاء میں حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ معروف ہیں۔۔۔۔ ''حضرت شیخ محمد افضل کلانوری قدس سرہ نے لاہور تشریف لا کر آپ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور پھر پیرو مرشد کے حکم پر واپس کلانور جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے''۔۔۔۔(۹)

ان تمام حوالوں سے شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ کے حالات و واقعات کے بارے میں مورخین کے ہاں جو اختلاف و تضاد ہے وہ ابھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ محترم اسرار الحسنین قادری فاضلی نے بھی ان تناقضات کو دور کرنے کی جانب اپنی توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ وہ محرمِ رازِ درون خانہ تھے اور تمام مآخذ تک رسائی بھی رکھتے تھے۔ کتاب میں مناسب پروف ریڈنگ نہ ہونے کے باعث متن میں سخت الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو تکرار روایات بھی کھٹکتی ہے۔

۔۔۔۔بہر حال۔۔۔۔۔۔ حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری اور شیخ محمد افضل لاہوری ایک ہی شخصیت ہیں۔لیکن مورخین کی بے اعتنائی سے وہ شخصیات مخفی نظر آتی ہیں۔

حضرت شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز علوم شریعت وطریقت پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ ''رموزِ خمریہ'' میں جہاں اسرار ورموزِ معرفت اور حقائق شریعت کو بیان کیا ہے۔ علمی، ادبی اور لسانی گفتگو کرتے وقت صرفی اور نحوی، منطقی علوم سے بھی استفادہ کیا ہے۔قرآن وحدیث کے غوامض کو پیش نظر رکھا ہے۔ اور اصطلاحات کی تشریح اس انداز میں کی ہے۔ کہ اُن اسرار کی تفہیم آسان تر ہو جاتی ہے۔اور مقاماتِ غوثیہ کے عروج واقبال کا کچھ احساس،قلب وشعور کو ہونے لگتا ہے۔

جو لوگ بعض بزرگانِ دین کے نام سے منسوب کر کے یہ اڑاتے پھرتے ہیں کہ یہ قصیدہ حالت سکر میں کہا گیا ہے انھیں اس شرح کا دیدۂ بینا سے جائزہ لینا چاہیے۔ حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے نہایت عمدہ اور برمحل تجزیہ سے اُن تمام مسائل واعتراضات کا جواب دیا ہے جو قصیدہ مبارکہ کی نسبت اور اس کے بعض الفاظ وتراکیب اور مصارع پر نافہم افراد کرتے رہے ہیں۔شرح کے ایک ایک لفظ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قصیدہ مبارکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ، سید الانبیا نور ذاتِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب و وارث ہیں اور کوئی فرد اُن کے مقام تک رسائی نہ پاسکا۔۔۔۔۔فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

بدل یا فرد ، جو کامل ہے یا غوث
ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث

تن ہیں اصفیا ، تو مغزِ معنی
بدن ہیں اولیا، تو دل ہے یا غوث
اگر وہ جسمِ عرفاں ہیں تو، تو آنکھ
اگر وہ آنکھ ہیں ، تو تل ہے یا غوث
الوہیت ، نبوت کے سوا، تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جزِ نبوت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں، ہاں
وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث
یہ چشتی ، سہروردی ، نقشبندی
ہر اک تری طرف آئل ہے یا غوث
کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکم اولیا باطل ہے یا غوث (١٠١)

حضرت شیخ محمد فاضل کالانوری قدس سرہٗ خود بھی قادر الکلام شاعر تھے۔ اردو کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ اور اُن کے مرید باصفا حضرت شیخ محمد فاضل الدین بٹالوی اور اُن کے اخلاف قدس اسرارہم نے نظم ونثر کے ذریعے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضرت شیخ محمد افضل فاضل کالانوری قدس سرہ کی ایک نظم ملاحظہ ہو جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور اظہار عقیدت ومحبت کے طور پر پیش کی ہے۔ حضرت شیخ سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عوام میں ''گیارھویں والے پیر'' کے نام سے مشہور ہیں۔ گیارھویں شریف کی مناسبت سے نظم کے اشعار بھی گیارہ ہیں۔

اے شاہِ شاہاں پیر من لیجی خبر نامرد کی
کرنا توجہ از کرم پاؤں خلاصی درد کی
دن رین تجھ بن زار ہوں بیکس پریشاں خوار ہوں
قربان تیرے نام پر سنگی حقیقت فرد کی
پنچھی اکیلا میں پھنسا تھر تھر تڑپتا ہے جیا
اس ہاتھ بیری کٹھن کے دیکھی جو تیزی گرد کی
پھاسی پھنسا ہوں سخت تر اس وقت پر کرنا کرم
مشکل کشا ہو جلد تر پھاسی کٹو اس درد کی

وچ قعر دریا درد کے بیکل ہویا ہوں رین دن
یا غوثِ اعظم نجی دیں زاری سنو اس مرد کی
چوپٹ پڑا ہوں گرد میں جگ سے پھٹا ہوں اکلا
تجھ بن نہ کوئی پاس ہے تک سار لے اس فرد کی
حریف وہ بدمست ہے چاہتا ہے بازی چھین لے
چو رنگ پڑا ہوں غم ستی کرنی مدد رنگ زرد کی
بجتی گئی اوڑک ہوئی اب میں پڑا ہوں پاؤں پر
کر کر تصدق پاؤں کا بازی ہرو نامرد کی
تجھ بن نہ کوئی ہے مرا اے شاہ شاہاں دستگیر
کر کر نظر اک مہر کی فریاد سن ام سرد کی
محجوب ہو گوشہ پڑا تن پر نہ پردا چاک ہے
پردۂ ایماں بخشو مجھے حرمت نہیں بے پرد کی
تم شہ غریب نواز ہو ہر سرداں سر تاج ہو
بنتی سنو اے بادشاہ افضل مسافر مرد کی (١١)

۱۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۲۔ لاہور کے اولیائے سہروردیہ ، ص ۲۳۱ مکتبہ نبویہ لاہور، اشاعت دوم ۱۹۹۷ء

۳۔ پنجاب میں اردو، ص ۳۲۵ کتاب نما لاہور، مرتب وحید قریشی طبع سوم ۱۹۶۳ء

۴۔ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ میں ص ۱۶۶ اسرار الحسنین فاضلی، تصوف فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۷ء خزینۃ الاصفیا جلد اول مطبوعہ مکتبہ نبویہ سال ۱۳۱۰ء کا کئی بار بغور مطالعہ کے باوجود حضرت شیخ محمد افضل کلانوری قدس سرہ کا ذکر نہیں ملا۔ بلکہ حضرت شیخ طاہر بندگی اور حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ کا بھی ذکر نہیں ملا۔ ممکن ہے ان نسخوں میں اختلاف ہو لیکن اتنا زیادہ اختلاف بعید از قیاس ہے۔

۵ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ ص ۱۶۶

۶ ایضاً ص ۱۶۶

۷ ایضاً ص ۱۶۹

۸ ایضاً ص ۱۶۲

۹۔ ایضاً ص ۱۶۳

۱۰۔ حدائق بخشش حصہ دوم

۱۱۔ پنجاب میں اردو ؟ ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا شیخنا الجیلانی

قصیدہ غوثیہ مبارکہ کے دستیاب نسخوں میں متنوع اختلافات نظر آتے ہیں۔ اشعار کی تعداد الفاظ و تراکیب کے املا و اعراب، ترتیبِ اشعار اور بعض بعض مقامات پر پورا پورا متن ہی تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ کسی قصیدہ میں اشعار زائد ہیں تو کسی میں کم۔ کسی قصیدہ کے آخر میں خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں التماس و استغاثہ پر مشتمل شعر مرقوم ملتا ہے۔ اختلافِ نسخ کا جائزہ لیتے وقت درج ذیل مطبوعہ و غیر مطبوعہ قصائد فقیر کے پیش نظر رہے۔

۱. بهجة الاسرار و معدن الانوار وبهامشه كتاب فتوح الغيب	تالیف الشیخ نور الدین ابی الحسن بن یوسف الشطنوفی قدس سرہ مطبعہ شرکت التمدن الصناعیہ مصر ص ۲۳۲،۲۳۱،۲۳۰ حاشیہ
۲۔ حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی حسنی پریس بریلی (وہ نسخہ جو "سلام رضا تضمین و فہیم اور تجزیہ" کے دوران میں مدارِ محور رہا)
۳۔ الجواهر المضيه شرح قصيده غوثيه	مولانا ابو البرکات عبد المالک کھوڑوی نوری بک ڈپو لاہور بار دوم ۱۳۹۵ء

۴۔ العصیدة الیوسفیه لقاری القصیدة الغوثیه — مولانا محمد اعظم نوشاہی قادری
ادارہ معارفِ نوشاہیہ اعظمیہ مرید کے
بار دوم ۱۹۷۵ء

۵۔ شرح صغیر قصیدہ غوثیہ — غضنفر صابری چشتی قادری
شبیر برادرز اردو بازار لاہور
بار اول ۱۹۸۷ء

۶۔ قومی ڈائجسٹ پیرانِ پیر نمبر — مرتب خصوصی مدیر۔۔ خالد ہمایوں
اشاعت دوم دسمبر ۱۹۹۴ء

۷۔ قصیدہ غوثیہ ۔ مقبول دعائیں — صاحبزادہ برکات احمد معینی چشتی قادری
گولڑہ شریف زارا کمپنی اردو بازار لاہور

۸۔ بشائر الخیرات فی الصلات علی صاحب الآیات البینات — شیخ سید عبد القادر الجیلانی
ادارہ معارفِ نعمانیہ شاد باغ لاہور
پاکستان

۹۔ قصیدة الغوثیه — دربار عالیہ فقیر قادری خضری بستی شریف
مخدومیہ کالا گجراں جہلم

۱۰۔ مخزن الاسرار وسلطان الاوراد — حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی
دربار حضرت سلطان باہو قدس سرہ

۱۱۔ قصیدہ غوثیہ مترجم — شمس بریلوی
مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

۱۲۔ قصیدہ غوثیہ
مترجم و محشی — محمد عابد وزیر آبادی۔ مخطوطہ
(فوٹوسٹیٹ کاپی) مخزونہ ڈاکٹر قاعداری

عہدِ موجود میں جس قدر بھی قصائدِ غوثیہ اشاعت سے آراستہ ہو کر قلب وروح کے لیے سامانِ عقیدت و محبت اور موجبِ رفعت ہو رہے ہیں۔ ان میں اکثر قدرِ اختلافِ عبارات بھی رونپذیر ہوتا رہا ہے۔ فقیر نے ان قصائد کا جائزہ لیتے وقت شماریاتی انداز میں جماعت بندی کرتے ہوئے مندرجہ بالا قصائدِ غوثیہ کا انتخاب کیا۔ آج قادریہ درباروں اور اربابِ نسبتِ غوثیہ کے ہاں جو قصائدِ غوثیہ مروج ہیں وہ انہی قصائد کے احاطہ میں داخل محسوس ہوتے ہیں۔

فقیر نے حدائق بخشش میں مرقوم "وظیفۂ قادریہ" کے عنوان سے قصیدہ غوثیہ کو بنیادی نسخہ قرار دیا۔ اور اس کا تقابل و توازن مولانا عبد المالک کھوڑوی اور مولانا اعظم نوشاہی کے مطبوعہ قصائد سے کیا۔ "بہجة الاسرار" اور "مخزن الاسرار" کے متون کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ اور ان قصائد میں دی گئی اشعار کی صورت و کیفیت کچھ اس طرح سے ہے۔

اول اشعار کی تعداد ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱۔ بهجة الاسرار ..... ۲۸ — نمبر ۲۔ حدائق بخشش ۲۹
نمبر ۳۔ الجواہر المضیہ ..... ۲۹ — نمبر ۴۔ العصیدة الیوسفیہ ۲۹
نمبر ۵۔ شرح صغیر ..... ۳۰ — نمبر ۶۔ قومی ڈائجسٹ ۳۰
نمبر ۷۔ گولڑہ شریف ..... ۳۰ — نمبر ۸۔ بشائر الخیرات ۲۹

نمبر ۹۔ دربارِ شطری ......۳۱ نمبر ۱۰۔ مخزن الاسرار ۲۷

نمبر ۱۱۔ مترجم شمس بریلوی ۳۱ نمبر ۱۲۔ مخطوطہ محمد عابد وزیر آبادی ۳۱

بعض مولفین قصیدہ نے اپنی تلاش و جستجو اور تحقیق و انتخاب کی روایت و صداقت پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ حضرت علامہ محمد عابد وزیر آبادی نے خود بھی اس اختلافِ نسخ اور مشکلات معانی کی جانب اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

''وقتِ قرأت، معانی بعضے اشعار بخاطرنمی گذشت واز کسے تسلی ہم نمی شد، قصیدہائی ہم چند یں غلط بنظر درآمدہ کہ بخاطر در تحریر نمی آمد، اتفاقاً نسخۂ منظورہ و تصحیح نمودۂ سلالۃ السادات الکرام ...... نبیرۂ شاہ نور محمد بن شاہ امیر بن مقتدائی اولیا حضرت شاہ محمد مقیم الملقب بہ محکم دین از اولاد امجاد حضرت قطب الا قطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ...... دست داد ...... شکر ایں نعمت غیر مترقبہ بجا آوردہ ہمیں نسخۂ شریف را مقدم داشتہ بذل مجہود در تحریر حل لفظ و اعراب و ترجمہ نمود...۔۔۔ ۱

مخزن الاسرار و سلطان الاوراد کے مولف حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی قدس سرہ العزیز قصیدۂ غوثیہ شریف و قصیدۂ باز اشہب کے تعارفی نوٹ میں رقم طراز ہیں۔

۱۔ ''یہ قصائد شریف حضرت پیر دستگیر محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زبانِ حق ترجمان پر اس وقت جاری ہوئے جب کہ آپ غوثیت اور محبوبیت کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز ہوکر غوثِ دوام اور سید الاولیا و سلطان الفقرا کے منصب اور مرتبے سے سرفراز کیے گئے۔ اس مقام پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے امر سے فرمایا'' قدمی ھذا علیٰ رقبۃ

کل ولی اللہ۔ یعنی میرا یہ قدم تمام اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر ہے''۔ جو شخص صدق دل و اخلاص اور ادب و احترام سے یہ قصیدہ شریف پڑھتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر محبوبِ سبحانی کی روحانیت اُسی بلند مقام سے پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور اُسی اعلیٰ ترین مقام کی شان اور اُسی پاک منزل کی کیفیت اس پر نازل اور وارد ہوتی ہے۔ اور وہ جلدی اپنی دلی مراد اور منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔

ہم نے اس قصیدے کی تلاش اور تجسس میں بہت دور دراز سفر کئے ہیں۔ اور اس کی صحت کی تحقیق میں بڑی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ بغداد شریف جا کر حضرت محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کے خاندان کے پرانے قلمی نسخوں کو بھی دیکھا بھالا اور ان قصائد کے عاملین سے بھی تبادلہ خیالات کیا۔ اس فقیر نے بے شمار قلمی اور طبع شدہ قصائد کا مطالعہ کیا ہے۔ سب میں جا بجا غلطیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے پڑھنے سے کما حقہٗ فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے بعض عاملین کاملین اور صاحبِ کشف عارفین کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس قصیدۂ غوثیہ میں حضرت پیر محبوبِ سبحانی کی زبان حق ترجمان پر اس قسم کے محبوبانہ انداز اور معشوقانہ ناز کے کلمات جاری ہوئے ہیں کہ جن میں طالبوں اور مریدوں کے لئے ایسے مواعید اور مواثیق کا اظہار کیا گیا ہے کہ جس سے بالکل لاتخف ولاتحزن کی بو آتی ہے اور جن کے پڑھنے سے طالب پر رجا اور امید کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ بالکل مستغنی اور بے پرواہ ہو کر خود عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس بیت میں آیا ہے۔

مریدی ھم وطب و اشطح و غنی ...... وافعل ماتشاء فالاسم عالی

یعنی اے میرے مرید تو ہمت کر اور خوش و خرم اور بے پروا اور بے نیاز رہ اور

جو کچھ تیرا جی چاہے کر، میرا نام اور میرا واسطہ بڑی چیز ہے۔ سو اس قسم کے کلمات سے لوگوں کے ظاہری و شرعی اعمال میں چونکہ اکابر دین اور علماء شرع متین کو لوگوں کے ظاہری اعمال، اطاعت و بندگی میں کوتاہی اور سستی کا خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا اس لئے ان بزرگوں نے اس کے تدارک کی یہ راہ اور تجویز نکالی کہ جابجا اس قصیدے کے اندر اپنی طرف سے چند ایسے شعر ملا دیے۔ جن کے پڑھنے سے ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے۔ چنانچہ من جملہ ان ابیات کے دو تین بیت یہ ہیں۔

رجالی فی ہو اجرہم صیام | وفی ظلم اللیالی کالآلی

یعنی میرے مرید وہ ہیں جو سخت گرمی کے دنوں میں روزے رکھتے ہیں۔ اور رات کی تاریکی میں اپنی عبادت اور ذکر فکر کے انوار سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔

دوسرا بیت یہ ہے۔

درست العلم حتی صرت قطباً...... الخ اور...... تیسرا بیت یہ ہے۔ ومن فی اولیاء اللہ مثلی ...... الخ...... ان ابیات کی شمولیت اور ملاوٹ سے خدا جانے لوگوں میں ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی رغبت پیدا ہوئی یا نہ، لیکن قصیدہ میں تحریف ہو گئی۔ اور وہ پہلی سی تاثیر اور برکت نہ رہی۔۔۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ وضعی مخلوط ابیات مولانا جامی صاحب کے بنائے ہوئے اور بتائے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔۔ لہذا۔۔ ہم نے یہ وضعی ابیات اپنے قصیدے سے خارج کر دیے ہیں۔ ہمارا پیش کردہ قصیدہ ہر قسم کے ملاوٹ اور آمیزش سے پاک اور مبرا ہے۔ اور بالکل صحیح اور اصلی ہے۔

مجددِ عصر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث و محقق بریلوی کی علمی و وجاہت اور تحقیق و نقدِ حقائق و دقائق بذاتِ خود شہرۂ آفاق ہے۔ اس طرح "بہجۃ الاسرار" کے حاشیہ پر "فتوح الغیب" طباعت یافتہ ہے۔ اور اسی حاشیہ پر حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصائد بھی طبع ہوئے ہیں۔ 'بہجۃ الاسرار' کا یہ نسخہ مصطفی البابی الحلبی و برادران کی جانب سے شرکت التمدن الصناعیہ مصر سے اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس نسخہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ عرصہ دراز تک حضرت مولینا مفتی عبدالعزیز مونگوی کے زیر مطالعہ رہا ہے۔ اور ان کے قلم سے اس پر مختلف اشارات و عبارات مرقوم ہیں۔ طویل ترین قصیدہ عینیہ ہے۔ جس کے تقریباً ۱۳۹۳ اشعار ہیں۔

اس طرح دیگر مختلف مطبوعہ قصائد بھی علمی و روحانی شخصیات کے زیر مطالعہ رہ کر منصۂ شہود پر آئے ہیں۔ فقیر اس مقام پر نہیں کہ کسی کی تحقیق کو غلط قرار دے ہاں آئندہ صفحات میں صرف شعر وار اختلاف کو واضح کر دیا گیا ہے۔

شعر نمبر ۱ سقانی الحب کاسات...................... الخ

یہ شعر بھی قصائد میں یکساں طور پر تحریر یافتہ ہے۔ مخزن الاسرار میں 'تعالی' کے بجائے "تعال" آیا ہے۔

شعر نمبر ۲۔ سعت و مشت...................... الخ

اس کا دوسرا مصرع حدائق بخشش میں 'فھمت لسکرتی' آیا ہے۔ جب کہ دیگر بھی نسخوں میں "بسکرتی" ہے

شعر نمبر ۳۔ فقلت لسائر الاقطاب لموا...................... الخ

محمد عابد وزیر آبادی کے مرقوم قصیدہ میں شعر اس طرح سے دیا گیا ہے۔

وقلت لسائر الاقطاب جمعا هلموا و ادخلوا انتم رجالی

دوسرا مصرع بہجۃ الاسرار مخزن الاسرار اور قومی ڈائجسٹ میں یوں ہے۔

''بحانی وادخلوا .... الخ''

شعر نمبر ۴ وهموا واشربوا .... الخ

بہجۃ الاسرار اور قومی ڈائجسٹ نے ''وهموا'' لکھا ہے۔ محمد عابد وزیر آبادی نے ''فهموا'' کیا ہے۔

شعر نمبر ۵۔ شربتم فضلتی من بعد سکری .... الخ

سبھی قصائد میں ایک ہی طرح سے دیا گیا ہے

شعر نمبر ۶۔ مقامکم العلی .... الخ

سبھی نسخوں میں یکساں ہے۔ مولانا محمد اعظم نوشاہی اور مولانا نور محمد کلاچوی نے "عالی" کا املا "عال" کیا ہے

شعر نمبر ۷۔ انا فی حضرة .... الخ

مخزن الاسرار اور محمد عابد وزیر آبادی نے ''حضرت'' املا دی ہے باقی عبارت میں سبھی متفق ہیں۔

شعر نمبر ۸۔ انا البازی اشهب .... الخ

سبھی قصائد میں ایک سا ہے۔

شعر نمبر ۹۔ اس شعر سے ترتیبِ اشعار میں خاصا فرق نمایاں ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ فقیر نے بنیادی نسخہ حدائقِ بخشش کو قرار دیا ہے اس لئے ترتیب اشعار بھی اس کے مطابق ہے۔ حدائقِ بخشش میں شعر نمبر ۹ یوں مندرج ہے۔

کسانی خلعة بطراز عزم .... الخ

بہجۃ الاسرار اور مولانا محمد عابد وزیر آبادی نے ''بطراز عز'' دیا ہے۔ رموز خمریہ میں جو اشعار ہیں اُن سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۱۰۔ واطلعنی علی سر قدیم .... الخ

سبھی قصائد میں یکساں طور پر تحریر ہے۔ مولانا فاضل وزیر آبادی نے ''واو فطنی'' لکھا ہے۔

شعر نمبر ۱۱۔ وولانی علی الاقطاب جمعاً .... الخ

تمام مؤلفین کے ہاں یہ شعر ایک ہی متن میں ہے۔ شرح صغیر میں 'حالی' لکھا ہے۔ جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ شرح کبیر میں 'حال' ہی لکھا ہے۔

شعر نمبر ۱۲۔ فلو القیت سری فی بحار

شعر نمبر ۱۳۔ ولو القیت سری فی جبال

شعر نمبر ۱۴۔ ولو القیت سری فوق نار

شعر نمبر ۱۵۔ ولو القیت سری فوق میت

سبھی قصائد میں اسی ترتیب اور یکساں متن سے قلم بند ہوئے ہیں۔ صرف قومی ڈائجسٹ نے شعر ۱۴ میں ''ولو'' کو 'فلو' اور شعر ۱۲ میں 'فلو' کو 'لو' اپنے ذہن سے کر دیا ہے۔ عابد وزیر آبادی نے سبھی اشعار کو 'ولو' سے شروع کیا ہے۔

بہجۃ الاسرار میں یہ اشعار نمبر ۱۶۔۱۷۔۱۸۔۱۹۔ ہیں

محمد عابد وزیر آبادی کے ہاں یہ ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، نمبر پر تحریر ہیں۔

شعر نمبر ۱۶، ۱۷ وما منها شهور .... الخ

و تخبرنی بما یاتی و تجری ...... الخ

''قومی ڈائجسٹ'' کے مرتب نے 'اتـالی' کو 'اتی لی' لکھا ہے۔ باقی سبھی قصائد میں 'اتالی'' ہے۔ فاضل بریلوی کے علاوہ سبھی نے 'یاتی و یجری'' رقم کیا ہے۔ شمس بریلوی کے منظوم قصیدہ میں 'یجری'' ہے اور ''فرید بک سٹال کے مطبوعہ 'حدائق بخشش'' اور مدینہ پبلشنگ کمپنی کی حدائق بخشش (کامل) میں تجری'' ہے۔

شعر نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰، ...... مریدین سے خطاب ہے۔

۱۸......مریدی هم و طب و اشطح و غن .... الخ

'غن' کی املا باقی تمام قصائد میں ''غنی'' ہے۔

۱۹۔ مریدی لاتخف الله ربی .... عطانی رفعة نلت المنال

'بہجة الاسرار' میں 'نلت المعالی'' دیا گیا ہے۔ مولانا کھوڑوی اور مولانا کلاچوی نے 'السنی لی' لکھا ہے، اور محمد عابد وزیر آبادی نے دوسرا مصرع یوں دیا ہے۔

'ولا دبا سواہ ولا الموالی'

۲۰......مریدی لاتخف واش فانی .... عزوم قاتل عند القتال

مولانا وزیر آبادی نے مصرع اولیٰ میں 'واش' کے بجائے 'احـــد'' لکھا ہے۔ عموماً سبھی قصائد نے تیسرا شعر پہلے دو اشعار سے الگ کر کے آخری تین اشعار سے قبل تحریر کیا ہے۔ بہجة الاسرار نے اس شعر کو سب سے قبل رکھا ہے۔ یہاں

ساری ترتیب مکمل بدل گئی ہے۔

شعر نمبر ۲۱۔ طبولی فی السماء .... وشاؤس .... الخ

'مخزن الاسرار' میں دوسرا مصرع کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

''فی وشاؤس'' کو 'فی' کا اضافہ کتابت کی غلطی دکھائی دیتی ہے۔

بہجة الاسرار میں ''شاؤس'' کو ''شاویش'' لکھا ہے۔ اور ''طبولی'' کے بجائے ''طبول'' ہے۔

شعر نمبر ۲۲۔ بلاد الله .... قد صفالی

مخزن الاسرار میں دوسرا مصرع یوں ہے۔ ''ووقتی قبل قبلی قد صفالی'' قومی ڈائجسٹ نے بھی اسی کا اتباع کیا ہے۔ باقی قصائد میں 'قبل قلبی'' ہی ہے۔

شعر نمبر ۲۳۔ نظرت الی بلاد الله .... علی حکم اتصال

سبھی مؤلفین نے ایک ہی متن اختیار کیا ہے۔ صرف ''قومی ڈائجسٹ کے مدیر نے ''اتصال'' کو 'اتصالی'' کر دیا ہے۔ مولانا کھوڑوی کے ہاں یہ شعر نمبر ۲۵۔ دربار خضری کے قصیدہ میں نمبر ۲۲ ہے۔ مخزن الاسرار میں (۲۳) ہے۔ بهجة الاسرار میں (۲۶) ہے.... چونکہ عام قصائد میں ''مریدی لاتخف واش فانی ... الخ ... آخر میں ہے۔ اس لئے ترتیب میں اختلاف واقع ہوتا چلا گیا ہے۔

شعر نمبر ۲۴۔ وکل ولی .... قدم النبی بدر الکمال

دربار خضری کے قصائد میں نمبر ۲۶ ہے۔ مولانا کلاچوی نے نمبر ۲۳ قومی

ڈائجسٹ نے بھی نمبر ۲۳، مولانا کھوڑوی نے نمبر ۲۵، بہجۃ الاسرار نے نمبر ۲۶ ... وزیر آبادی نے نمبر ۲۷ اور مولانا نوشاہی نے العصیدۃ الیوسفیہ میں ۲۵ پر لکھا ہے۔

شعر نمبر ۲۵۔

درست العلم حتی صرت قطباً ...... ونلت السعد من مولی الموالی

مولانا عابد وزیر آبادی نے اسے آخری شعر کے طور پر لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار میں نمبر ۹ پر ہے۔ بشائر الخیرات میں نمبر ۲۳ پر، مولانا کھوڑوی کے قصیدہ میں بھی نمبر ۲۳، قومی ڈائجسٹ نمبر ۲۴ اور دربار خضری کے قصیدہ میں بھی ۲۳ پر ہے۔ مخزن الاسرار میں مولانا نور محمد سروری کلاچوی نے اسے 'الحاقی' قرار دیا ہے۔

شعر نمبر ۲۶۔ رجالی فی هواجرهم صیام ...... وفی ظلم اللیالی کاللالی

مولانا وزیر آبادی نے تیسویں نمبر پر لکھا ہے۔ اور 'وفی ظلم' کی جگہ 'وفی جنح'' کیا ہے۔ بہجۃ الاسرار میں یہ شعر نہیں اور مخزن الاسرار کے مؤلف مولانا کلاچوی نے اسے الحاقی قرار دیا ہے۔ مولانا کھوڑوی نے نمبر ۲۴ پر لکھا ہے۔ العصیدۃ الیوسفیہ میں نمبر ۲۶ پر ہے۔ قومی ڈائجسٹ میں بھی نمبر ۲۶ پر ہے۔ قصیدہ دربار خضری میں نمبر ۲۵ پر ہے۔ گولڑہ شریف سے صاحبزادہ سید برکات احمد معینی کے مطبوعہ قصیدہ میں نمبر ۲۴ پر ہے۔ شمس بریلوی نے ۲۵ پر رکھا ہے۔

شعر نمبر ۲۷ انا الحسنی و المخدع مقامی ، و اقدامی علی عنق الرجال

ترتیب میں اختلاف ہے۔ مولانا کلاچوی کے ہاں نمبر ۲۶، قومی ڈائجسٹ میں نمبر ۲۹، العصیدۃ الیوسفیہ نمبر ۲۷، مولانا کھوڑوی نے نمبر ۲۸ دیا ہے۔ شمس بریلوی کے مترجم قصیدہ میں نمبر ۳۰ پر مندرج ہے۔ دربار خضری کے قصیدہ میں بھی نمبر ۳۰ پر

ہے۔ بہجۃ الاسرار میں یہ شعر نمبر ۱۳ پر واقع ہے۔

شعر نمبر ۲۸۔ انا الجیلی محی الدین اسمی ، و اعلامی علی راس الجبال

بعض دیگر نسخوں میں یہ مذکورہ بالا شعر سے قبل آیا ہے۔ مولانا وزیر آبادی نے ''و اقدامی علی عنق الرجال'' کو یہاں مصرع ثانی بنایا ہے۔ اور اس میں تبدیلی یہ کی ہے۔ کہ 'عنق' کی جگہ 'رؤس' کیا ہے۔ اور اُن کا شعر اس طرح ہو گیا ہے۔

انا الجیلی محی الدین اسمی ...... و اقدامی علیٰ رؤس الرجال

'عنق الرجال'' ہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے معروف قول کے معروف الفاظ ہیں۔ نہ کہ 'رؤس الرجال' ....

شعر نمبر ۲۹ و عبدالقادر المشهور اسمی ، و جدی صاحب العین الکمال

بھی قصائد میں یہ آخری شعر ہے۔ مولانا وزیر آبادی نے اسے نمبر ۱۰ پر رکھا ہے۔ متن سب کا ایک ہی ہے۔

بعض نسخوں میں دو شعر ہمارے بنیادی نسخہ سے زائد بھی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(الف) فمن فی اولیاء اللہ مثلی و من فی العلم و التصریف حال

دربار خضری کے قصیدہ میں یہ شعر نمبر ۲۴ ہے۔ قومی ڈائجسٹ میں یہ شعر نمبر ۲۵ ہے۔ اور 'حال' کے بجائے املا 'حالی'' دیا ہے۔ شمس بریلوی کے منظوم و مترجم قصیدہ میں نمبر ۲۲ ہے۔ اس شعر کو بھی مولانا کلاچوی نے الحاقی قرار دیا ہے۔

(ب) نبی ھاشمی مکی حجازی ...... ھو جدی به نلت الموالی

شمس بریلوی کا منظوم مترجم قصیدہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر میں اس شعر کا نمبر ۲۷ ہے۔ دربارِ خضری میں بھی ۲۷ نمبر پر ہے۔ قومی ڈائجسٹ، بہجۃ الاسرار، مخزن الاسرار، الجواہر المضیہ، القصیدۃ الیوسفیہ میں یہ شعر موجود ہی نہیں۔ مولانا وزیر آبادی نے "تلت الموالی" کے بجائے "تلت المعالی" لکھا ہے۔

(ج) مولانا محمد عابد وزیر آبادی کے مخطوطہ میں ۲۸ اور ۲۹ پر اس طرح اشعار مندرج ہیں۔

خبوا فی خیمتی کیلا رجالی   ونالوا فی العلی اقصیٰ منال

رجالی لا یضام لهم جلیس   ولا یخش الجلیس ولا یبالی

بعض مؤلفینِ کتبِ قصائدِ غوثیہ نے آخر میں یہ شعر بھی درج کیا ہے۔ کچھ نے الگ کر کے لکھا ہے اور کچھ نے ساتھ ہی ملا دیا ہے۔

تقبلنی ولا تردد سؤالی   اغثنی سیدی انظر بحالی

فقیر نے موجودہ مطبوعہ و مخطوطہ قصائد پر اپنی حد تک ایک نظر ڈالی ہے۔ یہ بات میری ہمت سے بہت بالاتر تھی کہ میں یہ لکھتا کہ کون سا قصیدہ صحیح اور اصلی ہے اور زائد اشعار غلط ہیں یا درست۔ یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یا مولائے کریم علام الغیوب ہے۔ وہو اعلم بالصواب

ﷺ انوارِ نبی بر سرِ غوثِ اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسرارِ علی در برِ غوثِ اعظم
ہیں مظہرِ اجلالِ خدا، جھکتے ہیں
اقطابِ جہاں بر درِ غوثِ اعظم

کعبی جبلپوری

صرفی و نحوی و لغوی تصریحات

شعر نمبرا

سقانی ...... صیغہ ماضی معلوم۔نون وقایہ۔یائے متکلم (ک) السقی بمعنی الاعراض والاظهار ,اعرض المحب واظهرلی اعنی اشربنی۔(ع و)

الحب...... حَبَّ ,یَحِبُّ ...... محبت کرنا۔دوستی رکھنا۔(ک)

حب ,حُبّ...... دوستی۔محبت'الحب' میں الف لام تعریفی ہے۔خاص محبت ...... محبت حقیقی۔الف لام استغراقی ہو تو کمال محبت کی سمت اشارہ ہوگا۔الحب بمعنی محب (ع و)

کاسات: ...... جمع کاس۔پانی پینے کا برتن۔یا وہ پیالہ جس میں شراب ہو۔چونکہ کاس مؤنث ہے اس لیے جمع اس کی کاسات ہے اور کؤس بھی ہے (ک)

جمع کاسة

والکاس اما ظرف الشراب اوالشراب فعلی تقدیر الثانی ظاهر لا سترة علیه. واما علیٰ تقدیر الاول ففیه مجازبذکرالمحل وارادة الحال و تشبیه الوصال بالخمر استعارة بالکنایه و ذکر الکاس والسقی تخییل وترشیح (ع و)

الوصال: ...... بوزن فِعال۔مصدر۔ملنا۔ملاقات۔(ک)

وَصَلَ یَصِلُ وَصْلاً و وَصِلَةً

وَاصَلَ مُوَاصَلَۃً وَوِصَالاً۔جاری رکھنا۔لگاتار کرتے رہنا۔

وصال۔ تعلق۔ملاپ۔ملانے والا حرف۔(فیروز)

وصل۔پیوند۔ہجر کی ضد۔وصال۔(صراح)

وصال ذی الجلال الکبیر العال المتعال (ع و)

فقلت :...... فا۔نتیجہ ...... قلت بصیغہ واحد متکلم ماضی معروف ...... قول۔کہنا

قال یقول قولاً۔کہنا۔بولنا۔حکم کرنا۔

لخمرتی: ...... خمرتی . خمره. عرق انگور،شراب

اس شعر میں مطلق شراب کی طرف خطاب ہے ...... خمره سے مراد اسرار الٰہیہ ہیں جو بعد وصال عاشق کو حاصل ہوتے ہیں۔(ک) ک

بفتح الخا علی وزن الثمرة هو الشراب هذا هوالذی الهمبنی ربی بفضله الجزیل (ع س)

نحوی: ...... جانبی. ای الیٰ صاحب العطش حقیقه . فان کل احد یطلب ان یشرب خمر وصال اللهاورضا ء الله سبحانه فیه تامل و هو ظرف قدم علی العامل التی بعده (ع و)

تعالی: ...... تعالیٰ تعالیاً ...... بلند ہوا ...... اوپر والا جب نیچے والے کو اپنی طرف بلاتا ہے تو کہتا ہے تعالِ ...... پھر یہ لفظ رفتہ رفتہ بمعنی هَلُمَّ (ادھر آؤ) ہوگیا جس میں بلندی اور پستی کا لحاظ نہیں بلکہ مطلق بلانا مقصود ہوتا ہے۔

اس شعر پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بروئے قاعدہ تعالَیْ بفتح لام چاہیے تھا۔ خواہ مفرد ہو، خواہ تثنیہ یا جمع، مذکر ہو یا مونث۔ تعالیا یا رجلان .تعالوا یا رجال . تعالَیْ یا اِمراۃُ . تعالیا یا امراتان.تعالَیْنَ یانِسَاءُ۔پس اس جگہ تعالِیْ بکسر لام پڑھنا درست نہ ہوا۔لیکن "محیط" میں اس امر کو صاف کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی جمع مذکر میں ضمہ لام تعالوا اور واحدہ مونث میں کسرہ ,تعالِی اور تعالِین بھی پڑھتے

ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تعالِ اسم فعل بھی ہے مگر یہ ثبوت کا محتاج ہے۔ یہاں اشباع کر کے تعالی پڑھا گیا ہے۔ ہر دو توجیہ درست ہے۔ (کھ)

تعال:۔صیغة الامر و انما کسر اللام لرعایة القافیه و الاصل بالفتح لرضاء المحب اعنی هو الله او للعطش (ع و)

شعر نمبر ۲

سعت:...... فعل ماضی، ضمیر فاعل راجع ہے خمرہ کی طرف السعی. قصد کرنا۔ کام کرنا۔ چلنا، دوڑنا۔ (کھ)...... اجابةً لقولی اعنی تعالِ (ع و)

مشت:...... صیغہ ماضی۔...... المشی...... چلنا۔ جلدی یا آہستہ۔...... سعی و مشی میں عام طور پر یہی فرق ہے جو دوڑنے اور چلنے میں ہوتا ہے۔ (کھ)...... سعت و مشت: هما علیٰ وزن دَعَتْ وفاعلهما ضمیر راجع الی الخمر. (ع و)

لنحوی:...... لام زائد۔ نحو۔ طرف۔ جانب...... ان کان لفظ النحو بمعنی الجانب او الیٰ قصدی ۔ ان کان بمعنی القصد و کلا هما مستقیم۔ وفیه رمز الیٰ ان اللام بمعنی الیٰ وهو ظاهر جائز۔ کما صرح فی شرح مائة عوامل . کما فی سمع الله لمن حمده ای سمع الله لمن حمده کما فی الرضی (ع و)

فی کئوس :...... جمع کأس وایراد الجمع للتکثیر و التکریر و هذا الظرفان متعلقان بهما علیٰ سبیل التنازع و قیل بالآخیر فالمعنی شتابی کرد آں شراب برائے اجابۃ گفتۂ من و رواں شد بسوئی من یا قصد من در جامہا (ع و)

شعر نمبر ۳

فقلت:۔...... فا...... عاطفہ...... ترتیبِ حالات کے لئے

قول...... سے مراد یا تو لفظاً اقطاب کو دعوت دینا ہے۔ یا معناً کشف سے اُن کے دلوں کو جذب کرنا ہے۔...... (کھ)

وفیه اشارة الیٰ الله لم یکن للاقطاب قدرة ان یدخلون فی هذا المجلس بدون اجازتی. و. الیٰ کمال آدابهم یعنی اقطاب بمحض امرِ قلبی من نتوانستند جرأت کردن بلکہ بکمالِ آداب محتاجِ اذنِ زبانی ما گشتند کمافی شرح محمد فاضل...... (ع و)

سائر:...... بروزنِ فاعل۔ باقی۔ جمیع۔

بعض اعتراض کرتے ہیں کہ سائر بمعنی باقی ہے جمیع کے معنے لینا درست نہیں۔ یہ اعتراض صحیح نہیں۔ صراح میں لکھا ہے۔ سائر الناس ای جمیعهم...... اس جگہ بھی جمیع کے معنی موزوں ہیں...... (کھ)

اقطاب:...... وہ اولیاء اللہ جو رتبۂ قطبیت پر فائز ہیں۔

لسائر الاقطاب...... ای لباقی الاقطاب...... ان کان محبوب رب الارباب داخلاً فی الاقطاب علی مافسره مؤید الفضلا وهو الحق کما یدل علیٰ دخوله، قوله درست العلم حتی صرت قطباً ...... او لجمیع الاقطاب ...... ان کان غیر داخل علی مافسره فی کشف المحجوب ...... و فی التوجیه الاول اشارة الی قطبیة ذاتک المطهر المقدس عن جمیع شوائب النقص و المراده بالاقطاب ...... مطلق الاقطاب سواء کا نوا حاضرین او غائبین وسواء کا نوا احیاء او امواتاً...... (ع و)

لُمّوا:...... صیغہ امر جمع مذکر...... مخاطب اقطاب ہیں۔ محاورہ میں آیا ہے۔

فیہ للعھد الذھنی تامل...... (ع،د)

لَمَّ بفلانٍ ۔ اسکے پاس اترا۔ لَمَّ الطریق ۔ مسافر نے راستہ طے کیا لم بالمکان۔ مکان میں اترا۔ لَمٌّ: مصدر۔ اترنا۔ اپنا اور اپنے یاروں کا حصہ کھانا پینا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وتاکلون التراث اکلاً لما (تم اپنا اور اپنے یاروں کا حصہ کھاتے ہو)...... (ک)

بحالی: بابمعنی فی ۔ بابمعنی ملابست والساق ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ میرے حال میں داخل یا میرے حال کے ساتھ ملابس وملحق ہو جاؤ۔ یا آپ مکان عرفان میں نہیں جاسکتے جب تک میرے حال کا برقعہ نہ پہنو۔ یا میری ہدایت پر نہ چلو۔

وادخلوا:...... صیغہ امر جمع مذکر۔ دخول۔ کسی مکان میں داخل ہونا۔ استعارۃً کسی کے دل میں گھر کرنا۔ کسی مکان کے اندر جانا یا صحن میں اترنا لم اور دخول میں یہ فرق ہے کہ لم عام ہے کسی مکان کے اندر جانا یا صحن میں اترنا اور دخول کسی مکان کے اندر داخل ہونا یعنی صحن عرفان میں صرف اترنا کافی نہیں بلکہ محل عرفان میں داخل ہونا ضروری ہے...... (ک)

وادخلوا فی ھذا المجلس العظیم العلا و المقام المتعالی

انتم رجالی:...... مبتداء خبر۔ انتم رجال عظماء و شرفا انتم تابعون لی جملہ تعلیلۃ ...... ولفظ رجالی...... فی اکثر النسخ بالیاء والمترجم حملہ علی الاشباع و لیس محلہ...... (ع،د)

رجال جمع رجل ۔مرد پیادہ ۔ یا ۔رجالؔ سے مراد رفقا ۔خدام ۔ بھائی بند ہیں۔ گویا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز سوار ہیں اور دوسرے اولیا اللہ پیادہ یا حضرت سپہ سالار اور اولیا اللہ ان کے سپاہی جو ملک عرفان کو فتح کرنے کے لیے جاتے ہیں یا

رجال سے مراد مریدان باصفا ہیں جن کو حضرت قدس سرہ العزیز اپنی بارگاہ عرفان میں آنے کی ہدایت کرتے ہیں...... (ک)

شعر نمبر ۴

وھموا:۔ واؤ عاطفہ ۔معطوف علیہ شعر ماقبل

ھموا ۔ بصیغہ امر حاضر ۔ الھم ۔مصدر ۔ قصد کرنا ۔ مھم کا مادہ بھی ھم ہیں کسی کار بزرگ کا قصد کرنا...... (ک)...... ای اقصدوا بالقلب...... (ع،د)

واشربوا:۔ بصیغہ امر عطف ھموا پر ہے۔ ای بقیۃ ذلک الشراب الطھور بالقصد الاھتمام ۔ امر علی کافتہ

انتم:۔ جملۃ معترضۃ او تعلیلۃ.

جنودی:۔ جمع جند ۔لشکر ۔ محبوبون لی وانا الملک...... (ع،د)

فساقی:۔ پلانے والا ۔ علۃ المقدر ای لاضیق فی شرب الشراب لان ساقی القوم وھو اللہ سبحانہ تعالیٰ او محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وسع فی اعطاء الکاس بحیث یعنی للجماعۃ.

القوم:۔ الالف واللام للعھد ای قوم العاشقین للمحبوب الحقیقی

بالوافی:۔ تمام ،کامل ،مراد اس جگہ حالت بسط ہے۔

ای بالکاس الوافی و فیہ رمز الی ان ذلک الشراب کثیر لانھایۃ لہ متعلق بما بعدہ

ملالی: ملا...... اصل میں مَلَأً تھا ضرورت شعری سے ہمزہ کو الف پڑھا گیا اس جگہ بھی بعض کا اعتراض ہے کہ مَلَأً کا ہمزہ کیوں الف ہو گیا چونکہ ان کو زبان عرب پر عبور نہیں ہے اس لیے ایسا کہتے ہیں اس کی سند میں دو شعر پیش کرتا ہوں

قال بعض الفصحا

جراحات السنان لها التیام ...... ولایلتام ما جرح اللسان

(نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بھرتے)

علامہ عبداللہ عتبی اپنے فرزند ابو عمر کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

تجرا علی الدهر لما فقدته...... و لو کان حیا لاجترت علی الدهر

(جب میں نے اسکو گم کیا تو زمانہ نے مجھ پر حملہ کیا اگر وہ زندہ ہوتا تو میں زمانہ پر حملہ کرتا)...... یَلْتَامَ دراصل یَلْتَئِمَ و تجرا اصل میں تَجَرَّأَ بالهمزه تھا۔

ملالی:...... لی لام صله اور یائے متکلم۔ بعض نسخوں میں بالوافی ملال آیا ہے اس کے معنی موزوں نہیں۔ لیکن صحیح بالوافی ملالی ہے۔ اور یہی مشہور ہے...... (کھ)...... ملالی:. مُلا ماضی من ملاء مهموزا ونا قصا و 'ی' متعلق به واللام علی کل التقد یرین زائدة، ذکرت لزیاوة الارتباط و تحسین الکلام لان الملاء متعدی المفعولین بلا حرف الجر و قلب الهمزه بالالف للقافیه..........(ع و)

شعر نمبر۵

شربتم:...... فعل ماضی معلوم

مقول القول والخطاب للاقطاب و هو صیغة الماضی سواء کان مستعملافیه او بمعنی الامر کما صرح به محمد فاضل

فضلتی:...... پس خوردہ۔ یائے متکلم

بضم الفاء و سکون الضاد علی وزن القدرة بمعنی بقیة الشیء وههنا بقیة الخمر بعد الشرب

عن بعد:...... قال الشارحون من زائدة و یحیلون علی الرضی و معنی الزائده قد مر اقول فیه ان للقول رضی زیادة من مخالف لقاعدة النحاة و الشیخ ابن الحاجب اعنی ان من لا تزاد فی الکلام الموجب کما صرح فی الکافیه فی بحث الاستثنا اعنی ان من لا تزاد فی الاثبات و کما صرح فی حاشیه الهندی لزم زیادة من فی الا ثبات وفی بحث الحروف من زائدة فی غیرالموجب وقد کان من مطرو شبهه و یغفر لکم من ذنوبکم معاول الی لقد کان بعض المطر اوشیء منه کمافی الهندی والکافیه و غیر ذلک فانظر الی ماقلت لک الحال ولاتلتفت الی ما قیل او یقال ...... والاخفش و هم یجوزون زیادة من فی الاثبات..........(ع و)

سکری:...... سکر مضاف یائے متکلم کی طرف

ولا تلتم:...... لا ...... حرف نفی

نلتم صیغہ ماضی بوزن خفتم ۔ نیل ۔ مصدر ۔ پانا ۔ حاصل کرنا۔

علوی:...... بضم العین ای علو القدر و المرتبة التی اعطانی ربی

یائے مفعول۔

واتصالی: ۔ اتصال ملنا ۔ ضد انفصال

اتصالی. بالاضافة یاء متکلم ای اتصالی الّتی باللہ سبحانه عزوجل۔

شعر نمبر ۶

مقامکم:...... بضم و بالفتح۔ موضع۔ مقام۔ اس جگہ سلوک و قرب الی اللہ مراد ہے۔
مقامکم العلی: مقامکم مبتدا العلی بضم العین مصدر۔ بلندی۔ خبر مبتدا العلی دراصل ذو علی تھا حمل بواسطہ 'ذو' ہے یا العلی بمعنی العالی بذریعہ حمل اشتقاق خبر مبتدا ہے اور خبر کا معرف باللام ہونا بصورت جملہ حصر کے لیے آتا ہے۔ جیسا زیدن المنطلق، ذلک الخسران المبین۔ یا حمل مصدر کا مبالغہ ہے
جملة مستانفة موردة لبیان سبب مضمون الجملة السابقه و الخطاب للاقطاب. .... **جمعاً**: ای جمیعاً
ولکن:...... معطوف علیٰ الجملة السابقه و هو مخففة من المثقلة ...... ولیست بعاطفه کما صرح فی الرضی من ان لکن مع الواو لیست بعاطفة بالا جماع .... **مقامی**۔...... مبتدا
فوقکم:...... خبر، والمضاف محذوف ای فوق مقاماتکم
ما:...... نافیه کذا فی حاشیه الهندی وفیه ضمیر عائد الیٰ المقام اسم
زال:۔ بالزا المعجمه خبر بعد خبر لمقامی ...... اوجملة دعائیة...... وزال ناقصة ان کان من زال یزال، لامن زال یزول. کذامن شرح الجامی للکافیه. وفی الاستعمال لا یستعمل مازال الاناقصا کذا صرح به ملا عصام و هما حررنا ظهران الفعل الناقص هو زال فیما زال دون مجموع ما زال کذا صرح بهٖ و زال اجوف واوی

کخاف یخاف کذا صرح به المولوی المعنوی فی حاشیه علی شرح الجامی.
عالی:...... خبرزال فی محل النصب ای مازال عالیاً و حذف التنوین واسکان الیاء للقافیه لکن قرء بای للضرورة الشعریه...... (ع و)
مازال عالی:...... اصل میں مازال عالیاً تھا۔ ضرورت شعری کے لیے عال مجرور پڑھا گیا ہے اور یہ جائز ہے۔ ایک فصیح زماں احمد بن ابی القاسم اپنے ممدوح ملک مسعود کی تعریف میں کہتا ہے (دیکھو مجانی الادب۔ باب۔ المحامد والمدائح
ان کان عالٍ فی الخلافة قدره...... فابوه منها فی محل عالٍ
(اگر اس ممدوح کا مرتبہ خلافت میں بلند ہے (تو عجب نہیں) کیوں کہ اس کے باپ کا مرتبہ خلافت بھی بلند تھا۔ یعنی آباؤ (اجداد سے بادشاہ چلے آتے ہیں) اس شعر میں خبر کان مقدم ہے اور قدره اس کا اسم ہے اصل میں ان کان قدره عالیاً فی الخلافة لیکن عالٍ پڑھا گیا اسی طرح مازال عالی ہے۔

شعر نمبر ۷

انا:۔ ضمیر متکلم۔ بعض اعتراض کرتے ہیں کہ 'انا' کا اشباع کیوں ہے؟ اس کے جواب میں شیخ کامل ادیب علامہ عمر بن الوردی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔
کل اهل العصر غمرو انا .... منهم فاترک تفاصیل الجمل
اس شعر میں بوجہ ضرورت شعری 'انا' اشباع سے پڑھا گیا۔
انا جملة مستانفة بیانیة للمقام العالی فاذا عرفت هذا فاعلم انه جاء لفظ 'انا' فی الحدیث الشریف اعنی 'انا سید ولد آدم ولا فخر' واما ما وقع فی بعض التفاسیر بالمنع فهو مبنی علی القصد والا راده .. ان

كان غرض القائل كبراً و ترفعاً فهو منهى وغير جائز و غير صواب وان كان غرضه اظهار نعماء الله سبحانه فهو جائز لا وصمة فيه بل عين الصواب كذا ذكره الشيخ عبدالحق الدهلوى فى شرح المشكوة الشريف

فى حضرت :۔''طرف وقع'' خبر لانا۔درگاہ۔بارگاہ

التقريب:۔ نزدیک کرنا۔تقرب کے حصول کی کوشش کرنا
القرب والحضور والمشاهدة والمراد به ذات الله او ذات النبى ﷺ

وحدى:۔لا شريك لى احد من الاقطاب فى هذا الوصف حال من الضمير المستكن فى الظرف و فى واحد من النسخ بالجيم كما صرح به محمد جمال

يصرفنى:۔جملة معترضه وقعت آخر الكلام خبر بعد خبر لانا اى يصرفنى من حال الىٰ حال من الملك الى من يشاء او من صفة الىٰ صفة او من ولاية الىٰ ولاية اعلى منها۔

حسبى :.....بمعنى المصدرى والحمل بطريق المبالغة كما هو المناسب للمقام وجعله بمعنى اسم الفاعل . امر لايناسب للمقام . اى حسبى لإصلاحِ الحال والمال وحصول لآمال۔

ذوالجلال :.....ذوالجلال الكبير العال المتعال . فاعل يصرفنى۔
فاعلم انه يحتمل ان يكون الظرف والحال معمولان مقدمان ليصرفنى و تمام الجملة خبر واحد لانا۔
و حسبى خبر مبتدا محذوف اى هو حسبى و هذه الجملة معترضة

واقعة بين الفعل اعنى يصرفنى و فاعله اعنى ذوالجلال و يحتمل ان يكون حسبى مصدر مضاف الى يا ء المفعول معطوف علىٰ يصرفنى لتضمنه معنى يحسبنى و يكفينى كذا فى شرح التلخيص و حاشيه السيد السندوفا علهما ذوالجلال علىٰ سبيل التنازع

وحسبى:.....مصدر حسب يحسب . بالفتح فى الغابر و هو لغة فصيحة فى هذا الباب كما يشعر به كلام الله العزيز العلام اعنى ايحسبه الظمان ماء . او. ايحسب . ان لن يقدر عليه احد.... و كلام البلغا ء و الفصحاء كمافى القصيدة البرده ايحسب الصب ان الحب منكتم: . وان كان الكسر فيه مشهور فى كتب العربيه وهو لغة غير فصيحة . فيه تامل(ع و)

شعر نمبر۸

انا البازى:۔ 'انا' ضمیر واحد متکلم.....'البازی' ۔طائر معروف۔ غلبته و حسنه و اعتباره فى جميع الطائرين وهو بمنزلة الاصل فى الشجاعة والالف واللام للعهد اى مثل البازى فى الصيد يعنى فى تحصيل الدرجات و علو المقامات

الاشهب:۔وہ چیز یا جانور جس میں سفیدی وسیاہی ہو لیکن سفیدی غالب ہو۔غالب
والاشهب من البازى اغلب وانور واشد قوه اوشجع واسبق اصطيادا واعلىٰ قدرا واعلىٰ قيمة منه وقيل فى النسخة المعتمده عليه معرف باللام على وزن الاحمر هو البياض الذى غلب على السواد كذا فى الصراح و سكون الباء للوزن. واشهب مضاف و كل مضاف

الیه و هو الظاهر علی النسخ المشهور بناء علیٰ ما قیل ان افعل التفضیل اذا کان مستعملا فلا بدله من ان یکون مضافاً او معرفاً باللام او بکلمة من و ههنا لما کان الاخیران معدو مان تعین الاول . تامل

کل:۔ بالکسر لکن فی النسخة المعتمده بفتح الکل و وجهه خفی لیس بمعلوم و یحتمل ان یکون کل شیخ مبتداء و اشهب خبر مقدم علیه ای و کل شیخ سوائر فرس اشهب علیٰ حذف الموصوف و حرف العطف کذا صرح به مولوی محمد جمال مضاف وشیخ مضاف الیه بتقدیر من کما اشار الیه ملا فضل الله سیالکوٹی

الشیخ:۔.....اصطلاح صوفیہ میں اس سالک کو کہتے ہیں جو شریعت کی متابعت سے حقیقت کے مرتبۂ عالی تک پہنچ جائے اور درجۂ فنا سے بقا پر فائز ہو۔ (کھ)

والشیخ هو العالم العامل الداعی للخلق الی الحق وان کان شاباً و قد یعبر به عما یکثر علمه لکثرة تجاربه و معارفه وقیل من الذی یحی السنة و یمیت البدعة و قیل الذی یقتدی به الخلق و یکون افعاله واقواله حجة للخلق وان کان شابا وفی اصطلاح المحدثین من حفظ مایتے الف حدیث متناً و سنداً و قیل من یکون ثقة فی علم الحدیث ...... و تنوین الشیخ للتعظیم ای شیخ عظیم من شیوخ الزمان (ع و)

اشهب کل شیخ:۔ یعنی اغلب کل شیخ ہے 'انا' ضمیر متکلم مبتدا۔ البازی معرف باللام، جو افادہ، کمال کا دیتا ہے یعنی فرد کامل خبر ہے 'انا' کی...... اور ''اشهب مضاف'' ''کل شیخ'' مضاف الیہ دوسری خبر ہے 'انا' کی...... دوسری ترکیب...... 'کل' کے ماقبل لفظ 'علیٰ' محذوف ہے جو جائز ہے۔ اور 'کل' کا کسرہ حرف 'علیٰ' کے حذف پر

فاعطنی میں ہمزہ ساقط کیا گیا ہے۔

مثالی:.....ای مثل مرتبتی بالا ضافة الیٰ یاء المتکلم مفعول ثانی للفعل السابق

شعر نمبر ۹

کسانی:۔ ماضی مطلق۔ نون وقایہ۔ یائے متکلم مفعول۔ **کسوة**۔ لباس پہنانا۔ جمله مستانفه بیانیه، انه خبر بعد خبر لجدی و یحتمل انه خبر جدی ان کان صاحب العین صفة له. هو علی وزن دعا مشتق من الکسوة و ضمیر الراجع الیٰ ذوالجلال فاعله والیای مفعوله الاول ای کسانی سلطان جمیع السلاطین جل شانه عم نواله و هذا لتوجیه احسن معنی وان کان بعیدا لفظاً کما یخفیٰ او محمد رسو ل الله وهو اقرب لفظاً و یریده.

خلعة:۔ مفعول الثانی بکسر الخا علی وزن الکسوة. آنچه بادشاهان جامه مرحمت می دهند کذا فی الموئید و فی الرشیدی. بالکسر جامه دوخته که کسے را پو شانند و التنوین للتفخیم ای خلعة ذاقدر و مرتبة او التنوین للتعظیم ای خلعة معظمة

طراز:۔ بالکسر (بیل بوٹے جو کپڑے پر ہوتے ہیں) معرب ہے تراز کا۔

عزم:۔ مصدر۔ قصد کرنا۔ عزم کے مفہوم میں فنائے اسباب وتدابیر شامل ہیں۔

توجنی:۔ ای البسنی۔ تاج پہنانا۔ البسنی کے بجائے توجنی فرمایا۔ تاکہ لفظ تیجان کی مناسبت قائم رہے۔..... **تیجان:۔** جمع تاج مثل جیران جمع جار۔ و فیه اشارة الیٰ کثرة انواع الکمال والغایات

الکمال: ای بالمنزلة و الدرجة التی یلیق بالا رتباط الولایة الکاملة و ریاسة العظیمة و غوثیة العظیمة وقطبیة الکبری و سائر العنایات

تیجان الکمال سے مراد عزتِ وصالِ باری عز اسمہ ہے۔

شعر نمبر ۱۰

اطلعنی: صیغہ ماضی، نون وقایہ۔ یائے متکلم مفعول۔ اطلاع۔ آگاہ کرنا۔

سر قدیم: ...... راز دیرینہ۔ راز مخفی۔ ضد ظہور۔ **قلدنی**: ...... صیغہ ماضی۔ نون وقایہ۔ یائے متکلم۔ مفعول۔ ای الولایة والقطبیة فی عنقی یعنی اخرجنی من تصرفات النفس و ادخلنی فی تصرفاتِ الاولیاء۔

اعطانی: ...... صیغہ ماضی، نون وقایہ، یائے متکلم مفعول

سؤال: مطلوب۔ مقصد۔ سوال بمعنی المسئول۔

شعر نمبر ۱۱

ولانی: ...... ولّیٰ۔ صیغہ ماضی۔ نون وقایہ۔ یائے متکلم۔ مفعول۔ ماضی من التولیه ای ولانی بالتصرف التبدیل والنصب و غیر هم فی الامور المفوضة الیهم و فیه رمز الیٰ عدة الاسما منها الولی

علی الاقطاب جمعاً: ای علی جمیع الاقطاب ۔ والحاکم. یفهم من فحکمی ...... **فحکمی**. فالتفریع ...... **نافذ فی کل حال**: ...... فی ...... الاقطاب. ای جار فی کل حال ای فی حالة الحیات و الممات والابتدا والانتها والقبض والبسط والقرب والبعد والشرق والغرب والقریب والبعید والحال والاستقبال والظاهر والباطن والاقطاب و

سائر الناس وفی جمیع الاوقات و فی جمیع الامور و هو الانسب

شعر نمبر ۱۲

فلو: فالتفریع. لو حرف شرط ۔ لتعلیق مضمون الجملة الثانیه بالجملة الاولیٰ بانتفائیه ...... **القیت**: ...... ماضی۔ القا۔ ڈالنا

سری: ...... بکسر السین مفعوله 'ی' سرالتی اعطانی ربی والمراد بالسر ذالک السر القدیم ...... **فی**: بمعنی علی۔ الفاظ فی کے استعمال میں یہ نکتہ ہے کہ حضور کی توجہ ایسی باریک ہے کہ سطح بحر تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کی تہ تک پہنچتی اور ایک ایک قطرہ میں سرایت کرتی ہے ...... **بحار**: ...... جمع بحر۔ دریا۔ بڑی نہر۔ خلاف البر والمراد به الاولیا کما هوا لظاهر المناسب السابق ...... **لصار**: ...... جزاء الشرط۔ و صار، ناقصہ۔ واللام للتاکید والجزاء ان کان ماضیا مثبتا یصدر باللام کذا فی الرضی

الکل: ...... اسم صار۔ اس میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہے یعنی کل البحار یا کل ماء البحار۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کل اور بعض کے لفظ خود معرفہ ہیں۔ پھر الف لام ان پر کیوں لایا گیا۔ قاموس میں اس امر کو صاف کیا گیا ہے۔ و یقال کل و بعض معرفتان و یجیء عن العرب بالالف واللام وهو جائز. اس سے ظاہر ہے کہ الف لام کا لانا درست ہے۔

غوراً: مصدر بمعنی اسم فاعل خبر صار۔ نشیب زمین جس میں پانی خشک ہو گیا ہو۔

فی الزوال: بفتح الزا۔ دور گشتن و دور شدن از جائے۔ یعنی بھر جانا یا جگہ سے دور ہو جانا۔

شعر نمبر ۱۳

لدکت:۔......لام للتاکید۔نائب فعل۔ضمیر جبال کی طرف راجع ہے۔
دکت۔ماضی مجہول۔مصدر دک۔کوٹنا۔شکستہ ہونا۔

و اختفت: من الخفا. الی ان لایبقی اثر من آثارها.

رمال: جمع رمل۔ریت۔والمعناہ کثیر

شعر نمبر ۱۴

فوق:۔ ضد تحت۔اوپر......**نار:** آتش......**لخمدت:** لام تاکید جزا پر واقع ہوا۔خمدت۔صیغہ ماضی معروف

وانطفت:۔ انطفاء وطفو۔آگ کا گل ہو جانا
باب انفعال کے استعمال سے یہ مقصود ہے کہ آگ کا نام ونشان تک باقی نہ رہا

حالی:۔ متعلق بالفعلان

شعر نمبر ۱۵

میت:۔......مردہ۔مخفف میت۔دراصل میوت بروزن فیعل تھا۔واؤ......یای......ہو کر مدغم ہوئی۔میت بالتخفیف وبالتشدید دونوں طرح قرآن شریف میں آیا ہے۔ویسے بھی بعض الفاظ مشدد کو مخفف پڑھا جاتا ہے جیسا کے ضیق کو آیت ولاتک فی ضیق مما یمکرون میں بالتخفیف پڑھتے ہیں۔ایسا ہی لین کو لین...... هین کو هین وغیرہ......بعض نے میت بالتخفیف اور میت بالتشدید میں یہ فرق کیا ہے کہ میت اس کو کہتے ہیں جو مر چکا ہو اور میت وہ ہے جو مرنیوالا ہو اور ابھی مرا نہ ہو۔

قام: ماضی معروف۔قیام مصدر۔کھڑا ہونا۔

قدرت:......توانستن۔توانائی۔کسی چیز پر قابو پانا اور اختیار کامل رکھنا

المولی:......اصل میں صیغہ مفعول مولوی تھا۔واؤ......یای......میں مدغم ہوئی۔مولی ہوا۔اور پھر تخفیف سے اس کو مولیٰ پڑھا گیا۔جیسا کہ معنی کو معنی پڑھا جاتا ہے۔

تعالی:......تعالی۔دراصل تعالی بروزن تفاعل صیغہ ماضی ہے۔یعنی تعالیٰ شانہ یہ جملہ المولیٰ کا بہ تقدیر قد حال ہے۔اس پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ المولیٰ موصوف......تعالی اس کی صفت ہے......موصوف معرف باللام کی صفت جملہ واقع نہیں ہو سکتا۔کیونکہ جملہ نکرہ کے حکم میں ہے اور نکرہ معرفہ کی صفت نہیں ہو سکتا۔تعالی کو صفت قرار دینا غلط ہے۔یہ اعتراض درست نہیں دراصل تعالی جملہ حالیہ ہے یا جملہ مستانفہ ثنائیہ ہے۔یعنی خدا کی تعریف وتعظیم کے لیے۔یا۔یہ جملہ الگ ہے۔جیسے قال اللہ تعالیٰ عزوجل کہتے ہیں۔مراد اس سے تعالیٰ اسمه و عزبرهانه و جل سلطانه ہے۔دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تعالی کو تعالِ بکسر لام کیوں پڑھا گیا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ تعالی اصل میں تعالی تھا۔بروئے قاعدہ، یای، کو، الف، سے بدلنا چاہیے تھا مگر ضرورت شعری کے لیے 'یای، بحال رہی اور اسکے ماقبل کو مناسبت کے لیے مکسور پڑھا گیا۔جیسا کہ احمد غیر منصرف کو برعایت قافیہ باحمد بکسر پڑھا گیا ہے۔شرح ملا میں اسکی نظیر میں شعر ذیل ہے۔

بشیر نذیر ہاشمی مکرم
عطوف رؤف من یسمی باحمد

شعر نمبر ۱۶، ۱۷

و:۔ استینافیہ......**ما:**۔ حرف نفی۔مشبہ بلیس...... **منہا:**۔......میں ضمیر مجرور مبدل منہ اور" شهور ودهور "جو تمرو تنقضی کے موصوف ہیں

بدل۔ اس توجیہ پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ شہور و دھور اسم ظاہر ہیں ضمیر سے بدل واقع نہیں ہوتے اس کا جواب قافیہ میں درج ہے۔

لا یبدل ظاهر من مضمر بدل الكل الا من الغائب نحو ضربته زيداً

اس مثال میں ضمیر غائب سے "زیداً" بدل واقع ہوا ہے۔ شہور اور دھور کو۔ مجرور اور مرفوع دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ مجرور کی توجیہ اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

مرفوع کی یہ توجیہ ہے کہ یہ اسم ہے ماشبہ بہ لیس کا اور تنہا صفت ہے۔

شہور:...... جمع شہر۔ مہینہ۔ پہلی رات کا چاند ...... **دھور:**...... جمع دہر۔ زمانہ۔ ابد۔ فصول سال۔ دنیا کا تمام عرصہ۔ وقت ...... **تمر:**...... صیغہ مضارع۔ مرور۔ گزرنا۔ جانا ...... **تنقضی:**...... صیغہ مضارع۔ انقضا۔ تمام ہونا۔ ختم ہونا۔ ہر دو کا فاعل ضمیر مستتر ہے۔ جو شہور و دھور کی طرف راجع ہے ...... الا حرف استثنا

اتا:۔ صیغہ ماضی۔ اتیان مصدر مجرد۔ آنا ...... **لی:**۔ مرکب ہے لام اور یائے متکلم سے۔ لام اختصاص یا انتفاع کے لیے ہے۔ ذكر الدهور بعد الشهور تعميم بعد التخصيص و هما بدلان من الضمير مفسران له و ايراد الشيء المبهم اولاً ثم تفسره بعده طريق من البلاغة

تخبرنی:...... تخبر۔ مضارع۔ اخبار۔ مصدر (خبر دینا) ...... **ما:**۔ اسم موصول ...... مراد ...... امر واقع ...... **یاتی ویجری:**...... فعل مضارع بصیغہ واحد مذکر غائب۔ فاعل کا ضمیر 'ما' کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو کچھ ظہور میں آتا ہے۔ اور جو ماجرا گزرتا ہے ...... **تعلمنی:** فعل مضارع۔ فاعل۔ ان کا ضمیر راجع ہوئے شہور و دھور ...... اعلام ...... خبر دینا ...... **فاقصر:**۔ فا۔ فصیحہ۔ اقصر۔ صیغہ امر۔ اقصار۔ روکنا ...... یعنی اقصر نفسک ...... **جدالی:**...... جدال۔ جنگ و

خصومت۔ بحث و مناظرہ۔ باب مفاعلہ کا مصدر۔ ان شعروں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ شہور و دھور جمع ہے۔ اسکی طرف ضمیر مونث راجع ہوتی ہے۔ جیسا کہ منہا اور "تمرو تنقضی" سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ "اتی" میں ضمیر فاعل مذکر ہے اور یہ درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جمع کی طرف مفرد کی ضمیر بتاویل كل واحد راجع ہو سکتی ہے۔ یعنی كل واحد من الشهور والدهور اتالی۔ اس میں ایک یہ لطیف نکتہ ہے کہ ہر ایک مہینہ اور ہر ایک زمانہ فرداً فرداً حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ "اتالی" محاورہ عرب میں نہیں آیا۔ بلکہ "اتاہ" یا "اتالی" "آیا ہے یعنی "اتا" کا صلہ لام نہیں آتا اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں تضمین ہے اصل عبارت یوں ہے اتی منقاداً لی یعنی مہینے اور زمانے میری اطاعت کرتے ہوئے آتے ہیں۔

شعر نمبر ۱۸

مریدی:...... مرید۔ ارادت مند۔ یائے متکلم۔ منادی ہے۔ یا حرف ندا محذوف قرآن شریف میں ہے۔ یوسف اعرض عن هذا۔ ...... **ہم:**...... امر۔ ہام یہیم سے۔ ہیمان۔ ہیوم۔ سرگشتگی۔ عاشق ہونا۔ مستہام (سرگشتہ) کا مادہ بھی ہیم ہے۔ هم على وزن بع امر من الهيمان بمعنى التحير واتّاهُم بضم الها امر من الهم بمعنى القصد و خفف لمحافظة الوزن......

طب:...... طاب یطیب سے۔ طيب و طيبة۔ خوشبو۔ پاکیزگی۔ طیب پاک و حلال۔ طب۔ طهر عن الخبائث و عن هوا النفس۔ ...... قال فی ترجمہ۔ از آلودگی ماسوای او۔ و از خلق واز ہوائے نفس وقال فی ترجمہ آخر "خوش باش"

واشطح:۔ صیغہ امر۔ محاورہ عرب میں ہے۔ شَطَحَ البَحْرُ ماءَہ دریا نے سیلاب

نکلا۔ای کلم بای کلام شئت سواء کان مراده ظاهرا فانه لایواخذ العشاق بما صدر منهم من غلبة العشق وقال فی ترجمه "بے پرواشو"...... **وغن**:۔ صیغه امر حاضر من الغنا. واظهار الیا للقافیه...... "یا" تغنیه بروزن تفعله مصدر تفعیل گانا۔خوش ہونا۔آخر میں اشباع کسرہ سے پیدا ہوئی ہے...... وقال سید محمد غوث بشوری فی شرحه واغن وغنی باش از مردم کہ ترا با وجود من احتیاج نیست...... **وافعل**:...... بصیغہ امر حاضر (کام کر) ہمزہ وصل کو ضرورت شعری کے لیے قطعی پڑھا گیا ہے۔ من المباحات کماصرح المترجمون اعنی از امور مباحات وان کان خلاف الظاهر لا من المنهیات کما هوا الظاهر للمبالغة وصرح به الناظرون لان الله لایا مر بالفحشاء والمنکر فکیف یامرا حبابه بهما و من المباحات والمنهیات کما هو مقتضی التعمیم. صیغة الامر للاباحة کما مر لا للوجوب. فافهم ولا تخبط. اومن التصرفات الظاهریه والباطنیه. فتامل

ماتشاء:......مفعول افعل من الخیر والشر کما هو مقتضی التعمیم. الف ممدودہ کو ضرورت شعری کے لیے مقصورہ پڑھا گیا جیسا کہ عنترہ کے شعر

فاعصی مقالته ولا تحفل بها...... واقدم اذاحق اللقا فی الاول

میں اللقا ممدودہ کو مقصورہ پڑھا گیا ہے۔

فالاسم:......الفاء تعلیلیه واللام عوض عن المضاف الیه ای اسمی

عال:۔ عالی۔بلند ہونا۔بلندی۔بلند۔اصل میں فاسمی عال تھا یعنی میرا نام بلند تھا۔عالی۔ای عندالله سبحانه اوفی الدنیا والآخره

شعر نمبر ۱۹

لاتخف:۔ فعل نہی۔خوف۔مصدر۔ڈرنا

ترک المفعول للدلالة علی العموم ای من احدو ظالم و شجاع وولی و یحتمل ان مفعوله محذوف ای احد القرینة مابعده

الله:۔ اسم ہے ذات مستجمع صفات کاملہ کا۔اصل میں الاله تھا۔ہمزہ گر گیا۔لام میں لام ادغام ہوا۔الله ہو گیا۔بعض کے نزدیک اله بروزن فعال بمعنی مفعول (معبود) ہے بعض کا یہ خیال ہے کہ الله میں کوئی تعلیل نہیں ہے۔

ربی:...... پروردگار۔اسماء الٰہی سے ہے۔غیر الله پر اسکا اطلاق سوائے اضافت اور الف لام کے نہیں ہوتا مثلاً رب المال. الرب

بیضاوی میں رب بمعنی تربیت (رفتہ رفتہ چیز کو کمال تک پہنچانا) لکھا ہے۔انہی معنوں میں خداوند تعالیٰ کا نام ہے جو اپنی مخلوقات کی تربیت کرتا ہے۔پس رب۔ مصدر بمعنی اسم فاعل مبالغہ کے لیے عدل بمعنی عادل مستعمل ہے۔

الله ربی:......الله مبتدا .ربی خبره. هذه جملة مستانفة لبیان باعث النهی. وفیه احتما ل آخر وهو. الله. مفعول لا تخف و ربی، صفة له، ولا ربا صفة بعد صفة ولا حذف بمعنی مریدی لا تخف، اللهاصلاًفصلاًعن المخلوقات فانه ربی و معین و ناصر لی ولا رب سواه لی.

عطانی:...... خبر بعد خبر۔صیغہ ماضی۔عطو گرفتن بدست۔

اس میں نکتہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ رفعت کی تلاش کرتا۔رفعت نے خود مجھے حاصل کیا۔میں رفعت سے بالاتر تھا۔اس صورت میں رفعۃ فاعل عطانی ہوگا۔

عطو اور اعطا میں فرق ہے۔یا۔عطانی دراصل اعطانی تھا ہمزہ بوجہ ضرورت شعری بعد سقوط حرکت حذف ہوا۔اس صورت میں رفعة منصوب ثانی اعطیٰ کا ہوگا۔

رفعة: ۔ بالکسر ۔ مصدر ۔ یا ۔ حاصل مصدر ۔ بمعنی بلند ہونا و بلندی ۔

نلت: ۔ بوزن خفت ۔ فعل ماضی صیغہ واحد متکلم ۔ نیل مصدر ۔ پانا ۔ حاصل کرنا ۔ پہنچنا ۔

المنال: ...... ای المقاصد ۔ فالیاء غلط لاسترة علیه.

شعر نمبر ۲۰

واش: ۔ اصل میں شرِّ واشِیٍ تھا ۔ کسرہ ، یاء پر ثقیل تھا ۔ گرایا گیا ۔ بعدہ نون تنوین اور ی میں التقاء ساکنین ہوا ۔ ی کو (جو حرف علت ہے) گرا دیا گیا ۔ واشٍ ہو گیا ۔ شر مضاف حذف کیا گیا ۔ بقرینہ آیۂ کریمہ و من شر حاسد اذا حسد ۔ مگر اثر اس کا اعراب واش پر قائم رہا ۔ یا محلا منصوب ہے کیوں کہ لاتخف کا مفعول ہے ۔ ضرورت شعری سے مجرور پڑھا گیا ۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں اس اعتراض کو سورہ انفال میں حل کیا ہے چنانچہ تفسیر آیہ تریدون عرض الدنیا واللّٰہ یرید الآخرۃ میں لکھا ہے ۔ کہ ایک قرآت میں واللّٰہ یرید الآخرۃ بکسر تاء آخرۃ ، ہے یعنی عرض الدنیا و الآخرۃ ۔ عرض مضاف کو حذف کیا اور آخرۃ مضاف الیہ کو اصلی حالت اعراب پر رکھا ۔ وشی ۔ وشایۃ ۔ مصدر ۔ برائی کا خیال رکھنا ۔ خلاف واقع باتیں بنانا ۔ چغلی کھانا ۔ قال فی الترجمۃ ۔ بیم دشمن ۔ بدخواہ و بداندیش و سخن چیں

فانی: ۔ فا للتعلیل ۔ ...... **عزوم:** ...... صاحب العزم والثبات ۔ خبرہ صفة المبالغة کالشکور ، مالک السیف **قاتل:** ...... خبر بعد خبر ...... **عندالقتال:** ...... ظرف له ای انی قاتل عندالمقاتلة و مزاحمة الاعداء المخالفین

شعر نمبر ۲۱

طبولی: ...... طبول ۔ جمع طبل ۔ جیسے اصول جمع اصل ۔ ڈھول ۔ نقارہ

السما: ...... آسمان ۔ الف ممدودہ کو مقصورہ پڑھا گیا ...... **ارض:** ...... زمین

دکت: ...... فعل ماضی مجہول ۔ دک الطبل ۔ نقارہ پر چوٹ لگائی
الطبل کنایة عن التصرف ای تصرفی جار فیهما ۔ فی السما ای فی اهل السماوات ، واهل الارض ، والجار مع المجرور معمول.

شاؤس: ...... نگہبان و نقیب ۔ چاؤش کا معرب ہے

سعادة: ...... نیک بختی ۔ شاؤس السعادۃ ۔ اضافۃ الصفت الی الموصوف

بدا: ...... صیغہ ماضی بدو ۔ مصدر ۔ ظاہر ہونا ۔ محاورہ میں ہے ۔ بدء له فی الامر ظهر له مالم یظهر له اولاً یہاں بھی ہمزہ الف ہو گیا ہے ۔ جیسا کہ ملا لی میں ۔

شعر نمبر ۲۲

بلاد: ۔ جمع بلدہ ۔ گاؤں یا شہر ۔ حیوان کے رہنے کی جگہ ۔ خاک ۔ زمین ۔ بیابان ۔

بلاد اللّٰہ: ...... ارض اللّٰہ ۔ یہاں ہفت اقلیم مراد ہے ...... **ملکی:** بالضم ای بضم المیم ۔ السلطنة فهو ملک ، اوبکسرہ وهو المال ای فی تصرفی وولایتی و سلطنتی ...... **تحت حکمی:** ...... خبر بعد خبر ۔ ای تحت تصرفی ...... **وقتی:** وقت ۔ زمانہ کا وہ حصہ جو کسی کام کے لیے مقرر کیا ہو ...... **قبل:** زمانہ گذشتہ ۔ نقیض بعد

قدصفالی: ...... صفا ۔ ماضی ۔ صفو وصفاء ۔ مصدر ۔ کدورت سے پاک ہونا ۔ روشن ہونا ۔ وقتی ۔ مبتدا ۔ قبل ۔ ظرف للفعل الآتی قدم علیه للوزن قدصفا ۔ ماضی والضمیر فاعله ولی مفعوله ،

وقت: ...... عبارت از حال آدمی است در زمان موجود آں تعلق بماضی و مستقبل نیست

شعر نمبر ۲۳

نظرت:۔ ماضی معروف۔ ضمیر متکلم۔ غور سے دیکھنا۔ **الی** بحرف جر

نظرت ۔ بالعین الظاهری من النظر. او بالنظر الدقیق بناء علی ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل.

الیٰ بلاد اللّٰه:۔ بالکسر جمع بلاد۔ الاضافة لاستغراق ای جمیع اهل بلاد الله

کخردلة:......فعلمت ان ذلک البلاد و موتبتها کخر دلة

الکاف للتشبیه ۔مضاف اس جگہ محذوف ہے۔ یعنی کنظر الخردلة یا عامل اس کا محذوف ہے یعنی وجد تها کخردلة...... **حکم:**...... مراد اس جگہ حیثیت اور اعتبار یعنی من حیث الاتصال...... علیٰ حکم۔ للمقابلة...... اتصال: مصدر۔ ملنا۔ پہنچنا۔ کام بلاناغہ جاری رہنا۔ حکم اتصال سے مراد ہیئت مجموعی ہے۔

الاتصال مکاشفة المحبوب و مشاهدته کما فی عین العلم ومعنی الاتصال بالحق الانقطاع عما دون الحق ولیس المراد بالاتصال، اتصال الذات بالذات لان ذلک انما یکون بین الجسمین وهذا التوهم فی حق الله تعالیٰ کفر بل بقدر انقطاعهم عن غیر الحق اتصالهم بالحق کما فی الرسالة الملکیة و کذا لیس المراد مواصلة الجسم بالجسم لان ذلک فی حق الله تعالیٰ کفر

شعر نمبر ۲۴

و کل:۔ مبتدا...... **ولی:۔** من اولیاء الله تعالیٰ۔ دوست متصرف۔ مقرب الی الله

له:...... لہ کی ضمیر راجع بسوئے ولی۔...... **ولی**۔ولی. خفف لضرورة کالنبی فی المصرع الثانی...... **قدم:**...... ق، دال، دونوں مفتوح ہے۔ قدم کو اگر بسکون دال پڑھا جائے تو ضرورت شعری کے لیے جائز ہے۔ اگر بفتح پڑھا جائے تو

بھی وزن درست رہتا ہے۔ کیوں کہ له قدم ۔مفاعلتن درست ہے۔ ضرورت شعری میں متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک کرنا جائز ہے۔ چنانچہ علامہ جار اللہ زمخشری فرماتے ہیں۔

ضرورة الشعر عشر عد جملتها
قطع ووصل و تخفیف و تشدید
ومد و قصر و اسکان وتحریک
ومنع صرف ، صرف ثم تعلید

النبی:۔ فعیل بمعنی فاعل آگاہ کرنے والا...... الالف واللام للعهد ای محمد علیه الصلوٰة السلام...... **بدرالکمال:۔** اضافة الموصوف الی الصفة ۔ یا مضاف محذوف ہے۔ اصل میں بدر سماء الکمال تھا۔

ولی و نبی مخفف ولی و نبی کا ہے۔ اور یہ جائز ہے جیسا کہ علامہ صفدی کہتا ہے۔

ثم الصلوة علیٰ ازکی الوریٰ حسبا ... محمد و امیرا لمومنین علی

علی مشدد تھا۔ اسکو مخفف پڑھا گیا۔ مجانی الادب کے ایک قصیدہ میمیہ میں بھی ایک شعر اس کی تائید میں ہے۔

فما ذلت فی لینی له تعطفی...... علیه کما تحنوا علی الولد الام...... ام مشدد کو مخفف پڑھا گیا۔

شعر نمبر ۲۵

درست:...... ماضی متکلم...... درس درسا و دراسة کتاب کو پڑھا

علم:۔ جاننا۔ علوم فقہ۔ حدیث، تفسیر، عرفان...... **حتیٰ:۔** غایت اور انتہا کے لیے آتا ہے۔...... **صرت:۔** فعل ناقص۔ واحد متکلم ماضی...... **قطبا:۔** خبر ہے

صرت کی...... **نلت**:۔ ماضی ۔ واحد متکلم...... **سعد**: سعادت ۔ مدارج سعد۔
مولی الموالی:...... خدائے تعالیٰ عزاسمہٗ...... ملا فضل اللہ سیالکوٹی
فی ترجمۃ الانسب ان یکون مجھولہ کما یدل قولہ حتی صرت قطبا
فافھم و قیل علی المعلوم کما صرح بہ سلطان محمد کیلا سکی ای
درست من جناب الالٰھی واللہ معلم او درست من النبی الذی ھو جدی
وھو معلم (ع و)

شعر نمبر ۲۶

رجالی:...... رجال ۔ رجلان (بوزن عطشان ۔ پیادہ) یا رجل (مرد) کی جمع ہے
رجل سے مراد مرد کامل ہے ۔ رجالی میں یائے متکلم شفقت اور محبت کو ظاہر کرتی ہے۔
ھواجر:...... جمع ہاجرہ ۔ دوپہر ۔ گرمی کی شدت ۔ مراد اس سے دن
ہے ۔ ھواجرھم کی ضمیر رجالی کی طرف راجع ہے ۔ باضافت ادنیٰ ملابست
ظلم:۔ جمع ظلمت ۔ تاریکی ۔ ضد روشنی...... **لیالی**:...... جمع لیل
لالی:۔ جمع لولو...... **ک**: کاف تشبیہ ۔ جار مجرور متعلق فعل مقدر تجلو (چمکتے ہیں) کے ہے

شعر نمبر ۲۷

انا:...... ضمیر واحد متکلم...... **الحسنی**:...... منسوب بطرف حسن (حضرت امام
حسن علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ) یای نسبتی
مخدع:...... بضم میم و بکسر میم ۔ دیوان ۔ یہاں مخدع ۔ مرفوع ہے۔
ضرورت شعری کے لیے اعراب ساقط ہوا...... **مقام**:...... منزل ۔ رتبہ
عنق:...... بضم عین و سکون نون و بضمہا ۔ گردن ۔ جماعت مردماں

شعر نمبر ۲۸

جیلی:...... منسوب بہ جیل ۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آبائی و ابتدائی مسکن
محی الدین:...... دین کا زندہ کرنے والا **اعلامی**:۔ اعلام ۔ جمع علم ۔ نیز و نشان ۔
برق پیرا اس سے ظاہری یا باطنی نشان مثل کرامت یا فیض یا صداقت یا ہدایت ہے۔
راس:۔ سر ۔ چوٹی...... **راس الجبال**:...... پہاڑوں کی چوٹی ۔ یحتمل
ان المراد بالجبال الافلاک و یحتمل ان المراد بہ الاقطاب اوالاولیا
لان الجبال اوتاد الارض و اولیاء اوتاد الدین والدنیا

شعر نمبر ۲۹

و:...... عاطفہ...... **عبد القادر**:...... العبد ۔ غلام ۔ بندہ ۔ عبید ۔ عباد جمع ہے۔
عبودیت ۔ بندگی ، عجز و نیاز...... **القادر**:۔ اسم باری تعالیٰ ۔ لغوی معنی ۔ توانا ۔
قدرت والا...... **المشھور**:۔ معروف...... **اسمی**:۔ اسم ۔ نام ۔ اسی میں یائے
متکلم...... **جد**:۔ نانا ۔ دادا ۔ بے نیازی و توانگری...... **صاحب**:۔ دوست ۔
امراء ۔ خداوند...... **العین**: آنکھ ۔ آفتاب ۔ سونا ۔ خالص ۔ بہتر ۔ نفس ۔ ذات ۔
نگہبانی ۔ اس جگہ ذات و نفس کے معنی زیادہ موزوں ہیں۔
الکمال:...... تمام ہونا ۔ کسی چیز کا اپنی ذات یا صفات میں مکمل ہونا ۔ اور اصطلاح
میں سالک و مرشد کامل کی مدد سے عالم انوار و تجلیات کی سیر کرنا ۔
العین الکمال:۔ سے مراد نفس کمال یا رتبہ جلیلہ ہے

اعتذار و استدعا

فقیر نے معارف قصیدہ غوثیہ میں مندرج عبارات' مضامین' آیات واحادیث کی تحریر و درستی میں ممکنہ حد تک کاوش کی ہے پھر بھی اگر کہیں کوئی کوتاہی' خامی در آئی ہو تو فقیر اللہ جل جلالہ اس کے محبوب محمد مصطفی ﷺ' وارث ختم رسل سلطان الاولیا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور ان سے محبت رکھنے والوں سے معذرت کرتے ہوئے درخواست گزار ہے کہ اللہ مغفرت فرمائے اور سب محبین مصطفی ﷺ اور عشاق محبوب سبحانی سے التماس ہے کہ اگر کتاب سے فقیر کا کوئی لفظ پسند خاطر ہو تو فقیر راقم الحروف منیر الحق کعبی اور اس کے والدین' آباؤ اجداد اور تمام مسلمانوں کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے خدا سے دعا فرمائیں۔

معتذر و ملتمس

فقیر

پروفیسر محمد منیر الحق کعبی القادری بہل پوری

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ ۹ مئی ۲۰۰۲ء

محلہ گڑھی احمد آباد گجرات' پنجاب' پاکستان۔
فون: +92-433-530210
گورنمنٹ زمیندار پوسٹ گریجویٹ کالج' گجرات

لمعۂ نورِ نبی شمعِ مکانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرِّ مستورِ علی، روحِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وارثِ ختمِ رُسل، آئینۂ رحمت بھی
شانِ الطافِ الٰہی بھی ہے، شانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے کردار میں گفتار میں، برہانِ خدا
شرحِ توحید و رسالت ہے بیانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی اقلیم میں شامل ہیں سبھی ملکِ خدا
وقت بھی ان کا، زمانہ بھی، زمانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سلاسل میں سرایت ہے انھی کا فیضان
نورِ ہر قلب میں ہے نورِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہاں اور کہاں طوقِ غلامی کا شرف
میں تو ہوں خاکِ کفِ پائے سگانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں تو خورشیدِ بلا سوز سے جل ہی جاتا
سر پہ ہوتا نہ اگر دستِ امانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کاش محشر میں ہو جب ان کے غلاموں کا شمار
میرے ماتھے پہ بھی ہو ثبت نشانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پروفیسر منیر الحق کعبی بہل پوری